

ہو العی الی

محبت نور سید

میں

میراج آل محمد مرزا کا نظم حسین قحشر لکھنوی کی غزلوں کا دیوان

باہتمام

احقر الزمن سید نور الحسن مالک مطبع

جولائی ۱۹۱۹ء کو

نور المطالع لکھنوی میں چھپا

قیمت ۴۰۰ غلامہ محصول ڈاک

M.A.LIBRARY, A.M.U.



U32380

محمد آن سلطان عالم را کہ عالم پر چور ہے

اصل و در راہ ایمان اہل جان ارہبر

فطرت پسند حضرات اچھی طرح آگاہ ہیں کہ انسان اپنے جذبات

روانی مناسبت ایک نثار کے مافی الضمیر کا اظہار کی خواہش کے موافق

کر سکتی ہو۔ مگر فلسفیانہ نظر جب ڈالیں تو ایک طویل عبارت کے قائم کیے ہوئے

جذبات کو شعر کے دو مصرعے اس خوبی سے ادا کر دینگے کہ جواب نہیں۔ مگر

ہم میں سے بہت کم لوگ اس سے واقف ہیں کہ ان دو مصرعوں کا مربوط

کرنے والا اپنی کن کن قوتوں سے کام لیتا ہو۔ خیالی قوت کو کس حد تک

پہونچاتا ہو۔ دنیا اور دنیا والوں کے معاملات کس نظر سے دیکھتا ہو کہ جب

انکا اظہار کرتا ہو تو کچھ ایسے اصولوں سے کہ اس میں خطا کی گنجائش ہی

نظر نہیں آتی۔ مگر کیا یہ عطیہ فطرت ہر شخص کو ملتا ہو؟ کبھی نہیں۔ اسی طبیعت

میں ودیعت ہوتا ہو جسکو قسام ازل نے اسی کام کے لیے بنایا ہو اور اسی

زندگی کا میدان تجربے کے سدایہار پھولوں سے مالا مال ہو۔ ظہیر کہتا ہو

زشفلہ میل بلندی بیاں عشق بود کہ شمع الہ پر پروانہ می کند پروانہ

زمانے کا جمل سے تاریک ہو جانا قابل قیاس۔ احساسات انسانی میں قیاس

تغیر کا مفہود ہونا سہل مشرقی دنیا میں صدیوں کے قائم کردہ تمدنی اصول کا

ترک آسان۔ مگر فطرتی قانون کا بدلنا محال۔ ہر زمانے میں ایسے چند نفوس کا

ملنا جنگ و قدرت نے کسی خاص کام کے لیے بھیجا ہوا ایسا ہی یقینی ہی جیسا کہ خود و پھولوں کا جنگل کے ایک گوشے میں کھلنا اور دامن فضا کو اپنی لہریں مہک سے عطریں کرنا۔

دنیا سے شاعری میں اگرچہ اس دور کی ناگوار ہوائیں اپنا اثر دکھا رہی ہیں اور ہستی شعر بھی دوسرے فنون کے ساتھ طاق نسیان کی نذر ہو رہی ہے مگر جسکو فطرت نے شاعر پیدا کیا ہے۔ چاہے دنیا اسے فراموش کر دے مگر وہ اپنا فرض منصبی زندگی کے آخری لمحے تک نہیں بھول سکتا۔ میں اپنی تمہید کو ختم کرتے ہوئے جناب مرزا کاظم حسین صاحب محشر کا ممنون ہوں کہ انھوں نے مجھ کو اپنے مختصر اور مختلف حالات زندگی بدین غرض مرتب کرنے کے لیے عنایت کیے کہ وہ اس دیوان کے ساتھ شامل کیے جائیں۔ ساتھ ہی ساتھ اس کے یہ اصرار بھی ہیں کہ میرے قلم کی روش آزادانہ رہے اور کوئی تعریف بیجا نہ ہونے پائے۔

نام و سن ولادت | مرزا کاظم حسین صاحب محشر۔ خلف نواب مرزا رضا مرحوم۔ خاص لکھنؤ، موطن و مولد۔ سو پلوین اکتوبر

۱۲۶۷ھ بروز شنبہ ولادت ہوئی۔

ابتداء عمر و تعلیم | چونکہ مرزا صاحب کو فطرت ایک کار خاص کے لیے منتخب کر چکی تھی لہذا لازم تھا کہ ذوق حصول علم قوت تمیز کے ساتھ ساتھ نشو و نما پائے۔ سات سال کے ہو گئے کہ بسم اللہ ہوئی یہاں تک کہ شہداء میں مدلل کلاس کی سند حاصل کی جو اس زمانے میں بہت وقیع سمجھی جاتی تھی اور اکثر طالب علموں کی تحصیل علم کا گویا آخری سطح نظر تھا جیسا کہ

آجکل انٹرنس، مگر چونکہ شوق کافی تھا اسی سبب پر اکتفا نہ کی اور انٹرنس کے فضا
کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ اسکول میں انگریزی اور آرمے کے بعد عربی اور فارسی
کی تحصیل میں مصروف رہا کرتے تھے۔ مولوی نظیر حسین صاحب شاگرد رشید جناب
مولانا عبدالحق خیر آبادی سے شرح جامی ختم کی۔

زمانہ شعر گوئی میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ مرزا صاحب کی طبیعت میں جذبات
شاعری پہلے ہی سے ودیعت تھے۔ لہذا بچپن میں اچھے
شعرون کا سننا اور پھر اس قدر لطیف لہنا کہ یاد بھی رہ جائیں۔ اس امر کی بہت
دلیل تھی کہ مستقبل میں یہی طبیعت اپنے زاوہ افکار سے شاعری دنیا کی آبادی
میں بیش قدر اصناف کرے گی۔ ایک دو نہیں بلکہ سیکڑوں اردو اور فارسی کے شاعر
لوگ زبان تھے اور جب احباب کی کسی بے تکلف صحبت میں شریک ہوتے وہ
اشعار پڑھتے تھے اور کہتے تھے ”شاعر نے یہ کیا خوب کہا ہے۔“

سچے دوست کامل جانا گویا ایک ہادی برحق کا فراہم ہوتا ہے۔ بہت سی نظیریں
ایسی مل سکتی ہیں جو اس امر کا ثبوت ہوں گی کہ کتنے وہ لوگ جو دنیا میں ہمیشہ کے لیے
اپنے کمال کی یادگار میں چھوڑ گئے ہیں اپنے سچے دوستوں کے مشورے سے
مستفید ہوئے ہیں۔ ورنہ کسی کو یہ بھی نہ معلوم ہوتا کہ وہ کس گوشہ عالم میں پیدا
ہوئے تھے۔ جہان اور فطرتی قوتوں کے اظہار کے اسباب ہیں ان میں سے ایک
اور بہتر کسی سچے یا فہیم دوست کا مشورہ صائب ہے۔ آفتاب میں قدرتی
روشنی موجود ہے مگر ہوا جب تک فضائی گرد و غبار اور پر سے نہیں ہٹاتی اُس وقت
تک اس کی کرنیں اچھی طرح سطح زمین پر نہیں پھیل سکتیں۔

اپنے ایک ولی دوست سید زوار حسین صاحب مرحوم کے اصرار سے مرزا صاحب
نے شعر کہنا شروع کیا۔ شب سے پہلی غزل دسویں فروری ۱۸۵۸ء کو مرقومہ ذیل
طرح میں کہی (افسوس کہ یہ غزل مرزا صاحب کے دیوان اول میں تھی جو صنایع
ہو گیا ورنہ پہلی فکر کا اندازہ اور زیادہ ہو سکتا) مصرعہ طرح - ساری دنیا تیرے
جلوسے کی تماشا بنی ہوئی - نواب مرزا صاحب - ملک مرحوم کے یہاں مشاعرہ تھا
شریک صحبت سخن ہوئے اور غزل پڑھی یہ شعر اصحاب مشاعرہ نے بہت پسند کیا
اور واقعی پہلی غزل میں ایسے شعر کا نکل آنا ثابت کرتا ہو کہ ذوق سخن فطرتی تھا۔
وہ عبادت کے لیے آئے ہیں اور مجھ کو ہی ڈر پھرنے جانے دیکھ کر انکو قضا آئی ہوئی

شاعری کی ابتدا تو ہو گئی۔ مگر زیادہ انہماک نہیں ہوتا۔
واقعات زندگی پایا۔ کیونکہ ابھی انٹرنس میں تعلیم پانے کا زمانہ تھا۔ اس

زمانہ میں جو معدودے چند غریب لکھنؤ میں وہ جناب سید بندہ کاظم صاحب جاوید لکھنؤ
کو دکھائیں ۱۸۵۸ء کے انٹرنس کے امتحان میں کیننگ کلج لکھنؤ سے شریک
ہونے کے بعد ہی مرض ضعف معدہ میں دو سال تک علیل رہے۔ ظاہر ہو کہ ایسی
حالت میں انسان اپنی دماغی قوتوں سے کیونکر کام لے سکتا ہی۔ شعر گوئی اور
تحصیل علم صحت تک ملتوی کر فی ٹری تا اینکہ جناب حکیم شیخ علی محمد صاحب مرحوم کے
علاج فی مسیحائی کا کام کیا اور چند دن میں رو بصحت ہو گئے۔ شعر گوئی کا پھر
شوق ہوا اور ایسا کہ اسکول جانا ترک ہو گیا مگر یہ خیال بھی ضرور پیدا ہوا کہ اگر تہجد
علمی نہیں تو کچھ نہیں۔ اپنے بچت دوست سید کاظم حسین صاحب قنطر نیر کے انشاء
خان مرحوم سے جو کچھ شمار لکھنؤ کے فارغ التحصیل فراہین تھا فارسی کی درسی کتابیں

ختم کیں۔ اسکے بعد فخر الاسلام تہذیب مشہور ہند جناب خواجہ عزیز الدین صاحب غفرلہ
 مرحوم (صاحب شہزادی بدیعیتا) سے دو برس تک فارسی پڑھی۔ اس عرصے میں
 خواجہ صاحب موصوف مرض سخت میں مبتلا ہو گئے اور دوسرے طلباء کی طرح
 مرزا صاحب کی تحصیل بھی نامکمل رہ گئی۔ اس زمانہ سے جو کچھ کما وہ جناب سید علی محمد
 صاحب عارف طالب ثراہ نمبر۶ جناب میر نفیس صاحب مرحوم کو دکھایا۔ عارف
 مرحوم کی اصلاح اور فیوض سخن نے مرزا صاحب کو چند ہی سال کے عرصے میں
 صاحب تلامذہ کر دیا اور انھیں سے فن عروض کی کتابیں بھی پڑھیں۔ نکتہ رس
 اور دقیقہ شناسی استاد کی تعلیم و تربیت نے عروض کے مشکل سے مشکل مسائل کو
 یوں حل کر دیا کہ صفحہ اول پر نقش ہو گئے۔

یہ امر مسلم ہو کہ استاد اپنے بہترین شاگرد سے اور شاگرد استاد سے استقدر مانوس
 ہو جاتا ہو کہ پیر و فرزند کی محبت کے مرتبے آگے لگتے ہیں۔ وجہ یہ ہو کہ طریقین کو
 بقائے نام کا عالمگیر خیال محبت کے آخری مرکز تک پہنچ لاتا ہو۔ عارف مغفور
 اپنے تمام شاگردوں سے زیادہ مرزا صاحب کو عزیز رکھتے تھے اور اپنے دور
 حیات تک مرزا صاحب کی تعریف کرتے رہے۔ مرزا صاحب نے بھی اپنے
 حسن عمل سے ان تعلقات کو روز بروز مضبوط کرنے کی کوشش کی حتیٰ کہ بعد وفات
 جناب عارف مغفور ان کے خلف و جانشین جناب سید ظفر حسن صاحب فائق سے
 یہی سلسلہ انش عریضہ طور کیا۔ چنانچہ عارف مغفور کے سووم کی مجلس میں مرزا صاحب
 ایک تاریخِ وفات نظم کر کے لائے گئے اور جناب فائق کو سر مجلس خطاب کر کے کہا
 کہ آپ اس تاریخ پر پہلے اصلاح دیدیجیے تو میں پڑھوں" یہ سن کے جناب فائق

آبدیدہ ہوئے اور کہا کہ آپ میرے بڑے بہن مین آپ کے کلام پر کیا اصلاح
 دوں۔ مرزا صاحب نے جواب میں کہا کہ ”میں آپ کی ذاتی قابلیت و علمی استعداد
 کی بدولت آپ کو ہرگز ہرگز استاد مرحوم سے کم نہیں سمجھتا اور ہمیشہ میرا یہی خیال رہا
 مرزا صاحب کے فارسی کلام کا بھی ایک کافی ذخیرہ موجود ہے جس میں سے
 اکثر وقتاً فوقتاً مختلف پرچون مین ملک مین پیش ہو گیا اور اکثر باقی ہی اس میں
 بیشتر اکابر ملک و ملت کی وفات پر قطعاً تاریخ مین جو چوچاس چوچاس ساٹھ ساٹھ
 شعر کے ہیں۔

اسی طرح اخلاقی اور قومی نظموں کا مجموعہ بھی اکثر شائع ہو چکا اور اکثر نہیں۔ روشنائی
 داعی ہوئی کہ قوم کی موجودہ ضرورتوں میں بھی شاعری سے کام لیا جائے لہذا
 شیعہ کافرشن مین جسکے اعتقاد کو دس برس سے زیادہ کا عرصہ ہوتا ہے ایسی قومی
 نظمیں پڑھیں جو اکثر مقاصد کافرشن کے حصول میں معین ثابت ہوئیں۔ چنانچہ
 عظیم آباد عرف پٹنہ مین جب کافرشن کا اجلاس ہوا تو پیسہ فنڈ کی تائید میں مرزا
 صاحب نے وہیں ایک نمونہ کہا جسکا پانچواں مصرعہ یہ تھا۔ ”ایک پیسہ دو خدا
 کی راہ پر“ مین خود کافرشن مین موجود تھا اور اس نظم پر محل کے دلاویز اثر کو حیرت کی
 رنگا ہوں سے دیکھ رہا تھا۔ چاروں طرف سے چندے کے ساتھ داد مل رہی تھی۔
 امر وہہ اور بنارس کے اجلاسوں مین بھی مختصر نظمیں بہت مقبول و مشہور ہوئیں
 گو فارسی کلام پر زیادہ تر خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز مرحوم کی اصلاح
 ہی لیکن حضرت عارف مرحوم اور مجتہد العصر جناب مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ
 اور شمس العلماء مولانا سیدنا حسین صاحب قبلہ سے اصلاح لیکر ادبی فیوض حاصل

حوادث کا نشانہ اگر شاعر نہ بنے تو تعجب ہو چنانچہ انوری کا یہ شعر دلیل ہے
 ہر بلائے کز آسمان آید خانہ انوری کجا ماند
 سالہ میں مرزا صاحب مراد آباد کی ایک قصیدہ خوانی کی صحبت میں مدعو
 ہوئے۔ قاعدہ ہی کہ جب کوئی مشہور شاعر کہیں پہنچتا ہے تو لوگ اصرار شعر خوانی
 ضرور کرتے ہیں چنانچہ مرزا صاحب نے بھی پیش بینی کی اور اپنا مجموعہ دیوان
 غیر مطبوعہ ساتھ لے لیا۔ شب کی واپسی میں اتفاق سے ریل پر نیند آگئی یعنی
 قرص خورشید در سیاہی شد یونس اندر دہان ماہی شد
 کسی نے دیوان مع ایک دستی بکس کے اٹھا لیا۔ اس واقعے سے مرزا صاحب
 بہت متاثر ہوئے۔ اور بجا متاثر ہوئے۔ زندگی بھر کی محنت و جانفشانی کا سرمایہ
 اور یوں ضائع ہو جائے۔ اکثر اخباروں میں انعامی اشتہارات دیئے مگر دیوان
 کو یا خواب زلیخا کا یوسف گم گشتہ تھا یا دل عاشق تھا کہ جا کر پھر کہاں ہاتھ آتا کہ
 نہ ملنا تھا نہ ملا۔ صبر کیا اور پھر کمر ہمت باندھی۔ الحمد للہ کہ دیسا ہی دیوان پھر
 تیار ہو گیا۔
 دیوان کی گم گشتگی کی خبر ان کے قدیم دوست منشی سعید احمد صاحب ماطق لکھنوی نے
 بھی سنی اور یہ قطعہ تاریخ نظم کیا جو دلچسپی سے خالی نہیں :-

قطعہ

غائب ہوا دیوانِ آتشِ شرابِ ملیکا حشر میں	مقبولیت کی غیب سے گویا شہادت آگئی
وصف دہن و وصف کمر کے تھے مضائقہ اثر	پہنان نظر سے ہو گئے ایسی نراکت آگئی
دیوان گم گشتہ ہو جسکے پاس وہ بھی بے نشا	یارب زلیخا میں بھی یوسف کی شباب آگئی

عیسیٰ نے یہ اٹھوا لیا یا خضر نے منگو لیا کیا جانے اس دیوان پر کسی طبیعت آگئی
تاریخ کا جو یا تھا نا حق غیب آئی صدا گم ہو گیا دیوان تجھ کیا قیامت آگئی
۱۹ سالہ میں مرزا صاحب کو شوق زیارت عتبات عالیات ہوا اتنے ہی سفر

میں شاعری ایسی رفیق باطن نے بہت دل بہلایا اور کافی بھر دی کی۔
شاعر کی طبیعت قدرت کے دلکش مناظر جاہتی ہو۔ سفر و زاروں کی خنکی م سکے ولولے
پڑھاتی ہو۔ گناہ زاروں کی مہک خیالی پیکر میں روح تازہ پھونکتی ہو۔ لکڑیاں سوا
سمندر اور پہاڑیوں کے اور کیا تھا جو دلچسپی کا باعث ہو سکتا۔ مگر ای اشہر کیا
تو نہیں جانتا کہ وہاں اس روحانی فیوض کے باطنی نقشے موجود تھے جو دنیوی
آرائش کو دل سے ہٹا کر اپنے نظارے کے لیے وقت کر لیتے ہیں۔ اور یقین
دلادیتے ہیں کہ ای روح! تو ہمارے ذریعے سے ابدی آرام گاہوں کی سیر کر سکتی ہو؟
مجھے یقین کامل ہے کہ اس سفر میں مرزا صاحب نے فکر شعر کو وقف و وقت مرح اٹھ
معصومین علیہم السلام کر دیا ہو گا جو واقعی ایک شاعرِ زائر کے لیے اس دلچسپی کا
باعث ہو سکتا ہے جس کی نظیر نہیں۔

بزرگانِ دین کی ثنا گوئی کا شوق تو ابتدائی شاعری کے کچھ سال بعد ہی پیدا ہو چکا
تھا مگر میرے نزدیک سفر زیارت کر بلائے معلیٰ گویا اسکی ایک مضبوط تاریخ ہو۔
اچھے اچھے قصائد کہے۔ اور بڑے بڑے سخن سخنوں کے مجموعہ میں پڑھ کر وادلی
رجنکا ایک بسیط مجموعہ موجود ہے، بیشتر انجمن امامیہ کے عظیم الشان جلسوں میں
قصائد پڑھتے رہے۔

اول اول مبتدیوں کے دیسے میں جگہ ملتی رہی۔ مراومت مشق اور فیض روح آں ملتا

نے نمبر قصیدہ خوانی کی آخری سیڑھی پر پہنچایا اور اب شمس العلماء مجتہد العصر مولانا
السید ناصر حسین صاحب قبلہ کی صحت قصیدہ خوانی کے ذکر آخر ہیں۔

ماہ رجب ۱۳۲۹ء کی تیرہ تاریخ کو شریعت کدہ جناب صوف
الصدر پر تقریب ولادت امیر المؤمنین علی علیہ السلام میں

عطا خطاب

مرزا صاحب نے ایک نہایت مضبوط قصیدہ پڑھا۔ بانی قصیدہ خوانی نے
داد جو ہر شناسی سخن دی اور مرزا صاحب کو ”مداح آل محمد“ کا مایہ ناز خطاب
عطا فرمایا۔ اس قصیدے کا نام ”ماہ کامل“ ہے اور ”آفتاب محشر“ کا جزو اعلیٰ ہے
اس قصیدے کا مطلع اور آخری چند اشعار ذیل میں درج کرتا ہوں۔ پورے قصیدے
کے لیے ناظرین ”آفتاب محشر“ ملاحظہ کریں۔

مطلع

دن کھل گیا ظاہر ہوئی شام شبان
نکلامری قسمت کو جگہ گامہ تابان

آخری اشعار جن میں حسن طلب خطاب ہے :-

پیادہ سے شوق کا دیکھے جوے ساقی
اور سوچے ہوئے دل میں کسی وقت کا پیمان

محشر بھی صلہ خدمت دیرینہ کا پائے
ملجائے خطاب آج وہ جو ہوئے شایا

یہ کیکے بعد ناز پھر اس نرم سے جائے
یوں لیتے ہیں انعام مدح شہ مردان

اجبا گنگا سے بلین بڑھ بڑھ کے خوشی
لے تجھ کو مبارک ہو یہ کہتے ہوں سخن دان

اس خطاب پر سچا فخر کرتے ہوئے خود مرزا صاحب ایک جگہ تحریر کرتے ہیں ”یہ

شرف میری شاعرانہ زندگی میں قابل تحریر ضرور ہے۔ اسکے بعد میں کچھ بھی نہیں“

واقعی اس خطاب پر جتنا فخر کیا جائے، تھوڑا ہی کیونکہ وجہ خطاب۔ شان

خطاب اور محطی خطاب سے گانہ افتخار ہیں۔ دنیا سے قصیدہ گوئی میں جو کام جناب شمس العلماء کی منعقدہ صحبت قصائد نے کیا اس کے اظہار سے زبان قلم قاصر ہے۔ اس صحبت کی محکم بنائاں متبرک ہاتھوں نے اس وقت سے کی ہے جب سے انجمن اہمہ لکھنؤ کی صحبت قصائد میں ضعف پیدا ہوا جسکو تقریباً پچیس برس کا عرصہ ہوتا ہے اس وقت سے اب تک متواتر ایک ہی شان سے یہ صحبتیں ہوتی رہتی ہیں بلکہ روز بروز ترقی کی صورت نمایاں ہو۔ لکھنؤ کے اچھے اچھے قصیدہ گو وقتاً فوقتاً اپنے قصائد اس صحبت میں پڑھتے ہیں اور علاوہ داد و تحسین کے ذخیرہ برکات بھی حاصل کرتے ہیں۔

کس زبان سے اظہار کیا جائے کہ قبلہ و کعبہ کی ذات نکستہ شناس نے شعرا میں کیونکر جوش و ہوش اٹھایا ہے۔ اس نورانی صحبت میں زیادہ تر اصحاب استعداد کا صاف اور مستحضر مجمع ہوتا ہے۔ اکثر نقادان فن اور خوش مذاق افراد نظر آتے ہیں جنکی ایک تعریف اشہر کی رائے میں ہزار تعریفوں کے برابر ہوتی ہے۔ یہی وہ صحبت قصائد ہے جس نے ہندوستان کے شیعہ حلقوں میں یہاں تک اپنا قابل تقلید اثر پھیلا دیا ہے کہ اب بفضلہ قصیدہ خوانی کی نامی نامی صحبتیں ہندوستان میں ہوتی ہیں۔ مختصر یہ کہ اس صنف سخن کی بقا کی باعث یہی صحبت ہے۔ خداوند قدیر اس سرچشمہ فیوض کو تادیر قائم رکھے۔

مرزا صاحب نے اور ایک موقع پر استحقاق خطاب قائم کر دیا تھا یعنی ۱۹۹ء میں قیصرہ ہند ملکہ معظمہ کی وفات حسرت آیات پر رُوساے لکھنؤ کی طرف سے تعزیتی جلسہ ہوا۔ جناب مرزا بہادر مرزا محمد عباس علی خان صاحب مرحوم بانی

و مہتمم تھے۔ یہ جلسہ وکٹوریہ پارک میں ہندو مسلمان۔ پاوسی اور انگریزوں کے
تیس ہزار آدمی کے مجمع سے ہوا۔ اس اسکاٹ صاحب بہادر جو ڈیشل کمشنر
صدر جلسہ تھے۔ نامی شعراے لکھنؤ نے قطعات تاریخ نظم کیے تھے مگر جناب
مرزا بہادر نے جناب محشر کو سب کے آخر میں پڑھوایا۔ اس کے قطعات تاریخ ہند
مقبول ہوئے کہ صدر جلسہ نے نہایت شوق سے مانگے اور (برٹش میوزیم)
لندن کو روانہ کیے۔ دپوری نظم مصنف کے پاس موجود نہیں صرف یہ مہر تاریخی
معلوم ہو سکا کہ ”چراغِ ملک ہند ہا سے ہو گیا گل“

یہ بہا موقع تھا کہ لکھنؤ میں تقریباً تیس ہزار آدمیوں کے مجمع میں مرزا صاحب
کو نظم پڑھنے کے لیے بلایا گیا تھا۔ ان قطعات کو اتنا حسن قبول حاصل ہوا کہ
بعض حضرات ہردوئی نے جناب مرزا بہادر سے سفارش چاہی کہ جناب
محشر ہی قطعات ہردوئی کے تعزیتی جلسے میں جا کر پڑھیں۔ چنانچہ مرزا صاحب
ہردوئی گئے اور قطعات پڑھے جو دوبارہ خلعت قبول سے ممتاز ہوئے
(یہ گویا اس شعبہ نظم کے کمال کی سند تھی)

دوسرے ایک موقع پر ایک ایسے شخص نے ایسے الفاظ میں مرزا صاحب
کی تعریف کی ہو کہ میرے نزدیک اس کے بعد مرزا صاحب کو خواہش دا سخن
سے مستغنی ہو جانا چاہیے۔ یعنی ۲۳ مارچ ۱۹۱۹ء کو شمس العلماء جناب مولانا
السید ناصر حسین صاحب قبلہ کے یہاں نوروز کے متعلق صحبت قصیدہ خوانی
تھی۔ مرزا صاحب نے بھی ایک قصیدہ پڑھا جو سامعین سے بلند آوازوں
میں دا دلینا ہوا ختم ہوا۔ اس قصیدے کے مطلع کا مطلع اولیٰ یہ ہے۔

آب نیشان کی ہر صورت گریختیم پرب تمہرے گھر لائے یا بچ شرف میں آفتاب
 فاضل جلیل القدر جناب آقا السید احمد صاحب استر آبادی مہمان جناب
 شمس العلماء بھی شریک محفل نوروز تھے انکو یہ قصیدہ اسقدر پسند آیا کہ فرط
 جوش میں فرمایا ”چرا ہمالک لشرا مخاطب نکر وہ شوی“
 فیض مداحی نے پایہ شہرت اسقدر بلند کر دیا کہ دور دور سے لوگوں نے
 مرزا صاحب کو قصیدہ خوانی کے لیے مدعو کیا۔ چنانچہ سالہ میں جناب سید
 غلام حیدر صاحب رئیس مخجن پور ضلع الہ آباد نے نرم روزی میں قصیدہ خوانی
 کے لیے طلب کیا۔ مرزا صاحب کا کلام وہاں کے اصحاب نظر تحسین سے پہلے ہی
 دیکھ چکے تھے صورت سے یقین نہ آیا کہ یہ وہی ہیں۔ امتحاناً بربستہ اشعار
 کہلوائے گئے اصلا حین فی لکین۔ مگر ان سب سے مرزا صاحب اسطرح عمدہ برآ
 ہوئے گویا معمولی بات تھی۔ اب وہاں کے لوگوں کو اتنا حسن اعتقاد ہے کہ
 ہر سال مرزا صاحب کو بہت ہی کوشش سے مدعو کرتے ہیں۔
 ذیل کے دو واقعے بھی قابل تحریر ہیں۔ اول یہ کہ خدنگ نظر کے مشاعرے میں
 جناب محشر کے روبرو کنول آیا اور جب غزل پڑھتے پڑھتے اس شعر پڑھو پچے۔
 فلک بھی کانپ اٹھایوں رہروں نے ہنکو ٹھکرایا
 خطایہ تھی کہ بیٹھے تھے زمین کوے جاناں پر
 جناب رشید مرحوم بھی شریک مشاعرہ تھے بہت داد دی اور فرمایا کہ ”یہ شعر
 زندگی بھر کے لیے آپ کا مایہ ناز ہے“
 اسی طرح ایک سال اجودھیا کی مشہور مجلس میں جناب نفیس مخفور مرثیہ پڑھتے

گئے تھے۔ بعد ختم مجلس صحبت نفیس مین مرزا صاحب بھی موجود تھے۔ جناب نفیس نے مرزا صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ ”کچھ سنائیے“ انھیں نے جواب دیا کہ ”میرے پاس سوا قصیدہ کے اور کچھ نہیں“ فرمایا ”وہی سنائیے“ مرزا صاحب نے قصیدہ پڑھنا شروع کیا اور جناب نفیس مرحوم تعریف کرتے رہے جب یہ مدح کا شعر پڑھا:۔

دکھا کہ معجزہ شق القمر کا گردیار روشن کہ ہم ہر یون جدا و متحد خلاق اکہم سے
ایک معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہو کہ نفیس منقور نے بہت تعریف کی اور
بکرات و مرات پڑھوانے کے بعد جناب عارف مرحوم سے مخاطب ہو کے
فرمایا کہ ”میں اگر اس ساٹھ برس کی مشق کے بعد ایسا شعر مدح میں کہتا تو ناز کرتا“
مرزا صاحب پندرہ برس کے سن سے روسا کی ملازمت
وجہ معاش کرتے رہے۔ اول اول جناب حکیم محمد رضا خان صاحب

بہادر متولی خجفت کے مصاحب خاص رہے۔ پھر جناب مرزا بہادر محمد عباس
علی خان صاحب کی ملازمت کی۔ سن ۱۹۰۷ء سے علیجناب شیخ علی عباس صاحب
وکیل درجہ اول وکس لکھنؤ کے داروغہ و معتد خاص ہیں۔

باوجودیکہ ابتدائے شباب سے روسا کی ملازمت میں بسر ہوئی مگر یہ آن بان
بھی لائق نظر ہو کہ کبھی کسی کی مدح میں ایک مصرع تک نہیں کہا۔ بلکہ تمام
قوت ثنا گسٹری کو مدح ائمہ اطہار میں صرف کیا۔

اصناف سخن غزلوں کا دیوان۔ قصائد مدح معصومین علیہم السلام کا
مجموعہ مکمل۔ تاریخی قطعات فارسی و اردو تعداد کثیرہ میں۔

چھوٹی چھوٹی شہزادیوں - رابعیات - سلام - قومی و اخلاقی نظمیں - محاسنات و مسدسات
جنگ کا مجموعہ اس دیوان کے بعد طبع ہو گا۔

انجمن معیار کے مشاعروں کے سلسلے میں (خود جسکے ارکان اعلیٰ میں سے تھے)
مرزا صاحب کے یہاں بڑے بڑے معرکے کے مشاعرے ہوئے جنکی روئے دین
طویل مضامین میں خود لکھیں۔ علاوہ اسکے اکثر نثریں بھی مختلف موقوفوں پر لکھی ہیں
شیخ محمد سلطان صاحب مشعل نہایت خوشگوار اور

اسمائے تلامذہ

خوش فکر (۲)، سید ضیاء الاسلام صاحب بی اے عیّان
مدرس گورنمنٹ ہائی اسکول گورکھپور (۳)، سید صدر الاسلام صاحب
سب انسپکٹر شاہجہاںپور (۴)، مرزا محمد ذکی صاحب ساغر وکیل ریاست
راپور (۵)، سید علی محمد صاحب عالی مدرس مدرسہ مخدوم پور ضلع اکہ آباد
(۶)، محمد عبد الرزاق صاحب شیدا ساکن انبالہ (۷)، خواجہ انعام الدین صاحب
انعام (۸)، سید لطیف حسین صاحب ہمدان ساکن انبالہ (۹)، سید شاکت
صاحب فراق ساکن ہلور۔ لکھنؤ اور بیرونجات کے اکثر دوسا کا کلام بنایا اور
بنائے ہیں جنکے نام میں مصلحتاً نظر انداز کرتا ہوں۔ جناب مرزا بہادر مرزا محمد
عباس علی خان صاحب جگر مرحوم نے بطیب خاطر اپنا مجموعہ غزلیات مرزا
صاحب کو عنایت فرمایا اور خواہش صلاح کی۔ مگر یہ بھی فرمایا کہ صحت اغلاط
اور ترقی لفظ کے علاوہ اپنی طرف سے کچھ نہ بڑھایا جائے۔ چنانچہ مرزا صاحب
نے ایسا ہی کیا۔ بعض اصلاحیں بہت پسند فرمائیں۔ اسکے بعد جب مرزا
محمد ہادی صاحب عزیز ملازم ہوئے تو انہیں اصلاح لی۔

تصنیفات

مجموعہ قصائد بنام حسن القصار (مطبوعہ مجموعہ لائٹانی بنام آفتاب محشر (مطبوعہ) متفرق قصائد۔ مثلاً ذوالفقار شاہ غیب۔ جلوہ طور۔ ایک قصیدہ نعتیہ گل و بلبل کے مناظر میں۔ دوسرا مناظرہ صبح و شام میں۔ قومی نظم شاہد متنا۔ جس میں تعلیم کے مسئلے کو بہت خوبی سے نظم کیا ہے۔ نظم شور و محشر۔ جو ملک میں بہت مشہور و مقبول ہوئی۔ تذکرہ تہا (زیر تصنیف) جس میں ان شعر کے حالات و رنگ کلام و طرز و غرض خوانی کا ذکر ہے جنکو مرزا صاحب نے اپنی زندگی میں دیکھا یا ہم مشاعرہ رہے۔ حیات محشر نفیس مرحوم مکمل (غیر مطبوعہ) یہ مسودہ گذشتہ طوفانِ بارش میں تلف ہو گیا تھا مگر پھر مرزا صاحب نے کوششِ تبلیغ کر کے جمع کیا ہے۔ امید ہے کہ جلد طبع ہو گا شوی حیات انسان جو زیر تصنیف ہے بلکہ قریب ختم ہے۔

جناب محتراور

راقم الحروف

مرزا صاحب شگفتہ مزاج اور اذنیع قدیمانہ کے پابند ہیں طبیعت میں نفاست بہت ہے جو علاوہ لکھنؤ کے باشندہ ہونے کے نفاست خیال پر دال ہے۔

مرزا صاحب کے اخلاق کا دائرہ بہت وسیع ہے جسکی وجہ سے بیشتر افراد سے دوستانہ مراسم ہو گئے ہیں۔ علمائے وقت کی صحبت سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ احکاماتِ شرعیہ کے اس قدر پابند ہیں کہ دوسروں کے لیے قابلِ مثال۔ ان کے چند معصرون کی نسبت اکثر کا یہ خیال ہے کہ خود داری بیجا کرتے ہیں مگر ان کے بارے میں یہ ریمارک اب تک سننے میں نہیں آیا۔ ہاں اگر زمانہ شعر کے موافق ہوتا تو ایک حد تک ضرور ناز کرتے اور بجا ناز کرتے۔

ادب اُردو کی خدمت مدت مدید سے کر رہے ہیں جسکے صلے میں خلعت حسن قبول حاصل ہو چکا ہے۔

گو مرزا صاحب کے کلام میں مضامین آفرینی کا عنصر قوی ہی لیکن اکثر بیسایا اثر شعر بھی نکلا جاتا ہے کہ جواب نہیں۔ خصوصاً کچھ عرصہ سے تو غزل اس قدر صاف اور پُر اثر ہونے لگی ہے کہ سبحان اللہ۔

جہاں مرزا محمد ہادی صاحب عزیز کا یہ قول دلپسند کہ ”میں اپنے لیے شعر کرتا ہوں“ اسی طرح مرزا صاحب کا یہ بیان کہ ”اگر اُردو میں شعر کہا جائے تو اپنی زبان میں کیوں نہ کہا جائے“ کم و قبیح نہیں۔

بعض مرزا صاحب کے قصائد اور انکی تشبیہات معرکہ آزاہین حاصل یہ کہ جس صنف سخن میں قلم اٹھاتے ہیں اپنی پوری قوت صرف کرتے ہیں۔

میرے ہاتھ میں قلم ہی اور جی بھی چاہتا ہے کہ عبارت کو طول دوں۔ مگر ڈرتا ہوں کہ میری رائے موافق گو مرزا صاحب مروت پر محمول کر کے ناپسند نہ کر دیں۔

احقر
آغا اشرف لکھنوی
فارسی مدرس گورنمنٹ ہائی اسکول سیتاپور

خبر محبت ہر چہ پر دم سود در محشر نداشت وین دافش عرض کردم کس بخیزی بر بنداشت

۱۷۱

علاق سخن کا ہزار ہزار اشکر کہ غور شد محشر چھپ کر اس وقت نکتہ چین اور غیر نکتہ چین
رنگا ہوں کے سامنے موجود ہی۔ اقرار کرتا ہوں اور بدل قرار کرتا ہوں کہ اول
سے آخر تک کا تب یا مصلح سنگ کی ذرا بھی فرو گذاشت نہیں جس شعر میں
جو کوئی غلطی ہو وہ سراسر سیری کم علمی اور عدم آگاہی فن کی دلیل ہو۔ موزونی طبع
کی مدد سے جذبات حسن و عشق اچھی طرح یا بری طرح ظہور کی روشنائی خراب کر نیکو
کا غدر پر لکیر دینے پسند و ناپسند کا ناظرین کو اختیار ہے۔ جو شعر پسند آئیں ان کا
منہ ہوں۔ اور جو ناپسند ہوں کچھ شکایت نہیں۔ محشر ہوں معصوم نہیں نہ ہو سکتا ہوں
جو اہل سخن منازل کمالات صوری و معنوی طو کر کے درجہ عصمت پر فائز
ہو چکے ہیں خدا ان کو صفہ و دنیا پر تا دیر باقی رکھے کہ وہ مجھ ایسے غلط کار برائے
نام شعر کی لفظ نشون پر تنقیدی نگاہ ڈال کے طریق فن کو خس و خاشاک
سے پاک و صاف کر دیتے ہیں۔ صرف یہی نہیں ہوتا بلکہ اپنی رفعت عصمت کے
مراجہ اور بلند کرتے ہیں جبکہ میں اپنے ناقص دیوان یعنی منظومات نامقبول کو
چھاپے جانے کے حوالے کرنے لگا تو نظر ثانی کے وقت کوئی شعر خود اپنی نگاہ میں
اچھا نہ معلوم ہوا۔ اس لیے تکلیف انتخاب غیر ضروری سمجھا۔ مجسمہ اٹھا کر منشی سید
نور الحسن صاحب مالک مطبع نور المطالع کو دیدیا۔ کچھ اچھا ہوتا تو برے سے منتخب

کر لیتا جبکہ کل برا تھا تو اُسے کیا چھانٹتا۔ میری اس تحریر میں نہ مبالغہ ہی نہ انکسار۔
حقیقت حال کا اظہار کوئی گناہ نہیں۔ اگر ارباب نظر اس میں بھی کوئی معنی پیدا کریں
تو میری خوش قسمتی اور کیا کہوں فقط۔
محشر عفی عنہ

حفظ دولت پر نشانِ کجِ دسم و درست مدا احسان رشتہ نشین ازہ این دقت

سلسلہ ہجری ماہ شوال کی تیسری تاریخ چار رشتہ ٹھیک گیارہ بجے دن
کو میں اپنے فقیر خانہ میں بیٹھا ہوا مختلف خیالات کی کشاکش میں مبتلا تھا کہ دفعہ
ایک پہچانی ہوئی آواز نے اپنی طرف مخاطب کر لیا بے اختیار منہ سے نکل گیا کہ
”محاضر ہوا“ دوستانہ جذبات کی قوت سے اٹھا اور باہر گیا۔ مجھ کو دیکھتے ہی وہ دن
دوست عید ملنے پر آمادہ ہو گئے۔ اسراں احباب باصفا کے نام کیا ہیں؟
زبان پر بار خدا یا یہ کس کا نام آیا کہ میرے نطق نے بوسہ میری زبان کیلے

ایک جناب نواب سید عسکری مرزا خان عرف نواب بن صاحب بلیغ دوسرے
مولوی فاضل جناب ماسٹر سید ابوالحسن صاحب مجھ پر ہیڈ مولوی گورنمنٹ
ہائی اسکول ہیرا پور۔ ان حضرات سے ملتے ہی کشاکش خیالات کی کلفت خوشی
سے تبدیل ہو گئی۔ بیٹھتے ہی جناب مجبور صاحب نے وہ سیرت اخیر خبر سنائی
کہ بیسیا رشتہ دل چھڑک اٹھا۔ مثل مشہور ہو ع

”بھلی لگ جائیگی جو دل سے ہو گی“

فرماتے ہیں کہ ”محشر! تم نے کئی روز ہوئے جب مجھ سے ذکر کیا تھا میرا دیوان

چھپ رہا ہے۔ مجھے بہت خوشی ہوئی تھی میں نے جوش مسرت میں اسکا تذکرہ
 جناب برادر محترم سید احمد حسین صاحب ہیڈ مولوی جوبلی ہائی اسکول سے کیا۔
 موصوف الصدور نے بنا بر اس اخلاص کے جو انکو تھارے ساتھ ہو قطعہ تاریخ
 نظم کر کے عنایت کیا ہے، میں نے قطعہ مذکور مجبور صاحب سے لیا اور مکرر
 پڑھا۔ مصنف قطعہ تاریخ کی استعداد علمی پر ارباب فضل و کمال جلی قلم سے صاد
 کر چکے ہیں۔ فارسی میں قوت نظم و زبان دانی کا سکھ بھی اکثر فصیح و بلیغ قصائد کے
 ذریعہ سے دنیا سے نظم میں رائج الوقت ہو چکا ہے۔ خاکسار محشر تہ دل سے ممنون
 ہوا۔ صرف ممنون ہی نہیں ہوا بلکہ اس قطعہ سے خورشید محشر کی تجلی کا شمس فی
 راہۃ انوار ہو گئی۔ دیوان ناکمل میں کوئی تاریخ تھی بھی نہیں۔ اپنی کم قسمتی اور
 عظیم فقر و تنگدستی کے باعث شعرا سے لکھنؤ و بیرونجات سے طلب کرے کا اتفاق ہی
 نہیں ہوا۔ متقدمین و متاخرین شعرا کی پیروی کا ایک جزو اعلیٰ رہا جاتا تھا انکو
 بھی اس قطعہ تاریخ نے مکمل کر دیا۔ اگر قطعہ تاریخ پر تنقیدی نظر ڈالی جائے
 تو زبان قلم آزادانہ یہ کہنے پر مجبور ہوگی کہ اشعار کی فارسیت حلاوت و صوری و معنوی
 میں قنار پارسی سے بہت زیادہ ہے۔ ہجری و عیسوی دونوں تاریخیں نہایت صاف
 یعنی اتنی کہ یادی النظر میں تاریخیں نہیں معلوم ہوتیں مگر پیچیدان محشر کے مرتبے کو جوش
 و ہوش میں اعتماد ہے نہ اندیشہ یاد یا جو ہرگز ہرگز اس قابل نہیں ہو سکتا یہ شرط

ہر صبر از دوست میر سدا نیکو ست

کی بنا پر احقر کے لیے سدا شاعری اور ناظرین بالانصاف کے واسطے کمال
 تاریخ کا جو ہر دار آئینہ بھنا چاہیے۔

قطرۂ تالیخ

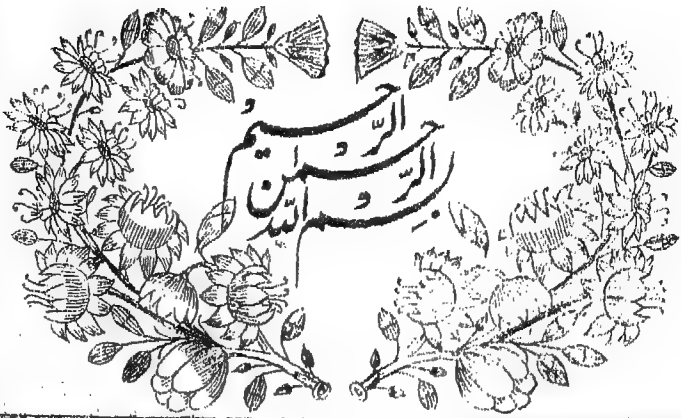
<p>ایک رات طبع شد بہر گروہ شاعران از میرزا کاظم حسین خجندیہ ارباب شد سکہ زامش روان بر نقد شعرا و جوان ہر بیتان بیت القزل ہر شعر آتش مرغی کان کہ نور آن حساد را شد دیکان فائز سان اشعار آرد و مستند بر آفتاب کفایت اشعار آرد و مستند بر آفتاب کفایت</p>	<p>المنۃ للہ درین آوان و ایام نگو دیوان اشعار است این یا معجزات شاعری ہر شعر شہیت است؟ او سلطان قلم سخن اعلیٰ مضامین زادہ طبع بلندش و شریعت خورشید محشر است این مجموعہ را نام بلند در فکر سال طبع آن برداشتم چون خامہ تالیخ سال عیسوی پیدا شد از طرز نوی</p>
--	--

حضرت بلین مدظلہ العالی کا مختصر

اسی صحبت میں جناب بلین نے مجھ سے پوچھا کہ ”تم نے اپنے دیوان کا کیا نام رکھا ہے؟“ میں نے عرض کیا ”خورشید محشر“ فرمایا کہ ”لفظ خورشید کی کتابت بغیر وہ بھی جائز ہی لہذا اس صورت میں ”خورشید محشر“ بھی تالیخ ہو سکتی ہے۔ چونکہ تم نے دیوان کی ترتیب وغیرہ ۱۹۱۱ء سے شروع کر دی تھی لہذا ابتدا سے کار کی تالیخ یہ رکھو اور انتہائے کار کی تالیخ وہ جو جناب سید احمد حسین صاحب کی فکر اعلیٰ کا نتیجہ ہے۔ مجھ کو دونوں نسخوں کے کمال طبع پر حکیم انوری کا یہ شعر یاد آیا

اے از خست فلندہ سیر ماہ و آفتاب
 طعنہ زدہ جمال تو بر ماہ و آفتاب

منہج



رویت الف

میں تیرا نام لے لیکر دیا حسن تک پہنچا
 دماغ انسان کا حد وقار حسن تک پہنچا
 کیا جو کوئی نالہ یاد کا حسن تک پہنچا
 چلا جب منہ اٹھا کر جلوہ زار حسن تک پہنچا
 جلا کر طور سینا جان نثار حسن تک پہنچا
 تصور جب مرا اس نعمتِ بہار حسن تک پہنچا
 خدا معلوم کیونکر جلوہ زار حسن تک پہنچا

نثار عاشقی ہو کر جوارِ حسن تک پہنچا
 حقیقت مختصر یہ ہو کلیم اللہ کے غش کی
 وہ قوت عشق نے پیرِ حسین ہی بیوقوف کے گو
 ترے مجذوب کی دیا لگی ہو عینِ ہشامی
 قیامت کر دی برپا شعلہ برق تجا نے
 گلِ امید سے دامانِ دل مملو نظر آیا
 وہ فرشتوں میں ایک ایک قدم میرا قیامت تھا

کراماتِ محبت اس سے بھی بڑھکر ہیں اور بیشتر

کہ انسان قصد کرتے ہی احسن تک پہنچا

رات کو دنیا میں سناٹا سا پڑے رہ گیا
 شرم سے اپنی جگہ جو تھا وہ گڑے رہ گیا
 زخمِ دل کا ایک اکٹا نکا اوٹھ کے رہ گیا

دورِ تنہائی سے کس کا دم اُٹھ پڑے رہ گیا
 حشر میں اُنکی نگاہِ عفو کا اُٹ سے اثر
 روح کی بیباہر ہوئے ہجر میں مارا اہمیں

مختصر روداد اتنی ہر حیاتِ عشق کی	کھیل قسمت کا جوانی میں بگڑ کے رہ گیا
اس اولے اپنے ہمارے پوچھا مزاج	بات کرنے کی خوشی میں دم اکھڑ کے رہ گیا

چاشنی در مختصر اس سے پوچھا چاہیے	ناوک بیدا جسکے دلیں گڑ کے رہ گیا
----------------------------------	----------------------------------

چھپنے حسنِ عشق کی دل کو عجب مزاد یا	تھے اسے ہنس دیا اس نے ہمیں رُلا دیا
جو رنگ سے توجہ ہم ایسے شکستہ دل ہوئے	پاگے جسکو دہران قصہ غم سننا دیا
زورِ نظر سے خود بخود بند نقاب کھل گئے	حوصہ چشمِ شوق کا ہم نے اُنہیں دکھا دیا
حسن کے رمزِ باطنی کس میں یہ دم نہ پوچھئے	شعلہ برقِ ناز نے دل کو کیوں جہلا دیا
چہرے شہیدِ ناز کا رہ نہ سکا مزار بھی	نقشِ قدم کی شکل سے دھرواقِ منسا دیا
اہلِ نظر کے جذب سے جبکہ قیامت آچکی	پردہ حیریم ناز کا یا رہنے خود اٹھا دیا
ابتداء کی اگر چند پہاڑیں ہوا یساں	طاقتِ دل تھی جب کبھی دینے بھی مزاد یا
نقشِ جہان کی ہست و بودش برا کین نہ	اپنی خوشی بنا دیا اپنی خوشی مٹا دیا
پیشش جو نارا ہوا ہو کے ہنگامی اکٹن	مانو نہ مانو جانِ جانِ ہم نے تھمیں جتا دیا
آہکی ہو گئی خوشی خون ہوا ہمارا دل	یہ بھی ہو گئی کوئی بات کی اور رولا دیا
حسن کے معجزات کا لاؤں گا دل سے عقاد	سوئے ہوئے نصیب کو تم نے اگر چنگا دیا
لے لیا نام ہجر کا جاؤ خدا بھلا کرے	بیٹھے جٹھائے خون کے آنسو سے ٹپا دیا

لی ہیں بہت جاہلیانِ بادہ فروش کو حضور	تو شہرِ دھرم بھی اک نظر حسن طلب نے کیا دیا
---------------------------------------	--

یہ یاد پڑا نہ اسپکا رہ گیا	جسکے منہ میں جو کچھ آیا کسہ گیا
----------------------------	---------------------------------

<p>مختصر اتنی ہودل کی سرگزشت وید کے قابل ہو اُسکا رنگ رخ سننے والوں کی توجہ دیکھ کر اُسکا دل اُسکے جاگر دیکھئے کیا فروغ جلوہ دار ہے</p>	<p>خون ہو کر آنسوؤں میں بہ گیا وقت غم جاہ بھر کے رہ گیا رو میں کیا معلوم کیا کچھ کہ گیا جو غم فرقت کی انداسہ گیا عالم آئینہ ساسن کر رہ گیا</p>
<p>تھا عجب عالم درو دیوار پر صبح شمس گھر سے جب وہ مہ گیا</p>	
<p>سکون ہوا تھا فرستائیں جو تیرا نام آتا تھا بہین اس چھپرے نے پارہ گرو کی در بھی مارا نہیں محروم وصال کوئی دنیا میں بجز میر طاہر انکسار کتنے تھے تھے سے سطح ٹوٹیں شہباز کی باتیں بل ہی میں کھانا سب دل عشاق کی قدر انکو کیا جودل نہ کھتو ہوں کسی بہر دے راز وفا کہتے تو کیا کہتے جھائے دوست کی ایذا چاہتی ہی بہتر تھی نثار اس شوق کو چھپا جائے جس مردی منہ پر درو دیوار پر تاشیر کی بن جاتی تھیں شکلیں</p>	<p>نہ ہنسنا کام آتا تھا نہ رونا کام آتا تھا کہ تشخیص مرض کے وقت تیرا نام آتا تھا صراحی کو لئے ہمارا اپنے جام آتا تھا کسی بیمار غم کی خیال شام آتا تھا نہ پوچھو کون سے پلہ بہین آرام آتا تھا وہ ناکارہ سی بھی بھی بہت کچھ کام آتا تھا زبان پر پیشتر سب کے تھا رانا نام آتا تھا مری نریا دے میری ہی سہل آرام آتا تھا اور جب سوکھ جاتا تھا تو مجھ تک جام آتا تھا نغان کرتا جہد ہر سے شش کا کام آتا تھا</p>
<p>کھڑے ہیں دم بخود یہ پوچھنے کو حشر میں حشر وہ گھر پاں کتنی بہین جب عشق میں آرام آتا تھا</p>	

<p>کینہ مکر نہ چپٹو دین نہان ہونو تیرا واعظ سو کیوں ڈرے وہ کیا اکو غونناصح وجہ بقائے عالم آنکھوں سے تیرا چھپنا ذوق وفائے دل پر صدقے ہزار جان سے اے حسن کیوں لکھایا تو نے خطِ غلامی شہرگ سے لیکے دل تک بستی بے بائی تو نے</p>	<p>عرش برین ہو تیرا اور کوہ طور تیرا ہوتا ہو بخود ہی مین جس سو قصور تیرا اک حشر کا سماں ہے گویا نلور تیرا تا حشر دم بھریا گویا یہ ۱۰ صبور تیرا یوسف نے کیا کیا تھا آخر قصور تیرا شہرہ ہو ملک جان مین نزدیکیاں تیرا</p>
--	--

قدرت کا ہر کرمہ عرفان کا آئینہ ہے
محشر تبار ہا ہی تجھ کو شعور تیرا

<p>نظر بھر کر سونے بیمار غم دیکھا نہیں جاتا خدا دشمن ہو شرم کو نہ دکھائے شبِ فرقت محبت مین کچھ ایسے آنکھوں پر چاہتے ہیں پرے نگاہ مین انکی کیا پہنچائی مرکزِ حقیقت کے یہ مکر وہ اٹھے بالین سو قربان اس بہانے کے تعب خیز عالم مین یہ دو غربت کی تصویر مین</p>	<p>آنکھوں کا ایک کچھ مین دم دیکھا نہیں جاتا مجھی سے اپنا چہرہ صدم دیکھا نہیں جاتا کہ وقت جذب دل ویر و حرم دیکھا نہیں جاتا کہ جنسے جلوہ بیتِ اصفند دیکھا نہیں جاتا کسی کس کو ہم سے مرتے دم دیکھا نہیں جاتا ہمارا ضبط اور تیرا ستم دیکھا نہیں جاتا</p>
---	--

فقط اک قبر ہو آگے خدا کا نام لے محشر
کسی سے حال ارباب عدم دیکھا نہیں جاتا

<p>اُن سے چھٹے ہم غیض ہو گیا موت سے دشمن کو جو بھولانا مین اُنپے مے ہم ہوا عالم عدد</p>	<p>آنکھوں مین دن و شب ہو گیا ہجر مین جیلنے کا سبب ہو گیا کو سنا آخر یہ غصہ ہو گیا</p>
---	---

<p>انکی مسرت کا سبب ہو گیا دیکھنے والوں کو عجب ہو گیا دیکھ کر آئینہ غضب ہو گیا</p>	<p>گریہ غم قدر تیری کیسا کروں خشرین یوں آئے شہید وفا سمجھا وہ مغرور کہ ایسے ہیں ہم</p>
<p>ملکی محشر میں مرنے کی داد انکا یہ کہنا کہ غضب ہو گیا</p>	
<p>دل کو یوں تھام کے بٹھا کہ پھر اٹھانہ گیا دیکھنے والوں سے نقشہ مرا دیکھانہ گیا دل سے پھر ہوش میں اپنے کبھی آیا نہ گیا جسے دے ہوئے کو آکے ہنسا یا نہ گیا تم وہی ہو کہ کبھی دیکھنے آیا نہ گیا حد یہ ہے لیکے ترا نام پکارا نہ گیا عمر بھر چین سے دم بھر کبھی بیٹھا نہ گیا</p>	<p>دیکھ کر جلوہ ترا ہوش میں آیا نہ گیا پوچھنے والوں سے پوچھنا نہ گیا حالِ فراق کیا مبارک وہ گھڑی تھی کہ وال یا تھا جاب بڑا دعویٰ تھا کہ روئے کو ہنسا دیتے ہو جاؤ بس رو چکے بیمار کو اب کیا ہو گا صنعت بیمارِ محبت کا ہوس منہ سے بیان تجھ کو جسے تجھ کے دوست دعا کیا دو کوئی</p>
<p>بہ مبارک بہار دنیا ہی سہی اٹھا محشر یہ تو کہنے کو نہ ہونا اٹھسا یا نہ گیا</p>	
<p>اک تازہ زخم ہی نہ ل چارہ ساز کا بس اک بہت کو حکم ہو اخفاے راز کا متوالا دل ہو جنبش زلف دراز کا اسے بچھی قصہ شام سے سوز و گداز کا اندہ برسے ہوا و مرے چارہ ساز کا</p>	<p>بڑے علاج سے مرض جا نگداز کا اپنی نظر کی آہ کو کچھ بھی خستہ نہیں ڈرا ہوں میں کہیں پہ یہ لہر کہ نہ جلائے لے شمعِ نرمِ عیش میں یہ ہے شگونِ بد چھپائی نہ آنکھ لگا و محبت کا دیکھ کر</p>

خاموش بیٹھنا کبھی رو دینا خود بخود	عنوان ہر فسانہ وحشت طر از کا
مانا ہے ستم ہی سہی بیلو دل مگر	پھر پوچھینگے کہ وقت ہو کب کی ناز کا
اسخوڑ لیں ہجر کا وہ وقت آ گیا	اب کام ہی نہیں ہو کسی چارہ ساز کا

خشخسروہ دست پایا جو ہو مرکز جال
کیا کہنا آجکی نگہ امتیاز کا

زینت یمن ہر اکسا اپنی ادا دیکھتے رہنا	آنکھوں سے مری شان خدا دیکھتے رہنا
لے دیدہ ہر تم تھیں قاتل کی قسم ہے	خنجر کی روانی کو ذرا دیکھتے رہنا
دل دیدہ بے غدر مگر عرض ہو اتنی	فرصت ہو تو انداز وفا دیکھتے رہنا
تا کید دل و شوق یہ مجھے ہو شب وصل	شکوہ نہ بڑھے حد سے سوا دیکھتے رہنا
احباب ہو نرسہ میں اتنی مری خواہش	وہ آتے ہیں پہلے کہ قضا دیکھتے رہنا
محمل یمن جو دیکھا مجھے دیا لون سیوے	ہمنہ نہ کہا تھک کہ ذرا دیکھتے رہنا
بگڑے وہ شب وصل تو یوں شوق بکا را	دشوار ہو دیبر کی ادا دیکھتے رہنا

دل لیکے تم اس بزم میں جاتے تو ہو محشر
لیکن طرف زلف رسا دیکھتے رہنا

گلے پر جب کیے خنجر بیدا در کھلے گا	اگر ہوا ہے ممکن یمن بھی یاد رکھئے گا
کیا ہو کوئی وعدہ لیکن اتنا تو بتا دیجئے	زبان سوا در کھلے گا کہ سو یاد رکھئے گا
وصالی و لربا کا داہمہ وجہ جنون ٹھہرا	کہاں تک حضرت دل ظان باور کھلے گا
کہین یہ اٹھ بھی سکتی یمن کہین یہ جا بھی سکتی یمن	اسیران عجب ت کو حضور آزاد رکھئے گا
فراق دوست یمن خلوشی اچھی حضرت محشر	جہاں تک آپس ہو عزت فریاد رکھئے گا

<p>دیارِ عشقِ مین کوئی بلشکل کام آئے گا تلاشِ دستِ مین دیوانگیِ بزمِ انانی ستم کی محبت یوں ہو کر دہنا بھول ہی جائے قریبِ صبحِ اسرارِ فنا ہو جائیگے فلسفہِ باہر تعجب کیا یونہی آسان ہونے کی نیکون</p>	<p>مری جان کام آئے گی مرادِ کام آئے گا یہی سودا مرے منزلِ منزلِ کام آئے گا لہوِ میرِ مردانِ متاقل کام آئے گا گدازِ باطنی اے شمعِ محفل کام آئے گا مین دل کے کام آؤ گا مینے دل کام آئے گا</p>
--	---

غلط سمجھے دفائے عشقِ باصح خیر اے محشر

لکر ایک روز یہ دعوائے باطل کام آئے گا

<p>ترا از چرخِ دور انقلابِ فرا نہیں رکتا یہ ٹھکانہِ بزمِ احوں بہرِ وان کو چہ جانان یہ کنِ نظرونِ و تم نے چاہنے والے کو کیا تھا مرے فساد کو نشترِ زنی کی مشقِ کامل تھی رلایا بکوچنے سے وہی تسکین بھی آ کر مقابلِ عشق کی قدر کس کیا ہو قوتِ انسان نہیں رکتا چلا جب فی وحشی کوئے جانان مین جوابِ حشرِ وسعتِ تجلی کا وہ جانان کی یہ کہنا چاہ کر کا شرحِ ہی زخمِ محبت کی جہانِ بیٹھیا نیا افسانہ حسنِ عشق کا چھٹرا یہ کہتا ہو کمئی دربان سے وقتِ زینتِ محفل شرفِ وقتِ مین طولِ غم کی خزاں تھا محشر</p>	<p>کسی کام عشقِ دوست کا لانا نہیں رکتا کسی کا اک باری ذاتِ رستا نہیں رکتا کوئی محفل میں یا خلوتِ کہیں لانا نہیں رکتا مگر اب روکے سے خونِ گیسو لانا نہیں رکتا وگرنہ زندگی بھر ایک غمِ نرانا نہیں رکتا خدائی بھر کے شکر کے پیرا دیوانا نہیں رکتا گزر جائے وہ کچھ بھی فکے والا نہیں رکتا خدائی جمع ہو جانے پہ بھی رستا نہیں رکتا بہت تدبیر کی لیکن لہوِ دل کا نہیں رکتا ہزاروں مین تمہارا چاہنے والا نہیں رکتا اے تجھے دوسری جان پر والا نہیں رکتا سحرِ ہونیکا کی اور ترانا لانا نہیں رکتا</p>
--	--

<p>قیامت بھی اگر برپا ہو یہ بسمل نہ مانیکا سمجھتا تھا کہ میری ایک بھتی قاتل نہ مانیکا کوئی اچھی بھی سمجھنا نیکو بیٹھے دل نہ مانیکا اگر میں مان بھی جاؤں تو میرا دل نہ مانیکا وہ مانیکا گھر ہر گز نہ محفل نہ مانیکا اگر وقت آ پڑے مشکل سی بھی مشکل نہ مانیکا بکار نیکے ٹپ کر سم کہے جب دل نہ مانیکا فرشتے کی بھی گویا تا حد منزل نہ مانیکا جو وقت نہج رعب خنجر قاتل نہ مانیکا</p>	<p>نہ جانوں دوست کی محفل میں گہر دل مانیکا تیرے خنجر کا کھنکھنے ہی میں سب کام بنتے تھے بجلا ہو عشق کا ایک حسن چو چین کہ نورانی جنون عشق میں خاطر شکن ہو نہ ناصح کی لقا پہنچ اُلٹ دینے کی فرمائش سی کیا حاصل مراد مل محلے میں عشق کے کار آزمودہ ہو فراق دوست میں اے درد نہائی یہ تہلا کر تھے دیوانے کے تیر دم زقار آفت میں دلیل کامیابی اسکے شوق مرگ کو کہیے</p>
--	---

کہا ہونے دم بھر بیٹھ جانے کو مگر محشر
کر دے کیا اگر وہ رونق محفل نہ مانیکا

<p>کام آنکھوں دیا جب تک میں روتا ہی رہا شام سے صبح جو سویا وہ سوتا ہی رہا گو کہ اک عالم ہنسنا لیکن میں روتا ہی رہا میری راہ شوق میں کانٹے یہ توتا ہی رہا چارہ سازوں میں مرض تشنہ میں روتا ہی رہا آئے بیٹھے اٹھ گئے میں تھا کہ روتا ہی رہا</p>	<p>کھا کے دل کی چوٹ جان نہ رکھتا ہی رہا تیرے فریادی کی عالم میں خبر ہی کہنے لی انکا انجام اور تھا میرا نتیجہ اور کچھ شکوہ گردون زبان تک آئے کس امید پر ہو گیا آخر گھڑی ساعت کوئی بہار عشق ہجر میں ہمدردی اجاگے دکھیا یہ رنگ</p>
--	--

خوش ہیں وہ محشر داغ دل کا اب کیا پوچھنا
جو لکھا تھا میری قسمت میں وہ ہوتا ہی رہا

وجہ بھائے زندگی مستعار تھا
دل کو قرار تھا نہ ہمیں کہ قرار تھا
مجموعہ غبار دل بہت رار تھا
پھر بھی نگاہ ناز میں بے اعتبار تھا
مرنے پہ جسکو سحر کی شب اختیار تھا
جسکو نفس کا سلسلہ بھی ناگوار تھا
جو اشک تھا ہمارا چراغ مزار تھا

جب تک ہمارے پاس دل بقرار تھا
یہ مختصر بیان غم سحر یا ر تھا
شام فراق کیا میں کہوں ہیئت نجوم
تیرا ہی نام نزع میں ورود زبان رہا
قدرت پہ اسکی صدقے زمانے کی راتیں
خلوت کا لطف اُسکے کلیجے سے پوچھیے
پوچھو نہ قدر گر یہ احباب بعد مرگ



سہل ہی فرض محبت کا ادا ہو جانا
جسکو دیکھا شب غم اور سوا ہو جانا
وعدے کا وقت معین پہ ادا ہو جانا
با اثر آہوں کا مشکل ہی ہوا ہو جانا
کبھی ہنسنا کبھی جینے سے خفا ہو جانا
ناز کا درد بھرے دل کی دعا ہو جانا
زندہ رہنا مر اور اُن سے جدا ہو جانا
پھر بھی ڈرنا ہوں کہیں تم نہ خفا ہو جانا
اب یہ قسمت ہی خلاف کب ہوا ہو جانا
وقت پر دیکھا ہی پانی کا ہوا ہو جانا
بندے کا مظہر اسرارِ خدا ہو جانا

اختیار بشری ہو جو فنا ہو جانا
قدرت عشق کا اک اہمہ ہی شوق وصال
اہل باطن کے لئے عشرت روحانی ہی
مٹ سکین جہنم سے آیات محبت تدبیر
شام وعدہ یہ ہی تادیل خیالات کی شکل
اہل لفت میں ہی رمز ہی سرمایہ روح
حسن اور عشق کے اسرار نہان پر صدقے
شوخی شوق ہی خلوت میں ادب کی حد پر
طور پر شوق نے پہنچا دیا موسیٰ کو خمیر
نزع میں آیا پسینہ ہوئی مشکل آسان
واہ سے عشق پرستی کی کرامت محشر

دوست پہ حال اپنا عیان کر دیا	دل میں جو تھا صاف بیان کر دیا
مر گیا دل دفن میں کیا اہتمام	تھوڑی سی مٹی میں نہان کر دیا
دیکھ سکے کون جمال حبیب	جس نے کہ روشن یہ چہان کر دیا
جستجوئے دوست میں ہم مر گئے	شوق نے بے نام و نشان کر دیا
مر کے بھی اس درد کی پائی نہ حد	جس نے مجھے محو فغان کر دیا
اپنے اُس ارمان پہ میں خود شمار	جس نے تھمیں آفت جان کر دیا
اس پہ خفا مجھ سے خدائی ہوئی	راز محبت کو عیان کر دیا

دل پہ ہے محشر یہ کرم عشق کا
واقف اسرار بہ نہان کر دیا

تشنہ کام مدعا تیر ستمگرہ گیا	دل میں جتنا خون تھا سب دہنکرہ گیا
اُس کے سوز دل کی تلو بھی خبر ہو یا نہیں	کچھ دھوان سا جسکے غمخانی سے ٹھکرہ گیا
کیا بنا سکتا ہو اُس دفن کا زور انقلاب	کھائے تیرے پائے اُنک کی جو ٹھوکرہ گیا
ہجرت کے غم میں پکار میں کیا کسی ہمدرد کو	اسکا رونا اتنا تو ہلکے زندگی بھرہ گیا
جلوۂ مابی طور کی بھی کس قدر تھی دیر یا	آج تک جسکا اثر ہر ایک دل پر رہ گیا
دید کے قابل خبِ فرقت کی تھیں بتایاں	نغمہ کے میں تم غم تھے کیا دل ٹپ کر رہ گیا
زور طوفانِ جنوں اب کسے روکے رک سکے	ڈوب کر خونِ رگ سودا میں اُنشرہ گیا
کس افرنے تیرے فریادی کو ٹھنڈا کر دیا	شب کے یہ کیا تھا کہ اک ہنگامہ اُٹھ کر رہ گیا
اس اداسے حالِ لکھتے ہوئے خفا پیش ہم	سننے والے سمجھے ایک دفتر کا دفتر رہ گیا
جان دیکر خوب دنیا کے وفا آباد کی	شکر ہو ہر اک زبان پر نامِ محشر رہ گیا

<p>سیکڑون زخموں پہ ذوقِ خلش تیر بھی تھا سچ بتانا کہ کبھی شکوہ تقدیر بھی تھا جلوس کے ساتھ اثر لذتِ تقریر بھی تھا جو لے فردِ عمل اور تیری تصویر بھی تھا کیا مرے حال میں کچھ شکوہ تقدیر بھی تھا دل بھی مجرم تھا ترانا لہ شبگیر بھی تھا</p>	<p>دل مراد ل تھا مگر درد کی تصویر بھی تھا وقتِ غم تنے بہت دکھا ہوئے تھے جھکے دیدہ و دل کئے موسیٰ کے معطل کس نے تیور اسکے قیامت میں عیا زابا لشد سننے سنتے تھے ہاتھ پہ شکن کیوں آئی کیوں نہ دی برہی زلف پہ دونوں کو نرا</p>
	<p>کیا عجب یوں شعر کو کبھی محشر یاد آئے پیر و عارف و تقلید کن تیر بھی تھا</p>
<p>مارا تھا تو اسی تیر سے مارا ہوتا حسرت اسکی ہو کہ جی بھر کے نظار اہوتا کبھی دم بھر کے لیے تو جو ہار اہوتا دشمن و دوست کیسکو تو پکارا ہوتا ورنہ چھتا وہ طرفدار تھا ر ا ہوتا جو ترے ہاتھ سے ہوتا وہ گوارا ہوتا</p>	<p>اے محشر ہی کبھی کہلے پکارا ہوتا قابلِ رحم ہوں اے جلوہ گہ خوشی دست عشق اور حسن کی دنیا پہ حکومت کرتے اُن سے درد اور دل مردہ کا اندر ضبط خیر گذری نہ کیا حشر کے دن شکوہِ حُسن اک ستم یہ بھی ہو حد بند کی اندازِ ستم</p>
	<p>کوئی جاتا نہ خوشی سے طرفِ ملکِ عدم اُنکے ماننے کا جو محشر نہ سہارا ہوتا</p>
<p>کوئی پرسان ہی نہیں زخمِ دلِ پنجیر کا اک قیامت ہو سنک جانا ہوا تیر کا اب غنیمت جان جو دم ہی تھے پنجیر کا</p>	<p>دیکھتے ہیں سب سب کا رنایاں تیر کا الحمدِ صحرائے دلکی آندھیو پر آندھیان دل ہی پیکان کھینچنے والے یہ بہت تاکجا</p>

دوست تو وعدہ وفا کی جب کی شام صبا کون خیال زہ کش ہو خواجگاہ نازنین دشیاں عشق کی حالت کو سمجھے کیا کوئی سننے سنتے حال غم انکو بھیجے آتے ہیں اشک ہر مین کس ل سے ہو ضبط غم بے اختیار	تذکرہ ہو دست شون میں می تقدیر کا ہاں مے دل وراک نالہ اسی تاثیر کا اک طلسم قدرتی ہو واقعہ تقدیر کا اے زبان رنگ لب لہا چاہیے تقریر کا روکن اشکو بکا بھی لہا ہے جو شیر کا
---	--

دشیاں عشق کٹھالی تھی مول جب پر زمین
مختصر انکو بار کیا معلوم ہو زنجیر کا

آہ سوزان سو نہ پوچھے کوئی کیا کیا جگلیا پہلے تھے بدنام آہ گرم سے اب کیا ہوا کس قدر بھڑکی ہو لے بال پروانہ سے آگ جائیے ہم پوچھ لینگے اپنے خود ہی شک گرم تاکجا تعلیم ضبط آخر بنگاہ مند سے ہم بھی آتے ہیں سر طور ای حال حسن دست	ایک دل کے جلنے سے عالم ہی سارا جگلیا مختل جانان میں جس نے بہک دیکھا جگلیا خانہ فانوس کا سرمایہ جو تھا جگلیا آپ ہی یہ کیوں سنیں دامن ہمارا جگلیا جگلیا بس بس دل ہنگامہ آرا جگلیا دیکھنا ہی کس طرح نخل تمتا جگلیا
---	--

آؤ مختصر دل جلانے والوں کو پچھیں ذرا
کچھ تعین خوف خدا ہو گھر خدا کا جگلیا

ناگ دلی سو کچھ صفت گل نہ ہو سکا خواب عدم سے حشر میں اٹھنا پڑا ہمیں دیکھا ہی سرد گرم زمانہ کو مدتوں کیا کام تجھ سے نکلے گا ای دست باغبان	کیا ذکر غم ہو شے کا تحمل نہ ہو سکا چاہا مگر جواب تفاضل نہ ہو سکا لیکن چراغ داغ و فاکل نہ ہو سکا شانہ طراز کیسوئے سنبل نہ ہو سکا
--	--

دعویٰ جنونِ عشق کا کس بل پہ دکھو تھا ہونچے رموزِ عشق تک اسکا خیال کیا	طے جاوہ درازی کا کل نہ ہو سکا جس سے کہ دو گھڑی بھی توکل نہ ہو سکا
تفسیرِ توبہ محشر اُسے کیا پڑھا مکن ہم جہست لذت قدحِ مں نہ ہو سکا	
وہ تیر کھینچتے تھے مرا چہرہ نہ رد تھا بتا بیانِ تھکین اور نہ رخ اپنا زرد تھا چن چن سے کھینچیں حدیں بنی ضبط کی سرمایہ رنج کا ہو چن چن پر عرق نہیں سوزِ حالِ حسن سے انسان تو درکنار وہ آتشِ جہاں نہ گرمی جذبِ حسن کس منہ سے کہی و نہ ت بیمارِی فراق ادری ہلکی کسی بہیسا ر عشق کی لے لے کے نام تیرا مین بیٹھا ہنسا کیا	ایک ایک قطرہ دکھا ہونڈر درد تھا جس وقت تک تحمل ایذا کے درد تھا تصویرِ حالِ نیکیا جب دل مین درد تھا مارا ہوا ہوں ضبط کا بد نام درد تھا دیکھا تو سنگِ طور کا انجام گرد تھا یوسف کے بعد مصر کا بازار سرد تھا ایک جاگ لڑ مین دل تھا نہ درد تھا ہمدرد کیا ہو غم کو بھی جسکا درد تھا تیرا پہیل آئے نہ جب دلمین درد تھا
محشر وہ سوزِ نالہ نہ ہنگامہ فغان مرنے سے میرے عشق کا بازار سرد تھا	
بھونچے گریہ غم وجہ تشکی نہ ہوا یاد رکھنا اسے اس سلسلہ بن دالِ الم دیکھنا عشق مین عاقبتِ دلشلی دل منزلِ عشق کی سرحد کا پتا کیا پاتا	آپ کی کوئی اسکا کوئی بھی نہوا عالمِ آشوب نہ کی آہ کو کچھ بھی نہوا یعنی جس بات کو نہ ہو کہا رضی نہوا دلِ مجنونِ جبرس ناقہ لیلی نہوا

<p>بت پستی ہو کہ ہو کہ پستی کا جنون رونا اس بات کا ہی ہستی کو کچھ بھی نہوا</p>	<p>دیکھنے والوں کو دکھلا تا میں جذبات ال محشر اس کھنڈ میں طو رتجلی نہوا</p>
<p>کہ تم سے بات کرنے میں رکا جاتا ہوں دم میرا دیا تھا ساتھ راہ عشق میں واک قدم میرا بدلانے میں کروٹ کے اٹھ جائے نہ دم میرا کہا تک ساتھ دیگا ای چراغ صبح دم میرا ذرا پھر پوچھ لینا حال اگر صبح دم میرا</p>	<p>نہ پوچھو باری باری ہمدرد احوال غم میرا یہ طاقت پاؤ نہیں آئی کہ مجھ کو تادم پہنچا لگا آہستہ ہاتھ می چارہ گر حالت ہی نازک ہے مری ہستی ہو وابستہ ملال روز و فرقت سے یقین زندگی کس کو شب فرقت کی اند میں</p>
<p>اپنے ہاتھوں سے خود موت کا خواہاں ہونا نالہ ممکن ہے کہ ہو حاصل مکان ہونا یہ نہ کرنا کہ حرلیف غم نہاں ہونا اک فسانہ ہو مرے گھر کا بیا بان ہونا مری قسمت میں ہو چٹنا غم نہاں ہونا پاس میرے نہ کسی کا شب ہجران ہونا یہیں دیکھا گیا آزاد کو زندان ہونا جس نے دیکھا مری حالت کا پریشان ہونا تو نہ دیکھا مری حالت کا پریشان ہونا دیکھ آکھوں کشادہ در زندان ہونا</p>	<p>مرض عشق میں منت کش در مان ہونا دہشت اسکی ہو کہاں جا کے رہیگی دنیا دل میں ای تیر نظر تجھ کو مبارک ہو قیام سننے کی تاب کسی کہنے کی حالت کس میں دل میں اتنی تو جگہ چھوڑے ای شدت درد اک بہانہ سا ہوا چند نفس جینے کو وادی عشق کی پیچیدگیان کیا کہئے پھر کسی شے پہ نظر اسکی نہ جمنے پائی دوب جائے مراد لکھوں تیرے چھپ چھپ میں اس قدر عمر خدا دے تم سے دیوانے کو</p>

عالم شوق کا ہر ذرہ ہر ایک صفحہ غم	اُف شب ہجر طبیعت کا پریشان ہونا
مثل دل ٹوٹتے ہیں گر کے زمین پر آنسو	باطنی چوڑھو نکال دے نمایاں ہونا
عشق کا حسن مکافات ہی ہر محشر	
ماہ کنعان کے لئے قیدی زندان ہونا	

خدا ہو جان کوئی بات ہر جی سگدر جانا	اگر تیرے ستم کے کام آئے میرا مرجانا
نہ پچھو عشق ضبط درد دل میں ہم کیا گدڑی	وہ ایک کسا فس میں ایک کن رقی ہو اُٹھانا
بتائے آسا دو ہاتھوں میں سہمی باندھنی والے	جہاں ہے نہ غم دل کا سطح ممکن ہر بھر جانا
کتاب عشق اٹھا کر فال جب لکھی تو یہ نکلا	کہ نامکن ہو دل کا مضطرب ہو کر ٹھہر جانا
تیری اس ناز کی طبع پر سینے سے لپٹا لون	رگ دل لٹنے کی سنتی ہی آواز ڈر جانا
مبارک تیرا آنا اسی قیامت یہ تو بتلا دے	کہ یہ کسی کہہ یا تھا اک جہاں ویران کر جانا
کھینچے آتے ہیں ظاہر آشیا نو میں کشام آئی	خدا یا وقت اُلفت سے مر اکب کا گھر جانا
نہ رکھنا یاد دل لیکر ترا حسن تغافل ہے	کہ نو آموز اُلفت جسکو کتنی مین مکر جانا
نہ رکھی فال ی موسیٰ بایض لن ترائی مین	کہ تا حد سوال شوق ممکن ہے نظر جانا

و فور عشق میں یہ راز آخر کھل گیا محشر
حیات جاودانی ہر غم وقت میں مرجانا

سمجھتے تھے غمِ فرقت دل پر نہ اُٹھے گا	یہ سہل ہر نازِ دل مضطر نہ اُٹھے گا
آنسو غمِ فرقت میں مسلسل نہ بہیں گے	جب تک کہ دھواں دل سے رہ نہ اُٹھے گا
آنسو کی طرح دوست کی نظروں سے گر رہے	اب میرے اُٹھائے دل مضطر نہ اُٹھے گا
بیدار شب ہجر کے تیور سے ہی ظاہر	جھپکی اگر آنکھ اسکی تو سو کر نہ اُٹھے گا

غون اپنے ہی ہاتھوں کی کیا شوقِ ستم کا احسان اجل کیا مجھے راحت سے سلایا ہر سانس ہوائے عدم آباد ہے گویا	پہلے سے یہ کیوں کہد یا خبر نہ اٹھے گا اس غوشِ لحد سے مراب سر نہ اٹھے گا بیا رونا بکی سے گر کر نہ اٹھے گا
---	--

غصے میں یہ ایک لک سہ کوئی پوچھ رہا ہے
کیا میری قسم بزم سے محشر نہ اٹھے گا

جسم سے جان ہو فرقت میں جدا یا نہ جدا لیگیا دل کوئی بیدر تو یہ ہمنے کہا سب ستمگار تماشے کو چلے آتے ہیں رونے دیتے نہیں جی کھول کر ہسائے مجھو کر دیا دلکی اطاعت نے مجھے دیوانہ	مجھ سے ہو جائے الہی دل دیوانہ جدا غم ہی کیا اسکا اگر ہو کوئی ہنگامہ جدا دل سے ہو نیکو جو ہو ناوک جانا نہ جدا دل میں آتا ہے بناؤں کوئی غمخانا جدا روز دکھلائے کہا شک کی ویل نہ جدا
---	---

بزمِ عشرت کا سان صبح یہ دیکھا محشر
شمع کی خال لگ ہی پر پروانہ جدا

دیکھا مجھ کو بزم میں کیا خفا ہوا ایک لک گھڑی فراق کی سوا بانج تھی پوچھو سبب نہ گریہ بے اختیار کا کس کس سے حال طور کہیں حضرت کلیم روتے تھے پہلے شوق و فرقت میں شکن کتنی سواک جہان کے نالوں کو بے اثر یوسف کو حسن مصر میں لایا تو کھل گیا	بیٹھا تھا پہلے ہی سے وہ ظالم بھرا ہوا پھر رات آئی موت کا پھر سنا ہوا مجبور تھے کہ دل تھا ہمارا بھرا ہوا جو کوئی ہی وہ پوچھ رہا ہے یہ کیا ہوا رزا اب سکا ہے کہ لہو دل کا کیا ہوا دیکھا ہے تمنے کوئی کبھی دل دکھا ہوا مٹتا نہیں نصیب میں جو ہو لکھا ہوا
---	---

<p>زندہ ہیں ہم نگاہ میں ہر چارہ سازی ضبط نفعان سے دبیزین سناٹا چھا گیا</p>	<p>جسوقت تک کہ درد جگر ہو رہا ہوا کی آہ جب شوقیامت پہ ہوا</p>
<p>محشر بدل لو پہلے قدر کے لکھے کو پھر زہیب دیکھا تکوین بھی لکھا ہوا</p>	
<p>وجود اب ہ گیا مثل چراغ صمد میرا جو اٹھے چارہ گر بالین تو منہ پھیر کر اٹھے دکھا دیجئے وہ صورت زندگی ہی میں تو اچھا آئی خیر ہوا وہ وفا میں مضطرب لکی</p>	<p>ہو کے آنیسے غم خانے میں گھٹنا ہو دم میرا نگاہ یاس سے ڈر ہی کھل جائے نہ دم میرا کرنیکے کس طرح دفنا کے چھکوا آپ غم میرا کہ بیٹھے بیٹھے کیوں گھبرا رہا ہر دم میرا</p>
<p>غلاب اخلاق کو ہو گا یوں حب اہل میں نہ کعبہ شیخ کا محشر نہ ہی بیت المصنم میرا</p>	
<p>شراب عیش میں رہش یا محو الم رہنا یہ آواز مجازی سلسلہ بند حقیقت ہے حقیقت کیا کھلے گی تجھ پہ آرام و سرت کی یہ ہیبت ناک منظر جو طول زندگانی ہے بتا دون اتحاد باطنی کا فلسفہ کیا ہے کوئی پوچھے کہ آخر آگے کیوں یہ بزم نہیں تلاش مدعا میں صبر بھی بہراہ لازم ہے بڑھائی معرفت اعضاء کے منظر سے افعال ہوئی جسوقت فکر رزق شب کو نیند آئے میں</p>	<p>مگر لے دل وفا کی راہ میں بت قدم رہنا ہمارا حلقہ جنباں در بیت المصنم رہنا اگر ہی بار خاطر تہلے درد غم رہنا نگہ کے سامنے ہر وقت تصویر عدم رہنا ولی جذبات کا شادی و ماتم میں ہم رہنا بہت دشوار ہو اعزاز شیخ محترم رہنا کبھی دو کام چلنا اور کبھی تم بھر کو غم رہنا اگر جو ایسے حق ہی ساکن دیر و حرم رہنا مقدر بول اٹھا بیدار غافل صمد رہنا</p>

تو وضع کی ادا دلکش ہی لکھی گو کسی میں ہو	اسی طرح حسن ہی محبوب کی زلفوں میں خم رہنا
جہاں صبر میں ہو شوق جسکو کامیابی کا	وہ پہلا اہل دل ہی سیکھ جائے محو غم رہنا
یہ نظر بھی جہاں میں قابلِ عبرت ہو اگر دلوں	مرا خاموش رہنا تیرا مصروفِ ستم رہنا

ہم ایسی زندگی کو زندگی کیونکر کہیں محشر

سحر سے شام تک منت کش اہلِ کرم رہنا

شکایت سنکے اپنی ظلم کی تم مسکرا دینا	پھر اُسکے بعد جو کچھ دلیں آجائے نہ رادینا
یہ تاثیر بیان لائے کہاں اہلِ دل یا رب	جہاں جا بٹھیا محفل کی محفل کو رادینا
قیامت میں یہ اندازِ سخن میں شوخیانِ ظالم	کہ جس سے بات کرنا اسکو دیوانہ بنا دینا
میانِ بزمِ ساقی کون سنتا ہی فقیروں کی	بس اپنا کام یہ ہی روزِ آنا اور دعا دینا
مذاقِ اہلِ دل خلوت میں اک فریقہ ہی	کبھی کبھی شک بھرا نا کبھی کچھ مسکرا دینا
بغلے دوست بضبطِ نغانِ نگِ محبت ہی	خدا و نداد بان نہ خرم دل بھی بے صدا دینا
نمائے وصال الیک لک نفس ہے یہ کہتی ہے	جہاں تک جلد ہو سرا یہ ہستی مٹا دینا
کلیجہِ غم ہو جائے کچھ ایسی چھپر کرتے ہیں	آنکھیں نہ نظر ہوتا ہی جب مجھکو رادینا
وصالِ دوست کا رُخِ حقیقی کھل گیا آخر	وہ آنارِ غم میں چمکی وہ میر مسکرا دینا
اکہی خیر ہو پھر لیچا شوق اسکی محفل میں	کہ حسن وضع ہی جگہ ہم ایسوں کو اٹھا دینا
عطا کی ہو یہ قدرت حسن نے اہلِ محبت کو	ذرا سی بات کا پروردگارِ افسانہ بنا دینا
ہوا جو کچھ کہ فرقت میں اب اسکا چھٹرا لکسا	نہ سن سکتا ہو کوئی اور نہ ممکن ہی سنا دینا
نہ جانے خط میں نہ جانا ہو کیا ایو فرطِ نا کامی	کہ پہر دن بٹھک لکھا گھڑی بھر میں مٹا دینا
وہ خود ہی آتے ہیں اس درنا کامی میں	جھین کچھ بھی نہ تھا دُشوار روتے کو ہنسنا دینا

<p>بیاں واقعہ کوہ طور کیا کرتا سیر نیاز جھکا بندگی کو ہاتھ اٹھا بنیہ حرم کے ٹھہرا قصور وار اگر سنا ہوا آب و ہوا عاشقوں کو اس میں غم و نشاط کے سرسری ہوا واقف نہ آرزو کوئی دل میں نہ سینے میں لہر شعباق میں جلد آگئی اجل ورنہ وصال دوست ہلجان اگر گئی تو گئی چھپے ہو آنکھ سے ہو حشر انتظار بیا ستم کے شوق میں جو بدحواس ہو خود بھی</p>	<p>نہ سنتے آپ تو میں اس حضور کیا کرتا اب ہمسایہ تھا را غرور کیا کرتا تخصیص بناؤ کہ پھر میں قصور کیا کرتا میں جاتا بھی تو سر کوہ طور کیا کرتا خیال دوست کو میں لہر دور کیا کرتا خطا کسی کی کسی کا قصور کیا کرتا خدا کو علم دل نا صبور کیا کرتا جو کام غم نے کیا وہ سرور کیا کرتا خدا ہی جانے تھا را ظہور کیا کرتا وہ کچھ خیال دل نا صبور کیا کرتا</p>
--	---

سلامتی سے مرا خود ہی نام ہو محشر
میں زیت میں غم روز نشور کیا کرتا

<p>میں آپ سوز عشق میں اپنا حود تھا غافل حقیقت نفس عاشقان نہ چھ انڈائے نزع اُسکے کلیجے سے پوچھے تو رہی چشم یار کے عالم سے تھے جدا الہی حسن و عشق کی خلقت پیور شین</p>	<p>ہر ایک نالہ وجہ فنا کے وجود تھا گر می عشق سے دل سوزان کا درد تھا تیار دار جب کا تجھ ایسا حود تھا جسدان نظر کے تیر کا دین و رور تھا جانے وہی جو حاضر نرم شہود تھا</p>
--	---

محشر نشان قبر جو اتی رہا تو کیسا
اہل فنا کا شوق خلافت نمود تھا

شیکش پیکان سے بچیں یہ قدر دل ہو گیا ایسی بتیابی سے کہ حشر میں گریں ترے ظلم ناحق کا ہمیشہ سے نتیجہ ہے خراب جانفزا ہو وحشیانِ عشق کی زندہ دلی	زندگی کا ذکر کیا مرنے کا بھی مشکل ہو گیا ایک عالم دیکھ کر اشکوں کو بل ہو گیا خود نشانہ جذب دل کا تیرا تل ہو گیا چار دن میں دشتِ غربت شگفتل ہو گیا
--	--

ضعفِ ناکامی کلیمِ افسر سے پوچھا جائیے
طور سے محشر اترنا سخت مشکل ہو گیا

شوق خواہاں تہائے فراوان نکلا حالتِ شوق میں غنایاتِ دلی کو صدقے پوچھ لیں چلکے ذرا طور سے آتے ہیں کلیم چشمِ بدین سے خدا اُسکو بچا لے شمع وحشتِ آبا محبت کی نہ پوچھو سجت کیچنے بیٹھا ہو دل سو کوئی پیکانِ ستم ہوتا گئے حشر میں یہ کہو مے پاس تو سب	دل نے صد شکر کہا جبکہ نہ پیکان نکلا جو تصور کیا میں نے وہی سامان نکلا کون سا رہ گیا اور کون سا اوان نکلا جس کلجے سے ترانا لہ سوزان نکلا ایک اک کام پہ ایک ایک سیان نکلا اور کب نکلیگا جب آج نہ اریان نکلا لوقیامت ہوئی ذکرِ غمِ حبران نکلا
---	--

حسنِ ظن دیکھئے سمجھئے تھے جسے دل محشر
سرِ لبِ آئینہ حال پریشان نکلا

یہ کتابِ زمین کوئی بہت مشکل پسند آیا میانِ حشر ہنس کر ٹال دینا شکوہِ غم کو نہ سمجھا کوئی بھی قدرِ سرِ شک نامِ رادی کو وہ تقسیمِ ازل میں افسِ رسی وہ ہنگامہِ رائی	وہی ٹھہرے یہاں جس کا کہ ہو دل پسند آیا یہ اندازہ ستم بھی ہو کو اوستا پسند آیا مگر وہ مضطرب جس کو کہ زخمِ دل پسند آیا اُس کو تو ہم پسند آئے کسی کو دل پسند آیا
---	--

<p>کمال طور پر ان پیش نظر جلوہ ہی جلوہ قیامت خیز ہو کب وہو اسے خانہ ریاری</p>	<p>کلیہ اند کو طول جاوہ منزل پسند آیا خدا المعلوم کیونکہ کو دیار دل پسند آیا</p>
<p>نہ بیم محسب خسرو دہر کا شیخ واعظ کا بہین دنیا میں دور رسا نیر محفل پسند آیا</p>	
<p>اک عالم مراد مرے دل میں رہ گیا افسانہ سننے والو سدھار و سحر ہوئی رور و کے اسکی یاس پہ آنسو ہا یہی جی بھر کے اسکی داؤ لگی بروز خسرو اس بیرونی سے اٹھائے گئے بہین ہم شوق اتنی جلد طور پہ لایا کلیہ کم</p>	<p>بٹھا جہان تصور مشکل میں رہ گیا اب پھر کو نکجا جو کہ مر و دل میں رہ گیا شخص ملید واری ساہل میں رہ گیا وہ مدعا کہ جو دل سائل میں رہ گیا منہ دیکھ کر ہر اک فر محفل میں رہ گیا چھٹ کر نصیب پہلی منزل میں رہ گیا</p>
<p>محسوس کئی نہ قید جنون عمر کٹ گئی بعد فنا بھی پاؤں سلاسل میں رہ گیا</p>	
<p>نا امید میں شب وعدہ سحر ہو جانا عالم عشق میں لازم ہو کوئی کام کرو غم ہوا در عشق کا غم وہ بھی تجد تکمیل آنکھیں سکی میں دل اسکے حیات اسکی ہو خسرو کیا شے ہو قیامت کا کرشمہ کیسا جمع خسرو میں کیون جاؤ نقاب لے رہے منزل عشق میں اس سے ضعف ای محسوس</p>	<p>یونہی لکھا ہر مری عمر بسر ہو جانا دل بسمل پہ فدا دیدہ تر ہو جانا ور نہ ممکن نہیں سو گڑے جگر ہو جانا جسنے دیکھا ہی شب غم کا سحر ہو جانا میرے مدفن پہ بھی تیرا گزر ہو جانا خوبصورت کو ہر آسان نظر ہو جانا بٹھنا تنک کے جہان پر بہین گھر ہو جانا</p>

<p>شبِ بخت میں لیکر خون تازہ چشمِ گریان کا خدا محفوظ رکھے شعورِ بدنامیِ الفت سے گری وہ برقِ جس سے خرمِ امید جل اٹھا خوشا اعجازِ جذباتِ محبت نام باقی ہو گرا ہوں سنگِ ناکامی کی ٹھوک کھاکے تیرے تین فنا کے بقعہ اپنی جگہ یہ کہہ کے جیتے ہیں قدمِ کتے نہیں دشت میں طاقت گھٹتی جاتی ہے بڑھاتے ہنسنے ناخن اور خراشِ لذت ایذا</p>	<p>مرقع کھینچے بیٹھا ہوں دل کو زخمِ نہان کا قیامت تک رہیگا تذکرہ یوسفِ دامان کا جواب چھاما موسیٰ کو سوزِ شوقِ نہان کا کلیمِ لہری کوہِ طور کا یوسفِ سوزِ نہان کا پتا قاصد کو بتلانے چلا تھا کوئی جان کا کہا تک طول کھینچے گا زمانہ روئےِ نہان کا پئے لیتا ہوں دل کا خون ہر کانٹا بیابان کا یہ دل میں ہو کر بچھرنہ کھول دینے غمِ نہان کا</p>
---	---

ہوئے سے عشق میں دلوں کا مشکل ہوئی محشر
 بخیر انجام ہو کیونکر چراغِ زبردِ دامان کا

<p>دکھاتا ہی نئی صورتِ ترا مغرور ہو جانا تیرے خنجرِ گلارے کھنا کیسے کوب گوارا ہے رہیں تیورِ ترس کے دل میں لیکن چٹپان لینا رموزِ عشق ظاہر کر رہی ہو فطرِ خاموشی کہاں نظارہ برقِ تجلی اور کسانِ موسیٰ محبت بھی حقیقت میں کوئی کارنایاں ہو</p>	<p>حضور آئینہ زیرِ دست بھی مغرور ہو جانا مگر تیری خوشی کے واسطے مجبور ہو جانا جفا کرنا وفا کے نام سے مشہور ہو جانا مے مسلک سے کوہِ سون و در پہ منظور ہو جانا فقط تقدیر میں تھا سیر کوہِ طور ہو جانا ادھر لٹا ناگیا ہو کھا اودھر مشہور ہو جانا</p>
--	--

پس عرضِ تنہا چپکے بیٹھے ہیں وہ امی محشر
 اب گئے خوبیِ تقدیر سے منظور ہو جانا

<p>نیندا ناشبِ فرقتِ بینِ مشکلِ ٹھہرا</p>	<p>رستہ موت کا دیکھا جو کبھی دل ٹھہرا</p>
---	---

چین مکس ہی نہیں ہجر میں محنت کو بغیر ضبط غم کی اسے نفرت ہی بیان عین خوشی تیری جادو نظری کے میں نثار او ظالم	آہیں جی کھول کی بھیر لیں تو ذرا دل ٹھہرا کس طرح دل مری ہمت کے مقابل ٹھہرا جب ذرا ہنس کے ادھر دیکھ لیا دل ٹھہرا
فکر دنیا کا بڑا ہو کہ ہمیں اے محشر پانچ شعر و نکا بھی کنا بڑی مشکل ٹھہرا	
ٹوٹ کر سینے میں جب پیکان دلبرہ گیا بھول بیٹھا ہوں نہانے بھر کر جھگڑے وقت نزع داور محشر سے حال عشق گو سب کچھ کہا طہر پر موی کو اتنی جلد لائے پائے شوق	دل تو دل ہر مین سرا پا درد ہو کر رہ گیا شکر کرتا ہوں زبان پر نام دلبرہ گیا لیکن اس کنی پہ بھی دفتر کا دفتر رہ گیا حسرت دیدار کے چھپے مفت در رہ گیا
ہجر میں جو آفتیں ہونی تھیں ہمیں محشر اک ہنگامہ ہنگام محشر رہ گیا	
کسی سے عشق تو اے دل نہ کرنا طریق عشق میں کتنی ہی ہمت منہ بھل کی شوق بزم یا رہے یہ رگ جان تک آتے آئے خنجر خاندی مبارک تکوین کن	خود اپنا خون او بھل نہ کرنا خیال دوری منزل نہ کرنا ہیں رسوا سر محفل نہ کرنا خیال ناز کی قاتل نہ کرنا اکھلین جب ہاتھ خون دل نہ کرنا
دل صبر آزار رکھتے ہو محشر نہ کرنا شکوہ قاتل نہ کرنا	
جبکہ دل زلف سینا میں گرفتار نہ تھا	بہت اچھے تھے ہمیں کوئی بھی آزار نہ تھا

شوق دیدار سے کہتی ہیں یہ ہو جلوہ حسن غش کے پردے میں کیا طور پہ نظارہ دوست آسمان اور زمین کیوں ہوئے دشمن میرے	اک نظر جس نے تجھے دیکھا وہ ہشیار نہ تھا کوئی موسیٰ کی طرح بخود و ہشیار نہ تھا میں مجز و دست کسی کا بھی گنہگار نہ تھا
--	--

پشیر عشق کی خلقت کے جہان میں
کوئی مجرم نہ تھا اور کوئی دل آزار نہ تھا

آدم کا صدر سے شادی مرگ کا عالم ہوا پھر نے اظہار غم میں حشر بر پا کر دیا یوں خوشی لازم ہو الفت میں جھانے دوست کی انتظار دوست میں تھی حالت امید و بیم دو دن و جاں و حسن عشق کی مل جا سگی چشم و دل و وزن تھے یاں جو طلسم خودی چارہ سازی نے شادی لذت اندازے درد زندگی نازکی سے کس نصیب میں کٹی شکوہ تقدیر بھی شاید پیام وصل تھا	وائے قسمت وصل کا فردہ پیام غم ہوا ایک لے سے زمانہ درہم و برہم ہوا اگئی رونق مئے منہ پر وہ جب برہم ہوا درد دل میں گو ہوا شب بھر لگ لگم ہوا اککاٹوس آئینہ اور دل مرا بہم ہوا یہ نہیں معلوم کیا انجام شام غم ہوا اور اک نشتر پہ زخم جگر مرہم ہوا دوست کا کیا تذکرہ دشمن کا بہو غم ہوا جسکو سنتے ہی مزاج اس شوخ کا برہم ہوا
---	---

ہم بھی اوی محشر فدا کی ہیں اسی محبوب کے
جو تو عالمی سد فرغ عالم و آدم ہوا

دل عشق میں جتنگ کہ گرفتار نہ ہوگا ترا من عشق میں اور تیری خوشی سے اسی پوینہ دل خوبی قسمت بھی ہو ایک شے	نشہ سے خودی کے کبھی ہشیار نہ ہوگا دشوار اگر ہو بھی تو دشوار نہ ہوگا بے اسکے ترا کوئی حشر دیدار نہ ہوگا
--	--

<p>امکن نہ ہوا ضبط تو کھنڈا پڑا آخر اے یاد وطن پھر مجھے احباب ملینگے</p>	<p>انصاف یہ ہر تمسادل آزار نہ ہوگا جینا مر اگر دون کو اگر بار نہ ہوگا</p>
<p>جاتا ہوں سوئے کرب و بلا ہندو شمشیر کیا اب بھی نصیب مرا بسیدار نہ ہوگا</p>	<p>دل کے مرجانے سے لطف غم نہان نہ رہا کھینچتا ہوں کوئی ناوک مدد اے جذبہ دل جلوہ حسن رہا یا کہ رہا اُسکا خیال اُسکو یہ تاب کہ لیجاے متاع غم عشق کیا بُری شے ہو حقیقت میں تعلق دکھا جستجوئے نگہ شوق سے اندوچاے تم جو دیکھ آؤ تو جھوٹی یہ خبر موجاے کیون خفا ہو جو ہوا مطلب لاشعل حال</p>
<p>زندگی کا تھا مزاجس سے وہ سامان نہ رہا یہ نہ کہنے کو ہو دم بھر ترا مہمان نہ رہا دل وہ گھر ہو کسی صورت کا جو ویران نہ رہا اس خزانے کا کبھی کوئی نگہبان نہ رہا جب صدا سن لی تری ہوش مرچاں نہ رہا سات بہرہون میں بھی چھپنے نہ پناہ نہ رہا سننے ہیں ہم کہ کوئی قابل ویران نہ رہا شکوہ غم میں خیال اسکا مرچاں نہ رہا</p>	<p>عادت سیر حمان الہی تھی شمشیر جھکے کنج دفن بھی مری آنکھوں میں ویران نہ رہا</p>
<p>جسکا جینا بار خاطر تھا تھیں وہ مر گیا اترے ظالم جھاؤں سے ترا جی بھر گیا اسطون تیوری پہلے آیا یہاں جیڑ گیا جو کا یا تیر ظالم نے لہو میں بھر گیا دنگی اور دنگی ہے میرا دل مضطرب گیا</p>	<p>لو مبارک درد دل کام اپنا آخر کر گیا سر سے پائے خون سے تل بھر گلہ باقی نہیں حسن آداب محبت کا آخر اتنا تو ہو دید کے قابل ہو اپنے دکا رنگ آرزو میں جو چپ چپ ہوں تو ہنس کر چھتے ہیں جا</p>

مدعا یہ تھا کہ مٹ جائیں ہوا سے نقش پا | وامن افشان کوئی میری گھر سے اپنے گھر گیا

اب خوشی میں جیل درخ ہجر کیساں ہی نہیں
چین سے گزری کی محشر زندگی دل مر گیا

مرنا تو غم بجز بین مشکل نہیں ہوتا | غم اسکا ہو کچھ مر کے بھی حاصل نہیں ہوتا
تڑپانے کی قاتل نے نکالی ہو نئی چال | خود کتا ہو سبیل سے کہ سبیل نہیں ہوتا
کیا در دھیرے ہیں مرنے والے شبِ فرقت | نیند آتا تو کیسا کوئی غافل نہیں ہوتا
یہ پاؤں ہیں پر ابلہ اور دشتِ محبت | جب تک گزرا اپنا سر منزل نہیں ہوتا
ہم نذر بجا کرتے ہیں سبیل کی مرادین | وہ ترک اگر جسم پر مال نہیں ہوتا
طولِ شبِ قتل میں ہوں گواہ تصور | دسازگر کوئی بجز دل نہیں ہوتا
کیا حال کہوں اپنی پریشان نظری کا | جب بزم میں وہ رونقِ محفل نہیں ہوتا

محشر دل و شن سے ضد تیرہ درون کو
زنگار کا آئینہ مہتاب نہیں ہوتا

نشے میں عشق کے دل دیوانہ چھٹ گیا | چشم و چراغِ خلوت جانا نہ چھٹ گیا
دیکھوں میں کس امیدِ شیرج کتابِ وصل | کاتب ہو جبکہ میرا ہی افسانہ چھٹ گیا
عزت فزا ہو بزمِ تمنا کی بھی محشر | ہم تم سے اور شمع سے پر دہانہ چھٹ گیا
خاطر شکن ہو کبھی ساتی اداسے مست | کیا فائدہ جو ہاتھ سے پیمانہ چھٹ گیا
لے رہو ان کو ہی وفا جاؤں اب کدھر | دربان کے ظلم سے در جانا نہ چھٹ گیا
اے محتجب اکے لیے اپنی راہ لے | گویا ترے چھڑائے سے میخانہ چھٹ گیا
دیوانگی کی وضع میں سیرِ پ بھی ہے | محشر گناہ کیا ہے جو ویرانہ چھٹ گیا

<p>مزاج پوچھینگے اُنکو جو پھر حجاب آیا ستم یہ ہر اگر آیا تو اضطراب آیا ہر ایک پوچھنے آتا ہی کیا جواب آیا د جاگتے ہی رہے صبح تک نہ خواب آیا ہزار آفتیں لیکر مرا شباب آیا</p>	<p>اگر عتاب دم مستی شباب آیا نہ آیا کچھ مرے دل کو میان کتب عشق ہوئی ہر آمد قاصد محل تنہائی شب فراق میں ہم اور غشی کا عالم تھا رموز عشق سمجھ لینے کی تیسرا آئی</p>
<p>نگاہ دوست تھی برقِ جلالے محشر روزِ حسن کھلے جب کبھی عتاب آیا</p>	
<p>اگلی رہتی دنیا تک بھلا ہوں مرے قاتل کا ٹھکانا ہوں رہیگا ہر شے شاقون کے بھی دل کا ذرا یہ بھی نظر رکھو کہ کیا عالم ہو شخص کا جہانِ عشق میں ماتم رہیگا خستہ دل کا اوڑا جاتا ہوں دودھ بکرہ رنگ محفل کا تصور بھی قریب آئے اگر آزدادی دل کا نہ جانے سلسلہ کب ختم ہو دورِ نخل کا</p>	<p>یہ کہتے کہتے وقتِ بیج دم نکلا ہوں بسمل کا کے جائزیت اور نفوکی آرائش کو خیر الی اٹلے شوخی گفتار کی آخر کوئی حد بھی بہت نازان نہ ہوا نظمِ جان اپنی شہت غضب کی شہد پروانہ پر عبرت برستی ہو اسیرانِ وفا مرعائینِ فرطِ ننگ بہت سے چلا جاتا ہوں راہِ شوق میں نانا ندھی کے</p>
<p>نگاہیں چاہیں دل چاہی اسپر تھل بھی بہت مشکل ہو محشر دیکھنا رنگ کی محفل کا</p>	
<p>خدا حافظ ہمارے چارہ گر کی دستِ دل کا کہ دم کے ساتھ بعد ذبح ٹوٹا دل بھی لیا کا رہیگا عمر بھر کھو مرضِ بیتابی دل کا</p>	<p>بہت مشکل ہے سینے سے نکلتا تیر قاتل کا ترپنے سے ہوا اک اور خونِ بیگنہ قاتل خوشی اُنکی نکالین تیر لیکن یاد ہی کھین</p>

ذرا بل بھر ٹھہر جا پھر تو صفا کی ہو فرست ہو	غنیمت جان اذنا کو فلک جو دم پہل کا
نہ تم میں جسم کی عادت نہ قسمت ہی موافق ہو	کرین اظہار کس امید پر بیتابی دل کا
سلام آخری ایسے روح چھکوسن خدا حافظ	ارادہ شوق میں پہنچو کیا ہو کو قاتل کا
خدا جانے کہ فرط شوق میں کیا کچھ نہ کہہ رو	اکوئی پہل چھنے والا جو میری شردل کا

سجھتے ہیں ہمیں کچھ خوب لطف زندگی بخش

محبت میں ملا ہو جیسے کوئی قدر دان کا

گلشن چلون میں اس دل بے اختیار کیا	لائی ہو میرے واسطے فصل بہار کیا
کیسا خلاف مرضی گردون ہر نام وصل	وہ آئے بھی تو رات کا پھر اعتبار کیا
بند آنکھیں ہو گئیں بے خواب عدم مری	کھینچے گی اور طول شب انتظار کیا
مانا کہ چارہ گرنے مجھے زندہ کر دیا	لیکن کیا علاج دل بیقرار کیا
فطرت کے کس اصول پہ دل اسکو لگایا	جو یہ نہ جانتا ہو کہ ہو وصل یا ر کیا

مخمس فرج دوست سے ڈرنا ہی چاہئے

جب آگیا تو جائیگا دل کا غبار کیا

دم گر یہ ضبط بہ بھی اگر اختیار ہوتا	سبب نشاط ہستی غم بھریا رہوتا
شب غم سکوت میں بھی تھوڑا سا فرما دے	تراہیں کیا بگڑتا جو نہ بیقرار ہوتا
دم گفتگو بھکا ہین تھین زبان کی مخالف	ہمیں ہوتا بھی تو کیونکر ترا اعتبار ہوتا
وہ زمین تہہ شوق ستم فلک ہی رہتی	توے کشتہ محبت کا جہان فرار ہوتا
غم سحر کے تھے شکوے کوئی دلگی نہیں تھی	ہم اگر ذرا ابھی کھلتے تھیں ناگوار ہوتا
مری ہر نفعان میں مضمحل ہونا کے زندگانی	غم چھوڑ دے بڑھتا تو وصال یا رہوتا

مرے دل فرورہ کے کیا بدگمان اُسکو میرے طور جلوہ تابانی ہوئی اپنی حد سے در نہ	اب اگر یہ میر بھی جاتا تو نہ اعتبار ہوتا یہ جہان جس قدر تھا فقط اک شرار ہوتا
سرِ صحنہ قیامت کریں کس سے بات اکوئی درد مند ہوتا کوئی دل فگار ہوتا	
دکھائے جلوہ رخسار بے حواس کیا حسین ہو کے تلون حضور نے پایا امید و بیم میں کیا ضد رہی شبِ وعدہ فسردہ ہو کے گلوں نے تو شمع نے بجھ کر تمام عمر نہ یاد آیا پھر فراق کا غم	اداسناس کا کیا خوب تم نے پاس کیا مری نظر کو خدائے اداسناس کیا اکبھی بجال کیا اور کبھی اوداس کیا کچھ اور بھی تیرے مدفن مجھے اوداس کیا خوشی نے وصل کی کچھ ایسا بدحواس کیا
روزِ عشق کی سمجھ نہ دقتیں کچھ اور ہو گئے کم جس قدر قیاس کیا	
جسے نہ آتا ہو سیکھے وہ ہم سے مر جانا امید وصل سے تھی زندگی نواب وہ کہاں خدا دکھائے یہ تو پتھلے حشر کے دن ہم اسکو عیشِ حیاتِ ابد سمجھتے ہیں جفا کے وقت خدا جانے اسکی حالتِ دل	یہ کوئی بات نہیں جان سے گزر جانا بڑا ستم ہے جوانی میں دل کا مر جانا ستم جو ہم پر کئے صاف انھیں مکر جانا نغمِ فراق میں بل بھر کو جی ٹھہر جانا کہ جسکی خود ہو تمھارے کمرے سڑ جانا
وہ اہل دل بھی طرے خوش نصیب ہیں فراقِ دوست میں آسان ہو چکو مر جانا	
آسمان تک پہنچا شہرہ جب چھا کر دیا چارہ گر کو مرے دردِ دل فریسا کر دیا	

<p>تو نے اے بیتابی دل مفت سوا کر دیا ایک ہی نالے سے جس نے حشر برپا کر دیا وہ ادا جس نے ہمیں محو تماشا کر دیا جس نے تجھے شوخ کو میری تمنا کر دیا نزع میں اگر مریض غم کو زندہ کر دیا</p>	<p>نام دلبر سنتے ہی کیوں رنگ رخ اٹھنے لگا جبر میں اس دلی بیتابی کو اے ہر دم نہ پوچھ سامنے آئینہ رکھ کر دیکھئے خود بھی حضور وہ شرارہ عشق کا تھا پاکہ جلوہ حسن کا پلٹے میں اُس شوخ کے قدموں کی اجازت</p>
--	--

کفر اور اسلام کو اب دور ہی سے بندگی
عاشقی نے ہو کر حشر دل کا بندہ کر دیا

<p>آئینہ بنگیا ہے مجالس کا نام لون اپنے منہ سے کس کس کا بنگئی ہیں جواب فرگس کا یار اب ایسا نصیب ہو کس کا کیا بناتا ہے مجھ سے بد حسن کا کون اب قدر دان ہو نفلس کا</p>	<p>استغفار اپنے دل کو ہو کس کا میکدے میں ہر اک کو دیکھ لیا سیر باغ جہان میں آنکھیں مری یار سے جس کو لطف کی امید درد دل میں ذرا اٹھے دیکھو دل گیا ہو تو موت بھی آئے</p>
---	---

محشر اپنے حواس میں آؤ
دوست وہ مست ناز ہے کس کا

<p>قرہ باد ادا مالہ وقت مضرب آہی گیا چار و فچار اپنی آنکھوں کو حجاب آہی گیا اب تو اک بت پر دل خانہ خراب آہی گیا عالم ہستی میں آخر انقلاب آہی گیا</p>	<p>رخصت اسی صبر اس شکر کو عتاب ہی گیا لیکے دکھوں ہو خواہان وہ جان نزار کے پندناج کا رگ جب تھی کہ ہم آزاد تھے مر گیا بیمار غم کو ڈھ جہاں بدلی ضعف سے</p>
---	--

<p>اہل دل سن لومری دل کا جواب آہی گیا شام بھی ہونے نہ پائی تھی کہ خواب آہی گیا جب دراسی چھپر کی آنکھ عتاب آہی گیا بنکے یون لیٹے ہر گویا مگر خواب آہی گیا</p>	<p>بحث نالہ صورت سے ہوگی قیامت ہو بپا جاتے جاتے توجہ سوسکیستہ تک نظر میں آگئے کس قدر نظارہ نازک مزاجی سہل ہے چشم بد در اس ادا پر دیکھنے والے نثار</p>
<p>جائے تھے توبہ کو محشر کے ترکہ انتظار ناگمان وہ دست صبا کے شباب آہی گیا</p>	
<p>یون ہی لکھا ہو مری عمر بسر ہو جانا ابتدا آسان ہوا باتون میں اثر ہو جانا چاہئے تھا ہمیں پہلے سے خبر ہو جانا میرے دفن پہ کبھی تیرا گذر ہو جانا عشق کی ذات سے اور دکھا ضرور ہو جانا دل بسل پہ فدا دیدہ تر ہو جانا</p>	<p>ناامیدی میں شب وعدہ سحر ہو جانا اُن مہرے دلی لگی رک نہیں سکتے آنسو بسر و چشم قبول اے اجل آتھیں مری حشر کیا شے ہو قیامت کا کرشمہ کیا ہے ہند اصبح پہ ہنسی آتی ہے توبہ توبہ عالم عشق میں لازم ہو کوئی کام کرو</p>
<p>تری ضعیف صدا میں مرا خدا سنتا وہ مست ناز کسی غم نے کی کیا سنتا سنائے ہم وہ اگر قصہ و داستان کبھی ہماری بھی وہ بانی جہنم سنتا مری کہانی کو آخر وہ اور کیا سنتا نہ اجندہ آنکھ کی سنتا نہ انتہا سنتا</p>	<p>کبھی جو درد بھرے دل کی ہوا سنتا صدائے خندہ ساغر سے جسکو نیند آئے حیات عشق اسی مشق میں تمام ہوئی رموز عشق غضب ہو جو رہ گئے دلیں بیان غم پہ بھی کچھ رک رک کی سہی ہنسی بھلا ہوا غم فرقت میں چپ رہے محشر</p>

روح کو رخصی کیا میں نے تو رہی دل نہ تھا چار آنکھیں ہوتے ہی قابو میں گویا دل نہ تھا سننے والے پر قصہ شکے یوں دیتی ہیں داد ہو گئی ہوا مدام راہ عشق بھی اس دور میں یہ روز جذبہ ہیں جن خون سے پوچھا چاہیے قتل کہ کی سیر کو قاتل چلا ہو یوں اُداس طرح پر موسیٰ کو بلوایا اپنے دیدار سن بیٹھے جتنی دیر بالین پر ہنسی آتی رہی درد باطن سے وہاں زخم جو کچھ کہ اُٹھے ایک ہی نالے کی قوت سے خدا کی ہلکئی	ور نہ اٹھا محفل ہستی سے کچھ مشکل نہ تھا کہ گدڑا ور نہ حال سحر کچھ مشکل نہ تھا یا تو یہ زندہ نہ تھا یا پاس اسکے دل نہ تھا منہ اٹھا کر جو چلانا واقعہ منزل نہ تھا باطن محل کا شاہد پردہ محل نہ تھا جیسے مرضی کی موافق کوئی بھی سہل نہ تھا کون کتا ہو کہ انسان جو ہر قابل نہ تھا دلگی تھی آپنے نزدیک درد دل نہ تھا شکوہ تقدیر تھا وہ شکوہ قاتل نہ تھا اضطراب سحر میں روح اثر تھا دل نہ تھا
---	--

زندگی بھر کی ریاضت تھا دل محشر ضرور
پھر بھی او ظالم نگاہ ناز کے قابل نہ تھا

میان بزم جو میرا وہ رشک عور آیا جواب دو مجھے اے نقش پا دہن سکر اکیلا چھوڑ کے قسمت نے راہ لی اپنی شب وصال چڑھیں تیور یاں الٹی خیر	تو چشم آئینہ میں دیکھتے ہی نور آیا کہ راہ عشق میں گھر سے میں کتنی دور آیا کوئی جو شوق میں بالائے کوہ طور آیا پھر آنکھوں یا دیکھی کا کوئی قصور آیا
---	--

جو پونچے بزم حسینا میں حضرت محشر
اٹھانیو لے پکارے وہ ناصبور آیا

بھرمین مرنے کا ارمان جو شر شام کیا	صبح تک میں نے بڑھ چھین ہوا آرام کیا
------------------------------------	-------------------------------------

مرحے عشق کے او تو بہ نہ پوچھے کوئی	جس سے جو کچھ بھی ہوا اُس نے بڑا کام کیا
گو گو عشق کو اسرار میں کس کو کھون	دل نے بدنام کیا آنکھوں نے بدنام کیا
جسکی فریاد سے نیند اڑتی تھی وہ ختم ہوا	سوئے چین سے اب اسے بھی آرام کیا



وہ دیا کرتے ہیں جینے کو اب سلام اپنا	اتمام ہونا ہو دو چکیوں میں کام اپنا
امید تھی کہ کسی دل پہ ابھرے نقش مراد	مٹا یا صفحہ ہستی سے ہم نے نام اپنا
شہید عشق اُٹھے دنیا سے یکے یہ قدرت	کہ اپنی ساری خدائی ہے انتظام اپنا
ازل میں دفترِ وقت کی جب فی ترتیب	ہر ایک صفحے پہ لکھا ہوا تھا نام اپنا
طلسم عشق کی اندری گرم بازاری	بنا لیا مہ کنعان کو بھی غلام اپنا
زبان تاک کی لفظ آ کے بٹٹی جاتی ہے	تباؤں کیا ترے دربان کو ہن نام اپنا
خوشا نصیب کوئی مل گیا بسل ب کیا ہے	زمانہ اپنا سحر اپنی وقتِ شام اپنا
کسی کے دل کو شبِ عہدہ کی اتر گئی یا د	دکھائے شوق نہ اب حسن انتظام اپنا
یہ رکھ رکھاؤ شبِ عہدہ کا ہش جان تھا	نہ دیکھے چشمِ فلک حسن انتظام اپنا

۱۰ جناب ناب سید عسکری از خان عارف بن صاحب

کیا ہو تم نے بدل امتثال امر بلغ	
وہست ہی سہی محشر طہو کلام اپنا	
کیس دل سے مرا زخم دل اندوگین دیکھا	کسی نے چارہ گر کو کچھ بھی ہستی نہیں دیکھا
و فو غم کا اندازہ کیا یون میں نہ فرقت میں	بھری جو وقت ٹھنڈی سانسوں کو نہیں دیکھا
دکھادی ہر نفس میں انتہا در محبت کی	اگر اجس دن سے کچھ بیا کو اُٹھتے نہیں دیکھا
سمائے کیا نگارستانِ عالم کی نظر نہیں	کہ جیسے آنکھ بھر کے تجھ سے محبوب میں دیکھا

جواب سکا خموشی کو سوا دیجے تو کیا دیجے قسم کھانے کو اک پل کیلئے بھی دوت دشمن نے نہیں پناہ بل لوہے اور موسیٰ تو ہر سہ دل اہل محبت کی حقیقت کوئی کیا جانے مزاج حسن پرور خود بخود زینت کا باعث تھا تصور اسکا شوق اسکا ہر جذبہ باطنی اسکا	وہ کہتے ہیں کہ جب کیا تجھے اندھ بن دیکھا ہمیں ہنستے نہیں دیکھا انھیں قوت نہیں دیکھا کہ ہمیں جلوہ جانان رگس جان کے قرین دیکھا اس آئینے میں ہمیں جلوہ حسن آفرین دیکھا جوانی جب سو آئی اس نے آئینہ نہیں دیکھا مذاق عشق میں جس شخص کو خلوت نشین دیکھا
--	--

کسی ہی چھٹ کے ششہ زندگی کیا زندگی گذری
کہ ہر روز ایک ازہ غم ہے جان جنہیں دیکھا

جلوہ دکھانے آئے منہ پر نقاب کیسا قصہ نہ کوئی کہنا فرقت کی شب میں ہمد خود ہی تو مجھ کو مارا خود ہی وہ کہہ ہی ہیں نظارہ گہ میں ہم بھی آئے ہیں دیکھنے کو بتیا بیو نیہ میری کہتا ہوں نہیں کے کوئی تخویر شوق پڑھ کر قاصد سے کہہ ہے بن کیا اہل دل میں ہیں جو ہر ستم ہمیں پر آرام سے کسیدن بیٹھے کہیں نہ دم بھر پوچھتے یہ کون اُسے وعدہ کی شب جگا کر	جواب ہی نہ لائے اس سے جواب کیسا یہ رات وہ چومیں آرام و خواب کیسا آیا یہ خواب تجھ کو اور جو خواب کیسا کرتی ہے حشر پر پا چشم حجاب کیسا او تہلا کے فرقت یہ اضطراب کیسا لکھتا تھا جو وہ دیکھا اس کا جواب کیسا اے آسمان بتا دے یہ انتخاب کیسا کیا کہیں ان سے چھٹ کر تھا اضطراب کیسا غافل ہوا کسی سے اور جو خواب کیسا
---	---

فصل شباب گذری ہنستا ہر جام حشر
سو کھا اور گونگا ذکر شراب کیسا

<p>نہ پوچھے کوئی سوئے محفل جانا نہ کیوں آیا نذا چلے گئی جی حشری کو ہر ایک اک کا یہ کہتا ہوا اے عالم روحانیت اب کس طرف جاؤں اگر چوں ایک راہ عشق پر پھر لو چھتے کیوں ہو غور و حسن کے اسرار باطن ہو گئے ظاہر ہمیں ناخواندہ ہمان کہہ کر تم اٹھو کی دیتی ہو</p>	<p>میں پھر انسان ہیستہ میں ہوں پر وائے کیوں آیا سلامت و شست ہی پھر کر سوئے کا شہ نہ کیوں آیا یہاں بھی سب کچھ میں کوئی دیو لاکھوں آیا تو سب شمع محفل میں کوئی پروانہ کیوں آیا زبان پر کبھی آخر مرا افسانہ کیوں آیا خبر لو بے بلائے بزم میں پروانہ کیوں آیا</p>
---	--

سپر و فصل گل تو بہ پرستی ہو گی کیا محشر
 زبان پر یہ تپے تکلف قصہ معینہ کیوں آیا

<p>ادلے اُن کی دل لوٹا تو لوٹا کھنچ آیا خیریت سناوک دوست دیا ر عشق تک آیا میں خوش تر بن اٹائے بے رخی جی بھر کے دیکھی اسی دن کے لیے رکھا تھا دلو ترا تھا آسرا کیا رشتہ عمر ملی قسمت سے راہ کوے جانان</p>	<p>عہد و کا ساتھ تھا چھوٹا تو چھوٹا جیسے گر کا آلبہ پھوٹا تو پھوٹا وطن اپنا اگر چھوٹا تو چھوٹا بلا سے دل اگر ٹوٹا تو ٹوٹا نگاہ حسن نے لوٹا تو لوٹا خوشی سے آمد و ن میں لوٹا تو لوٹا زمانہ بھر اگر چھوٹا تو چھوٹا</p>
---	--

کہا تھاک انتظار دوست محشر
 شل یہ ٹھیک ہے چھوٹا تو چھوٹا

<p>کہہ رہا تھا دل فراہ دار پر منصور کا چشم الفت میں نگاہ قدردانی دیکھ کر</p>	<p>ساتھ رکھنا ہنفس کوئی سفر ہی دور کا یہ تکلف ہو گیا شعلہ جہاں طور کا</p>
---	--

پوچھنے والوں نے پوچھے حال مجھ مجبور کا کیا ہو کھل جائے اگر نہ ہو دلی بھی ماسور کا چھپڑا اچھا نہیں ناصح کسی مجبور کا آج تک قصہ نہ بانو سپر ہی کوہ طور کا جیسے آوازہ سنا ہے سیکم شکور کا رحم کر رحم لے بعد میں ہوں مسافر دور کا ختم دو باتوں میں ہو افسانہ کوہ طور کا	مختصر یہ نفس ممنون حسن عشق ہوں بہم تو چپ تھ کیوں اجازت وہ نکاح کی لگی بات اس سے کہ تو میں جزو بھائی پی کر سکر عشق کی شرکت نے سپید کر دیا حسن قبول سہل سمجھے بندگان عشق جانا باز کا شغل کھینچ لائی تیر کو شے تک امید آرام کی طول جہاں چاہیں دین تفسیر جان عشق
---	--

محشر آنا کس لئے عشق سوا زندگی

مٹتے مٹتے مٹ نہ جائے دل سے نقطہ نور کا

ب

اللہ رسی آرزو کے حبیب ہم ہیں اب اور آرزو کے حبیب کہ بدل جائے جس سے خوشی حبیب لئے بٹھا رہ آرزو کے حبیب آتی ہی ہر نفس میں پوسے حبیب جسے کھائی ہوئے کوئے کے حبیب اتھ دل پہ نظر ہے سوئے حبیب سب نقیب آرزو کے حبیب	عمر کی صرف جستجو ہے حبیب اس سے مطلب نہیں ملے نہ ملے ہوگا یارب وہ انقلاب کبھی مجھے امید و یاس کا ہی یہ قول اب کہاں میں کہاں جو اس مرے اور کچھ ہو گیا دماغ مرا انتظامات شوق کے صدقے بیکلا آنکھوں سے یوں لہو دل کا
--	--

<p>محشر آٹھ چلو ذرا دیکھین آہ ہی ہو کہاں سے ہوئے حبیب</p>	
<p>امریکل کی آرزو کیا خوب رنگ لایا مرا ہو کیا خوب چور ہوزلف مشکبو کیا خوب پانی نالون نے آہر کیا خوب طور پر کی ہے گفتگو کیا خوب واہ پانی ہو تھے غو کیا خوب</p>	<p>دوست کی دل کو جستجو کیا خوب شکل گلشن ہے دامنِ قاتل نگہ ناز اُڑا لے دل میسر یہ اثر ہونے کا ملا الزام پھرے ناکام حضرتِ موسیٰ ہر او این ستم کے پہلو میں</p>
<p>کیون برابر لڑائی اُن سے زبان تم سے محشر ہوئے ہو تو کیا خوب</p>	
<p style="text-align: center;">(ت)</p>	
<p>جان میں جان لگی جنتِ آنی بوی دوست رہتی دنیا تک ہوا مے مری بازو دوست کیا وہی ہم میں کبھی تھی جو کہ ہم پہلو دوست شام سے صبح جاگا صل میں جاو دوست تجھے سب کچھ ہو سکا لیکن نہ ہئی غوی دوست اس سے کیا ہو ہو ہو دیا حسن رعو دوست دکھتا ہوں اور ہی عالم تہ زانو دوست</p>	<p>روح عاشق تجھ پران ایسوائے کو دوست زیرِ خنجر کیا ہی جلد آسان کی شکل مری دیکھ کر فرقت میں آئینہ کیس سے پوچھئے دلی دنیا چھین لی آخر فریب حسن نے اہل دل نہ پہنچا لیں نہ اوجہا حسن لکھ لیا موتی کو بھی نہ رست اہل شوق میں مسلحہ دل حلق پر خنجر حجاب اٹھے ہوئے</p>

زندگی کیا شے ہو اک ہک سا پردہ ہجر کا دشمن جان ہو گئے کس کے زمین و آسمان ہم بھی پیچھے ہیں دماغ و دل کو آمادہ کیئے	موت کیا ہو جذبِ حافی کی قدر سو دوست آج اک ہنگامہ برپا تھا میان کو دوست جبکہ یہ شہرت ہوئی کھیلنے کو ہرگز دوست
--	--



وہ پوچھتے ہیں دل بقیہ ار کی حالت ہزار مرتبہ دیکھیں کلیم برق جمال تفس میں آنکھ کھلی اور نفس میں دم نکلا خدا کرے کوئی دیر آشنائے آئے کبھی سکوت بھی ہو محبت میں شرحِ قصہ غم حواس اڑے ہوئے لیکن لحاظ حسن ادب اداسے ناز پہ مر کے نہ جانیں کیا گذری	میں کیا بناؤں کسی سوگوار کی حالت نہ دیکھی ہوگی کسی بہتیرہ کی حالت خیال و خواہ بہ پہ چھلکے بہاؤ کی حالت کبھی نہ کم ہو غم انتظار کی حالت نہ پوچھے کوئی غم حجب ریا کی حالت یہ دیکھی ہے ترے آئینہ دار کی حالت حضور دیکھ تو لین جان نثار کی حالت
---	---



اٹھ سکا پھر نہ اٹھانے بھی دیوانہ دوست آج اٹھ جاتے ہیں دربان کی جھلسے لیکن بیخود عشق کو فرقت میں یہ بتیابی تھی ہجر میں حالتِ دل دیکھتی ہیں جو آنکھیں راہِ شوقِ دلی سر پہ اہل دل بیتاب بھڑمیدانِ قیامت کی چھٹی جاتی ہے آج کیوں ہر سے سوانحِ ہر کہو تو محشر	چھڑ گیا جبکہ میں پیچھے کے افسانہ دوست زندگی بھر کہیں چھٹا ہو درخانہ دوست دشمن جان کو کہا پیچھے کے افسانہ دوست دیکھی تھی اُن سے کبھی رولق کا نشانہ دوست بے خبر یوں میں جلا ہوں طرف خانہ دوست سن لیا سب نے کہ آنے کو ہو دیوانہ دوست کیا بلائے ہوئے جاتے ہو سو خانہ دوست
--	---

ت

شکایتیں ہیں مری تمکو ناگوار عیبت تفس میں رہ کے رموز چین خدا جانے سنا ہوا رہ نہ سنیں گے وہ کوئی افسانہ امید وعدہ میں کیا گذری کیوں حضرت میں خود ہی موڑ چکا منہ حیات سے اپنی زبان اپنی دل اپنا بیان حال اپنا امید وعدہ وفا کی کسی سے اے تو بہ	استاسا کے کیا دل کو بہت سے اعرابت خزان کا دو عیبت ہو کہ ہو بہا عیبت زبان ہوتی ہی آخر گستاہ کا عیبت کیا تھا اپنے ایستہ کا استبار عیبت پھری ہوئی نظراتی رہی شہم یا عیبت حضور آچو موتا ہے ناگوار عیبت جلارکھا مجھے لے لطف انتظار عیبت
---	--

شکستہ دل کی فغان کون سننے والا ہو
فراق دوست میں مجھ ششستر ہوا شکبا عیبت

ح

کر کے وعدہ منہ کا بٹھے ہیں بنو دل سے آج نام تیرا رہتی دنیا تک یہ ہے اے چارہ گر دوست نے وعدہ کیا مانا وہ جھوٹا ہی سی خیر تھی اس وقت تک تمنے نہ پوچھا تھا مزاج	کون اٹھا سکتا ہو تمکو کیا نکل سے آج اے نکدہ کھوئی ہو مریض غم کو نکل سے آج پوچھے اندازہ خوشی کا کوئی نکل سے آج اگر ٹپسے چننا آندو آخر دیر دہاں سے آج
---	--

آفتاب ششتر ہو دھبا لہو کار جو ششتر
داد لینے ہم بھی ششتر دامن قاتل سے آج



<p>ہجر کی شب میں خیال خواب میں دیدار صبح تیری آنکھیں کھلتے ہی عالم منور ہو گیا ہجر کے بیدار جتنا چاہیں سوئیں بعد مرگ دل ٹھہرتے ہی دعایہ کی مریضیں عشق نے جاگنے والوں کو ہریم عیش کے نیند آگئی کہنا کہ آنکھیں بند کھین آخریے شور نشور</p>	<p>جاگنے والو کمان تم اور کمان آتشا صبح جاگنے سے تیرے جاگا طالع بیدار صبح یہ وہ شب ہو جس میں پیدا ہوئیں آتشا صبح یا الہی حشر تک قائم رہے گلزار صبح کون دیکھے مرے ہیں کس طرح بیاڑ صبح قبر میں گھبرا رہے ہیں طالب دیدار صبح</p>
---	--

بہر سوز زخم دل کا فور کی ہر جستجو
اُو لے محشر چلین اجانب بازار صبح



<p>کلاب مانی بنگلی گویا زبان اہل درد ننگدے میں کون ہی جسکو دکھائیں بیان سننے والا کون ہو دنیا میں خیر اتنا سہی اب بھی بے تاثیر سمجھے کوئی تو اُسکا مذاق نالے کرنا یا تر پنا فراطہمت کے خلاف ساری دنیا اک طرف اور صبر اُن کا اُطران دو ہی لفظوں میں اُلٹ دیتی ہیں عالم کا در</p>	<p>ہر موقع حال کا طرز بیان اہل درد آسمان لیتا ہو کیونکر امتحان اہل درد کھل کھلا کر بینش تم وقتِ فغان اہل درد ایک لک فریاد ہے گویا کجاں اہل درد اور ہی کچھ ہی زمین و آسمان اہل درد اللہ اپنے غمناز میں شان اہل درد کون سن سکتا ہو محشر داستان اہل درد</p>
---	--



چلے جب اُٹھ کے شکنے لگی ہو اے بہار
جو اپنا کام تھا وہ کر گئی ہو اے بہار
زبان تھک گئی تھی کہتے کہتے ہائے بہار
کوئی گناہ تھا نظاں رکھ ادا ہے بہار
نہ مدعی خزان ہوں نہ آشنا ہے بہار
مگر ملی نہ کسی کو بھی انتہا ہے بہار

وہ اونکی پوری جوانی وہ انتہا ہے بہار
چکر کے زخم ہرے ہو گئے دلا ہے بہار
تفس ہیں تابِ فغان اب کہاں لکھن ہم
اسیر کر لیا بیہوش پا کے بلبل کو
گر شہ نہ سنجی فطرت کو دیکھ چپ ہوں
ہزاروں مر گئے مجنون کے ایسے دیوانے



بیکسی قہر کی چھائی ہوئی ہے جانوں پر
کہ اور اسی نظر آنے لگی زندانوں پر
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے دوکانوں پر
اک زمانہ تھا کہ ہم ہنستے تھے نادانوں پر
پھر حسینوں کو ہنسی آئے نہ پروانوں پر
خط لگا رکھے ہیں پہلے سے گریبانوں پر
قاعدہ ہو کہ ہنسی آتی ہو دیوانوں پر
مدتوں صاف کیا ہاتھ گریبانوں پر

کیون نہ دل ٹکڑے ہو عشاق کے ارمانوں پر
ہو گئی پوری اسیران کہن کی میناد
مے فروشوں کا نہ لے صبر خدا را زائد
عشق میں بہکے بھٹتا ہے زمانہ نادان
دیکھ لیں چشمِ حقیقت سے اگر شمع کا حال
موسم گل ہے ابھی دور مگر وحشیوں نے
ضبط کیوں کرتے ہو تم دیکھ کو صورت میری
تیرے دیوانوں کو اب اس دل سے جو غرض



اک حشر ہو گیا مری خاکِ مزار پر

صدقے ہزار جان سے رفتار یا رہ پر

<p>گرنا اگر تو میرے دل بہت رابرہ رہ کھونہ ہاتھ میرے دل بہت رابرہ</p>	<p>لے برق ناز اتنی عنایت ضرور ہے افسوس ہوگا رنگِ خا اوڑگیسا اگر</p>
<p>محنت شدہ روتے آئے تھے ہنستے ہوئے گوی اور اوس پڑ گئی مری خاکِ مزار پر</p>	
<p>چلو جانے دوس تم رو چکے خاکِ شہیدان پر ذرا تھم تھم کر چل دو شجرِ قاتلِ رگِ جان پر ہنسی جس شوخ کو کئے مرے چاکِ گریبان پر رکھا اس شوخِ دوستِ خانی زخمِ نہان پر خطایہ تھی کہ بٹھیے تھے زمین کوئے جانان پر تکھین رونامین آتا اگر خاکِ شہیدان پر</p>	<p>نہ آیا کوئی آنسو آنکھ سے رخصتہ تابان پر تماشا دیکھتا ہر دوست اید او تحسّل کا اُسی سے مجمعِ مشن میں مجھ جوشی کو دعویٰ ہر ملا تقدیر سے مرہم بھی ہلکا دل جو نازک تھا فلک بھی کانٹا ٹھایوں رہ رہوں پہلو ٹھکرا دکھانے ہی کو آنکھیں سُرخ کر لو نشہ سے</p>
<p>غوب روئے دل کو اجرائے پریشان دیکھکر مطمئن جھکو میان کوئے جانان دیکھکر اُگیا منہ کو کلیجہ تنگ زندان دیکھکر اور یہی کچھ نزع کے ہنگام سامان دیکھکر رونا آتا ہے مجھے گو یغریبان دیکھکر کانپ اٹھا صورت چاکِ گریبان دیکھکر کاش مہسوم و صورتِ بیارِ سحران دیکھکر</p>	<p>جی بھرا یا اشکِ خون بالائے دامان دیکھکر جارِ اہے کوئی ہنستا اور کوئی روتا ہوا خوف یہ ہر روح نکلی بھی تو جلے گی کہاں دوست ایک اک کر کے بالین مری اٹھنے لگے دفتر ہستی کو فطرت نے پریشان کر دیا بخیر گر کو گھاؤ میرے دل کا یاد کرنے لگا چپ کھڑے کرتے ہو کیا رفا اگر آتا نہیں</p>

<p>نظر رکھتا ہو جو ظالم فروغ رنگ محفل پر بتا دیتی ہیں جائے درد کھکر ہاتھ نہ مل پر اگر تھی ہو جواب صابک کیا قلب سائل پر تیری تصویر جیسے پہنے کھینچی صفحہ دل پر ارادہ شرط ہو تقدیر ہو بچا دیگی منزل پر فدا ہوتی رہن نظر میں ہماری چشم قاتل پر کہ بڑھکر ہاتھ ڈالا حشر میں دامان قاتل پر نظر دوڑا چکے تھے پہلے ہی دور مٹی ل پر</p>	<p>ہنسی کیونکر نہ آئے اُسکو بیانی بسمل پر جب ایدہ بڑھگئی حد کو کہاں پھتر گئی یانی اگر جاتے ہو دعویٰ طور پر یہ پوچھتے آنا ہوا حرف غلط نقشہ طلسم رنجِ فرقت کا طریق عشق کی شکل کو آسانی سمجھ غافل تہ خیر امید زخم میں جب تک کہ دم نکلا خداوند امری جرات کی اتہ پردہ پوشی کر بیابانِ وفا کے راہرواب تھک کر گیا بھین</p>
--	---

نہ دم لیتا ہو کعبے میں نہ تنگائے میں مرقا ہے
خدا کی مائت شمس طرح کے مضطرب ل پر

<p>مرا ہوں صورتِ دل بیمار دیکھ کر لیتا ہے جنس مول خریدار دیکھ کر وہ جھکود دیکھتے ہیں جو تلوار دیکھ کر موسیٰ کا شوق و طاقت دیدار دیکھ کر چلتے اگر زمانے کی رفتار دیکھ کر دل کو ترے کرم کا سناوار دیکھ کر تم ہو وہی کہ ڈرتے تھے تلوار دیکھ کر کیون نہیں ہے ہو صورتِ بیمار دیکھ کر بند آنکھیں کر لیں جلوہ دلدار دیکھ کر</p>	<p>کیونکہ چوں میں دوست کا آزار دیکھ کر بے دیکھے تپہ صدقے خدائی ہوئی یہ کیا ان تہورون پہ کیون نہوں سو جاگن شار مارے ہنسی کے لوٹ گیا شعلہ جمال نا کامیاب طور سے آئے نہ پھر کلیسم سب در پہ میں حشر میں امنیں ہا نہیں خوش ہوتے ہو جو قاتلِ عالم کے کوئی کیا آخری یہ چند نفس بھی ہیں ناگوار اب کیا راہ جان میں جسے نظر کروں</p>
--	--

اب بھی کوئی اٹھائے تو قسمت کا پھیر ہے	بیٹھا ہوں بزمِ مین نگہ یا نہ دیکھ کر
کچھ ایسی نگہیں تھی غمِ ہجر دوست میں	رونے لگا مجھے مرا غمخوار دیکھ کر
ہوتے ہی کامیاب وفا آگئی ہنسی	پیوست دل میں تیر کا سوا دیکھ کر

مینخانے کا نظام ہے محشر عجیب نظام
کھلتا ہے شیشہ جوشِ قوحِ خوار دیکھ کر

چلے جب ہم رہ الفت میں شقائق جفا ہو کر	مے ایک کس قدم پر آشنا نا آشنا ہو کر
نگاہِ لطف سے کیوں اتنی اُمیدیں بٹھا ہو	جیسے گا کس طرح کوئی سرا پا مدعا ہو کر
یہ اقبالِ اداؤں ناز ہے حدِ کرامت تک	حکومت کی دیارِ دل میں نئی بیوفا ہو کر
ذرا اے کس مہرِ سی تو لیا جفا سے خبر کرے	کہ یوسف کب رہے جین جنسِ ناز وفا ہو کر
جواب جاوہِ مقصد تھا اسکا ہر نفس گویا	مٹادی اپنی ہستی دوستِ چسپو فدا ہو کر
محبت میں تمکشِ زندگانی کچھ تو کام آئی	کیا خوش ہمنے اپنے دشمن جان کو غنا ہو کر
ترے وارفتہ کی دیوانگی تھی عینِ دانائی	بھلا بیٹھا زمانے کو محبت آشنا ہو کر
خدائی پھر گئی پھرتے نہ دیکھا چشمِ جانان کو	بڑی راحت اٹھائی ہمنے پابند وفا ہو کر
نہان جو قطرہ خون دل میں تھا مجموعہ ہستی	شروع غم میں نکلا آنکھ سے موج فنا ہو کر
انھیں ضد بات رہ جائے مری خواجہانی کی	مجھے کوششِ پلٹ آئے کوئی نالہ سہا ہو کر
بتاؤ تمکو اس حسنِ عمل سے کیا ملا محشر	بظاہر زند شربِ درِ باطنِ پارسا ہو کر



ابتدا ہی ہو گئی میرے لئے انجامِ عشق	تجہِ پیامِ موت میں کچھ جاسمِ بنیا ہمِ عشق
-------------------------------------	---

<p>کوئی بھی سنتا نہیں حالِ دلِ ناکامِ عشق کس تکلف سے دیا ساقی نے مجھ کو جامِ عشق زندہ ہو جاؤں اگر ہو اس طرح انجامِ عشق اب اگر حینا تو پھر ہرگز دلیلیں نامِ عشق حشر میں جب گئے مست شراب جامِ عشق کتے کتے دفعۂ چپ ہو گیا ناکامِ عشق صد تو ان قدموں کے جو پہنچے قریب بامِ عشق</p>	<p>تر زبان میں سب کے سب تعریفِ حسنِ یار میں لے لیا سرمایہ ہوش و خرد کو ہاتھوں ہاتھ نزع کی انجمن میں سر ہوا نوحی دلدار پر میری بنیابی پہ اتنا کہہ کے وہ راہی ہو گئے ابرِ رحمت نے نکالے اپنے کیا کیا حوصلے سننے سننے قصہ در دگر کیوں نہیں دیئے پہلی ہی منزل پہنچی کو ہون میں یہ فرشتین</p>
--	--

ہنشینِ غم ہو چکا ششِ خبر ہے یا نہیں
اگر چکینِ نظرون سے نظریں آچکے پیغامِ عشق



<p>آنکھوں کی نذر کر دی ہمارا شوقِ جان تک دل خود ہی اڑ کے پہنچا اُس تیرے امان تک ٹڑپے گا شوقِ دل ٹڑپے غمِ جہان تک منہ تک پہنچی کا کیا ذکر آتی نہیں مخان تک فرقت کی رات آخر بتا بیان کہاں تک زندہ ہی کیوں رہینگے ہم وقتِ تہان تک کوئی خدا کا بندہ پہنچا جسے کاروان تک قسمت کو بھڑکے کیناں کی گرین کہاں تک</p>	<p>رستہ کسی کا دیکھا وعدہ کی شبِ یمان تک اے شوقِ زخمِ کاری بہت یہ چاہتی ہے انجام پر نظر ہو جو کچھ ہو عینِ راحت اظہارِ رنج و راحت اب ہو تو کس طرح ہو مانندِ شامِ تربتِ شب بھی بے سحر ہے تلوارِ باندھنے کی دکھلاتے ہیں ادائیں کتے ہیں پاشکستہ راہِ وفا میں گر کر اک سرِ زارِ سودے اک دل ہزار غم میں</p>
---	---

مرزا جو لازمی ہر مشکل ہو جلد آسان
محشر حیات آخر وقت میں ہو کہاں تک



رونا آتا ہو مجھے دیکھ کے بیماری دل کیا ہی ہنگامہ تھا ہنگام گرفتاری دل ہمسے پوچھے نہ کوئی حالت بیماری دل ہمسے پھر پوچھے گا وجہ گرفتاری دل یارب آسان ہو جلد ہی کہیں شوری دل کی گئیں تھین جو پے صحت بیماری دل جاؤ بس دیکھ لیا حسن طلبکاری دل	کس کلیجے سے بیان ہو سکے نا چاری دل زلف دلد ارکا بن بن کے بگڑنا سو بار بات کرنے میں یہ ڈر ہے کہ نکل جائے نہ دم دیکھے آئیے میں پہلے ذرا حسن اپنا خیریت سے شبِ فرقت کا گزرنا معلوم وہ دعائیں ہیں مری قبر پہ اب خاک بسر دیکھتے ہو نگہ مست سے میری جانب
---	--

زنگ خون سے کسی پیکانِ ستم پر محشر
کھینچ گئی صاف سی تصویرِ وفاداری دل



ناکامیاب ہو جو گئے جستجو میں ہم بزمِ عدم میں جاتے ہیں زینت کیے ہوئے	بیٹھے ہیں موت کی اب آرزو میں ہم ان کی گلی سے نکلے نہا کر لہو میں ہم
--	--



کتے ہیں کوئے دوست میں قلبِ خربسہ ہم	کیا ہو جو مرے بھی نہ اطمینان میں ہم
-------------------------------------	-------------------------------------

پوچھیں یہ کس طرح دل اندر دہکین سے ہم مانے ہوئے تمھیں کو مین باعث حیات کا فرقت کے غم مین اور یہ نازہ جنون بڑھا بھریا کیا کہ کے حالت بیتابی فراق یوں شوق نے مطیع تمنا کیسا ہمیں قربان حفظ راز کی قدرت پہ جان و دل	آنسو گرین تو کیونکر اٹھائیں زمین سے ہم کیونکر نہ پوچھیں راز فنا بھی تمھیں سے ہم سیلاب اشک روکتے مین استین سے ہم تھرا اٹھے حضور کی چین جبین سے ہم آنکھیں نہ چار کر سکے دل آفرین سے ہم جوابات تھی چھپا ہی گئے ہمنشین سے ہم
--	---



بے محل فریاد سے آخر گھٹی تو قیر عینم دلفریبی کی اداؤں سے وہاں فرصت کہنا پوچھتے کیا ہو مرے ماتمکدے کی زینتین بہل طرز تبسم کی یہ خاطر کی گئی	خون رُل لاتی ہو مجھے ناقد ری تاثیر عینم کسکو لکھوں کون پڑھتا ہو مری تحریر عینم ہو کہیں آئینہ حیرت کہیں تصویر عینم مسکرا کر چارہ کرنے دل کو کھینچا عینم
---	---

شاد دل محشر نہوں مین بہت صلت کی شب
کر رہا ہوا آسمان فتنہ گرد تدبیر عینم



جلوہ ترا جسدن سے سما یا ہو نظر مین دل خون کیا غم سے تو پایا یہ نتیجہ کل شام سے صبح نہ آئی کوئی آواز کھتا ہر یہ بیمار وفا چارہ گروں سے	جو ہو وہ مجھے دیکھتا ہے راہگزر مین فریاد بھی ڈوبی ہوئی کلی ہوا اثر مین سناٹا پڑا ہے ترے بیمار کے گھر مین صحت وہی ہے جسے ویا در و جگر مین
--	---

جس نے کئے ہیں جلوہ وحدت کے نظارے اک ننگ ہو رکھنا کسی چوکھٹ چہرین کو رہ رہ کے مجھے قوت جذبات نے مارا	لائیگا نہ وہ کثرتِ دنیٰ کو نظر میں سوئے نے ترے جیسے جگہ پائی ہو سر میں جب یاد کیا تجھ کو اٹھی ہر کس جگر میں
---	---

موسیٰ چلے ہیں طور پر تم کہہ دو یہ شعر بذام نہ ہونا کہیں ار بابِ نظر میں	
--	--

حیات و موت کی وابستہ ہو تقدیر چٹکی میں مرے اجڑے دل کو سب روحانی تعلق ہو ہٹا لیجاؤ بچا ہا میرے زخمِ دل تو جانوں کلیجہ پھٹ گیا اچارہ گریں کھینچ چکا پیکان شہیدانِ محبت کا یہ ہنسنے مرتبہ دیکھا اکھی حسن کے جذبات کا اعجاز اس آئے	دلِ عشاق پر نظر میں لی ہیں تیر چٹکی میں وہ ترکش ہیں ہوں ایزاؤک نگرن یا تیر چٹکی میں اگر رکھتے ہو تم کچھ قوتِ تسخیر چٹکی میں مرے جذبات سے دہنی ہو کیا یا تیر چٹکی میں تبرک سمجھے خاکِ قبر کو رہ گھر چٹکی میں لیے تو ہو دلِ مینا ب کی تصویر چٹکی میں
---	---

دوا اتری گلے سے جی اٹھا ہمارا غمِ شجر لبِ عیسیٰ کی ہو لے چارہ گر تائیر چٹکی میں	
--	--

وہی یہ پھول ہیں جن کو ابھی دیکھا تھا گلشنِ شاہ کہا تھکے دیکھا اور دنیو لے نام لے لیسکر یہ دنیا نقشِ پائے کا روانہ بنکر نہ رہ جا مردی ہستی کی دو باتوں میں شرحِ غصہ صریح زمانے سے تغیر سے خدا معلوم اب کیا ہو جوانی آئے ہی دوسو مے اللہ رمی نفرت	اگر کچھ اور ہی شے ہو گئی گلچین کے دامن میں جو اب گئے کہا تھو کون اب بیٹھا سرِ فتن میں اثر بھرنے کو ہم بھرتے تو ہیں فرما دین میں آگاہ دوست ہیں زندہ ہوں مردہ چشمِ دامن میں کہا ان گاہی وہ آب و ہوا ادنیٰ اہم میں وہی تم ہو اک آئینہ لیے پھر تھی بچپن میں
--	--

<p>مخالفت یا موافق دونوں کی چوڑنگ ٹھٹھے ہیں کہا تیرا اشتیاق وصل خنجر کوئی حد قابل محبت کا صائد وراس سوڑہ کہ نہیں سکتا</p>	<p>یہ کیسا درد ہے آواز ناقوس بہمن ہیں بزرگ روح ننگ آیا ہو رگماٹے گردن ہیں وہ دل لیکر سمجھتے ہیں کہ اب سب کچھ تو ان ہیں</p>
<p>سمجھ کر حکم فطرت جبر ہی کرتے رہے محشر دگر نہ سخت کلین ہیں مہی ہیں وضع سون ہیں</p>	
<p>اہل وفا کو لوٹے آہ و فغان کے ہیں کیا دیکھتا جو دل کو مرے لے حریف عشق اہل فنا کو روک نہ لے منزل حیات فرقت میں بات کر نیکی مہلت کہاں لائیں فرقت کی شب سپرد فلک کر رہا ہوں میں تھے سب کے سب کبھی رگ جان سے سو غریب</p>	<p>دنیا کے عشق میں طرے نام آسمان کے ہیں سب گھرے گھرے زخم کسی کی زبان کے ہیں دم لینے یہ وہ ہیں بہار لے جہاں کے ہیں یہ راتیں امتحان کی میں دن امتحان کے ہیں جو نالے یادگار دل بالادان کے ہیں برباد جتنے تنکے مرے آشیان کے ہیں</p>
<p>محشر جگر سے وسعت دل تک میں جتنے درد یہ سب دیئے ہوئے کسی آرام جان کے ہیں</p>	
<p>حسن و عشق آئینہ دل میں بہم دیکھتے ہیں جادہ تجربہ کاری میں نگاہیں ان کی پوچھتے فلسفہ موت کا حاصل ان سے ضبط گریہ جہاں دل سے دھوپیں اٹھنے لگی آگنی تکلیف حیات میں میں نہاں یہ راز آن ری محرومی دیدار کہ بھرتے ہیں اشک</p>	<p>وہ بہن دیکھتے ہیں اور انھیں ہم دیکھتے ہیں روش دہر جو ایک ایک قدم دیکھتے ہیں اپنی ہستی کو ہم سانس عدم دیکھتے ہیں آب و آتش کو شب ہجر ہم دیکھتے ہیں جھک کر کیا دیکھتے ہیں اپنا ستم دیکھتے ہیں ہنکھ سے محشر اگر حسن جنم دیکھتے ہیں</p>

<p>شباب تک رہیں عہد شباب کی باتیں اگر ہند مصلحت وقت تو بھیاں کرو فلک کے ظلم پہ مین نہیں رہا ہوں قہر میں خیال وصل کا فرت میں ہر عبت ای دل</p>	<p>میں کیا کہوں دل خانہ خواب کی باتیں کلیم ہم بھی سنیں کچھ حجاب کی باتیں پڑی ہیں کان میں کچھ انقلاب کی باتیں کر گیا یاد کمان تک وہ خواب کی باتیں</p>
--	--



<p>و فوج سے اتنی مری مجال نہیں ہزاروں مرتبہ دن بھر میں کام نہ دیتے ذرا سنو تو سہی سن کے مسکرا دینا حواس اڑ گئے سن سن کے واقعات کلیم جنون عشق دہان لے گیا جان بھلو ہمارا دفتر الفت ہے قابل عبرت سیاں حشر ہم ان تیوروں سوکے ہیں جفا سے عشق کسی سے عدم میں کیا کیئے</p>	<p>کچھ اُن سے کہ سکون تاب بیان حال نہیں عنم فراق کو پابندی فی سال نہیں بیان در در جگر ہے کوئی سوال نہیں حضور را تبوہ میں تاب عرض حال نہیں خیم فراق میں عشرت وصال نہیں کسی مقام پہ نام شب وصال نہیں کہ جیسے بھوکہ کسی سے کوئی ملال نہیں کہ ہم مذاق نہیں کوئی ہم خیال نہیں</p>
--	--

ستم کے بعد تقاضائے ناز حسن یہ ہے
خوشی سے کہہ بھی دو حشر کوئی ملال نہیں

<p>آپ کے پند ار کا کوئی گلہ باقی نہیں اپنا دل اپنے ہی ہاتھوں توڑ کر بیٹھا نہیں زور ہر اک جزو خون کا لیکیا عہد شباب گریہ پر پٹی آئی وفا کی داری</p>	<p>جب ہمیں کو تاب نہ ہو طر حوصلہ باقی نہیں جیسے اب دنیا کا کوئی مشغلہ باقی نہیں وہ جنون کا جوش اور وہ ولولہ باقی نہیں ہندہ پر دراب ہمیں کوئی گلہ باقی نہیں</p>
--	--

دل ہوا جس دن سو محشر سلسلہ جلیباں عشق زندگی کی راحتوں کا سلسلہ باقی نہیں	
لکھ لیا اسکو بھی قسمت نے لکھا روں میں فکر سے وصلت و فرقت کی یہ بدلا ہے مزاج بار اٹھا کین مری خاطر شکن آہوں کا ذرا کچھ بھی رکھتے ہیں اگر عقل و حواس ارجحان آئی میری شب فرقت کہ قیامت آئی	ضبط کا جس نے کیا ذکر دل افکاروں میں اب شمار اپنا ہے اچھوں میں نہ ہمایوں میں طاقت اتنی نہیں غمخانی کی دیواروں میں سمجھے مستان سے حسن کو ہر شیا روں میں رستہ کج بلا جس نہ نہیں تاروں میں
کر کے توبہ ہوئے سو باتوں کے محشر پابند کیا ہی آزاد تھے جب تک ہوئے غواروں میں	
شیعہ نرم عشق کی صورت سے میں فسرہ ہوں رہ نج و راحت دو لونگی لذت جی گہرا گیا	دیدہ ظاہر میں زندہ و حقیقت مردہ ہوں تم خفا مجھ سے ہوئے جیسے سے میں آدرہ ہوں
پوچھنے والوں سے محشر کہہ دو کیوں چھپ رہی کوئی بات اچھی نہیں لگتی کہ دل افسردہ ہوں	
مہصبت دل دار فتہ ایک ہو تو کہوں لئے ہوں دلیں جو مدت سن سکو تو کہوں حواس میں تو لے چارہ گر سنوں تیری میاں محشر یہ کہتے ہی کہتے دن گذرا وہ انکار و کنا جھکو اشاروں سے دم محشر نہ پوچھو چارہ گر و حال ہوں سراپا درد	نفاق کی نہیں باتیں میں سن سکو تو کہوں کوئی سننے نہ سننے تم اگر سنو تو کہوں کہا نہیں درہر قلوب میں سانس ہو تو کہوں تمہارے ہاتھوں جو گدڑی اگر کہو تو کہوں وہ اکں سے میرا یہ کہتا اگر کہو تو کہوں زبان سے کسی ایذا کا نام لو تو کہوں

بیان حال میں کیونکر زبان کھلے سر پر ہم	خدا کے واسطے اٹھ کر الگ چلو تو کہوں
کہانی دل کی سنی چپکے بٹھیک کر تو کیا	کسی جگہ برمی اچھی میں بول اٹھو تو کہوں
نہ پوچھ شوق کی حالت جو چپکے بیٹھنا ہو	خلاف ہی سہی لیکن جواب دو تو کہوں

وہ کہتے ہیں شربِ عہدہ کہو تو کچھ	میں کہہ رہا ہوں کہ ریاں ایک ہو تو کہوں
----------------------------------	--

اس اولے وہ مجھے ساغرے دیتے ہیں	کسی محتاج کو جیسے کوئی شے دیتے ہیں
وے کے ساغرے مجھے کس نطفہ کی ساقی نے کہا	دیکھتے جاؤ ابھی ہم تمہیں کے دیتے ہیں
ذکر دل چھپرے کچھ ایسی اداسے مانگا	کچھ سو ا اسکے نہ کہتی ہی ہے دیتے ہیں
چلے آنا کبھی مدفن پہ جو فرصت پاتا	یاد رکھنا کہ تمہیں جان سی شے دیتے ہیں

کوئی فریاد سننے یا نہ سننے کے محشر	حالتِ دل کی خبر صورت نے کہتے ہیں
------------------------------------	----------------------------------

کیسے ظلم نہان اہل غم جب یاد کرتے ہیں	اُبھر آتی ہیں چوٹیں دلی یوں فریاد کرتے ہیں
تھمارے دل جلوِ جیوت تم کو یاد کرتے ہیں	دھوپ اُٹھتے ہیں دسوا سطح فریاد کرتے ہیں
نہ جانے کیا گد رجاتی ہو زندان میں اسیر ہو	کسی کو جب کسی کے سامنے آزاد کرتے ہیں
غمِ فرقت میں جو حرکت ہو اپنی اضطراب ہے	کبھی چپ بیٹھ کر بہنسا کبھی فریاد کرتے ہیں
مبارکباد دیکھو لذتِ اید اسے مرجانا	تکلتی ہو دعا دل سے جو وہ بیدار کرتے ہیں
دیا رشتہ میں جب مٹنے والا کوئی ملتا ہو	ہمارے جاننے والے ہمیں بھی یاد کرتے ہیں
جہانِ غم میں جو زندہ رہی بعد اسکے وہ جانے	ہمارے دم میں دم جب تک کہ ہو فریاد کرتے ہیں
نفس کی تیلیہ نیرنگ رہے ہیں دن رات	حیات اپنی بسروں قیدِ جہت یاد کرتے ہیں

ابھی تک لوگ ذکر بہت فرما دیتے ہیں	گرامت دیکھئے اندری شہرت زخم الفت کی
مزار رنگان آئینہ عبرت ہے لے محشر	نظر پڑتے ہی اسکا حسن سیرت یاد کرتے ہیں
<p>ٹھکے ماندے کسی ہمارے پیار بیٹھے ہیں خدا کی شان یوسف اور سر باز بیٹھے ہیں بڑی مدت ہوئی ہم جان سے نیر بیٹھے ہیں نگاہ عام میں ہر چند ہم بیکار بیٹھے ہیں انگلہ بزم جانان سے سر باز بیٹھے ہیں جو کوئے دوست میں لذت کشاں بیٹھے ہیں سربالین یہ کس امید میں غمخوار بیٹھے ہیں</p>	<p>مریض عشق اٹھا دنیا سے ماتم دار بیٹھے ہیں جمال حسن سے ظاہر ہوا لکھا مہر کا ادھر بھی اک نظر اور موجد انداز بھی کہیں کیا جانفشانی زینیت بزم تصور کی دلی جذبات کی شدت کہیں جانے نہیں تھی ستانے والو تم انکو ستا کر کچھ نہ پاؤ گے دعا کا وقت بھی بیا جہنم کو ساتھ آخر ہے</p>
فریج اہل الفت عالم نیرنگ ہے محشر	کبھی مسرور بیٹھے ہیں کبھی بنزار بیٹھے ہیں
<p>چارہ ساز کچھ نہ پوچھو ہم کہاں ہیں دل کہاں شوخی دلبر کہاں میرا دل بسمل کہاں دل مرا تیری نگاہ ناز کے قتل کہاں لیکن آنکھیں ڈھونڈھتی ہیں جسکو وہ محفل کہاں ورنہ آسان ہونیوالی تھی مری شکل کہاں</p>	<p>در وقت میں کسی سے بات کے قابل کہاں اسکے انداز اور میں اسکی روش کچھ اور ہے یہ تصور بھی نیا اک زخم ہر وقت جھنا خوب دیکھے ہیں نئے نام و نشان تہی کھنکھن تمنے اگر نزع میں مجھ پر بڑا احسان کیسا</p>
آبلون سو پاؤں کے آتی ہیں محشر غار و شمت	پھوٹ پڑتے ہیں انھیں آسائش منزل کہاں

<p>نہ ہنسوا نہ جو فریاد کیا کرتے ہیں روز اسیران محبت پہ ہر زبان مشقِ ستم اس بنا پر ہے ہمارا بھی تقاضا ہے ستم شغلِ بیکاری فرقت کو نہ پوچھو ہم سے</p>	<p>اسی پردے میں تمھیں یاد کیا کرتے ہیں روز دو چار کو آزاد کیا کرتے ہیں کہ وہ ہر ایک پہ سید را کیا کرتے ہیں اکسی امید پہ دل شاد کیا کرتے ہیں</p>
<p>پوچھتے کیا ہو غمِ حیرین کیسا ہے مزاج چمپ ہین محشر بھی فریاد کیا کرتے ہیں</p>	
<p>سکونِ تڑپ کے ہو یہ اعتبار بھی تو نہیں مزا یہ ہو کہ کوئی غمگسار بھی تو نہیں خطا معاف ہو میں بادِ خوار بھی تو نہیں بلا سے چپ رہوں یہ اختیار بھی تو نہیں کہ قبل صبح میں امید وار بھی تو نہیں</p>	<p>نہ تڑپیں حیرت میں کچھ اختیار بھی تو نہیں کسی سے کیا کہیں جو حیرت میں گذرتی ہے اگر یقین نہیں زادِ کو پار سائی کا مری ہنسی ہو شبِ وصل ناگوار فلک عبث ہو مجھ سے شبِ انتظار نازِ اجل</p>
<p>خوشی ہو جان گولنے کی خاک اے محشر گلی میں یار کی جائے مزار بھی تو نہیں</p>	
<p>دل بھرا آتا ہو کیوں آنسو بھی جاتے ہیں کیوں ہوش بھی ہمراہ رنگِ رخِ اُٹھ جاتے ہیں کیوں درِ کعبہ قبر میں سب ڈن پھیلاتے ہیں کیوں ملکے دونوں ہاتھ سینے پر کھینچے آتے ہیں کیوں قافلے والے ہمیں چھوڑ چلے جاتے ہیں کیوں جو خطا میری ہو اس پر آپ شرماتے ہیں کیوں</p>	<p>شام وعدہ رنجِ کسانِ نظر کرتے ہیں کیوں دیکھیں کیا عالم دکھاتا ہو مالِ صبحِ وصل الفیہ دنیا میں اب بھی ہر زمین گیری کا شوق کیا دل بیمار کا کرنا ہے ماتمِ وقتِ نزع راہ میں خود ہی کہیں رہ جائیگی مثلِ غبار ذکرِ شامِ وصل پہنچتی ہیں نظریں کس لیے</p>

<p>شامِ فرقت پہ بھی اے محشر سیاہِ ظلم ہے چرخِ کاگنا ابھی سے آپ گھبراتے ہیں کیوں</p>	
<p>کیا تبائیں ہم کسی محفل سے کیونکر آئے ہیں ہو رہی ہے بحثِ ہم سے اور کسی دربان سے اپنی اپنی جا پہ سب کو شوقِ پاہوسی کا سب تو پچھا انگوٹھ میں اسکا کیوں پوچھا پٹال</p>	<p>سوطِ سج کے زخمِ لیکہ ایک دہر آئے ہیں بزمِ تبہ ہر تاشا نوک اٹھ کر آئے ہیں ایڑیوں تک گیسوِ دلدار ٹکرائے ہیں ذراغ کیسے تر میں ہر لیکہ دہر آئے ہیں</p>
<p>ہوش کی صورت اڑا جاتا ہر بات میں کیسے اے محشر کمان سے آپ اٹھ کر آئے ہیں</p>	
<p>ادب سے بیٹھیں وہ جنکو خوشی میں ہوش نہیں مریض در و درانی کی خیر ہو یا رب یہ کیا کہ شادی و غم میں ہی ایک ہی حالت اثر کی جان ہو ہر چند ایک ہی ہو فغان کیا تھا سحر کی شب ایک نالہ جا بھکا ہ</p>	<p>یہ بزمِ دوست ہی دوکانِ میفروش نہیں کہ آج صبح سے غمخا نے میں خروش نہیں میں عندلیب کی صورت سیاہ پوش نہیں تال نے کے مجھے عادتِ خروش نہیں بس اتنی ہکو خیر ہے پھر آگے ہوش نہیں</p>
<p>حواس آتے ہیں ذکرِ شراب سے محشر جہان میں کوئی مجھسا بھی بادِ نوش نہیں</p>	
<p>وہ دلوں کو گریہ اندھو پائے جاتے ہیں پھپھائے لاکھ جیسا آمد جوانی یار اکہی اور بڑے تیرگی شامِ سراق سپر و غبارِ شوقِ دلی ہر بات کا پاس</p>	<p>بڑی خوشی سے برابر ستائے جاتے ہیں انگہ سے اور ہی اند اند پائے جاتے ہیں چراغِ دیکھوں کہاں تک جلائے جاتے ہیں کہ بزمِ دوست میں ہم بے بلائے جاتے ہیں</p>

اب آگے راز محبت ترا خدا حافظ عجیب بات ہے یہاں میں امید واری بھی چلے ہیں چھوڑ کے زخمی کو چاندنی میں حضور	جو حق چھپانیکا ہم چھپائے جاتے ہیں کوئی خفا ہی رہے ہم منائے جاتے ہیں نئی طرح کا یہ مہم نکائے جاتے ہیں
---	--



ڈر ہے تم مجھو گے میرے دل نہیں منہ قسمت یہ ہو وصل حبیب دو جواب اسکا زبان تیغ سے کثرت غم سے ہوا احسریہ حال اتنا کمر اٹھ گیا وہ شمع رو تم تو جو چاہو کو غصے کے وقت	ورنہ ضبط در کچھ مشکل نہیں ہجر میں کوشش کہ ہم قائل نہیں لوگ کہتے ہیں کہ تم قائل نہیں ایک تیلادر دکاہے دل نہیں ہم نہیں تو رونی محفل نہیں میرا منہ شکوے کے بھی قائل نہیں
--	--

چھوڑا حشر آرزو سے وصل دوست
سنی بے حاصل سے کچھ حاصل نہیں

آئینہ صفت بزم میں حیران بھی نہیں ہیں کچھ خوف نہیں تم کو اگر جھوٹی قسم کا شاہد ہوں کہتے ہیں خود دستِ جنوں کو کیون قتلِ جہان پر نہ کر باندھے وہ ظالم تیری نگہِ لطف جیسلائے ہیں ہمیں کو کیون تم کو دم حشرِ ندامت ہے جفا پر عشاق سے کہتی ہیں اُس شوخ کی آنکھیں	خندان بھی ترے سامنے گریان بھی نہیں ہیں کیون منہ سے کہو صاحبِ ایمان بھی نہیں ہیں خود بخیر کن چاک لگے سب ان بھی نہیں ہیں دعویٰ ہو جسے عیسیٰ دوران بھی نہیں ہیں پھر جائے تو سوجان سے قربان بھی نہیں ہیں لو دیکھو ادھر سرِ بگریبان بھی نہیں ہیں بیا رہی ہر درد کے در مان بھی نہیں ہیں
--	---

محشر نہیں غیورن کو فراسو زجگر کا

پر دانہ بھی اور شمع فروزان بھی ہیں ہیں

دل لعل میں فرط سوز عجب جھپٹا ہے ہیں
ملیکی داد اہل عرش سے اس عارفشانی کی
اٹھایا محفل جانان سے جھکواں تصور نے
اجازت دو تو صد کردوں و کو دست نازک
ازیت و طرح کی فتح میں ہرگز نہیں نہ رہا
مریض درد الفت نے بنایا سب کوشش اپنے
دہان زخم کیا ترزان ہیں وح قاتل میں
مرے رونے کو سوز غم میں دیکھو شہم عبرت سے

وہی بجایا ہے مردہ حسرتوں کو رو نہ لے ہیں
یہ دلکی روح ہو تم جھکواں مجھے ہو کہ ناسے ہیں
ہمان کوئی نہیں ہمدرد جو ہیں دل میں
بڑی مشکل میں تھینے سینے سے پیکان نکالے ہیں
نہ یوں سینہ و قاتل جگر کے زخم آئے ہیں
اٹھے جاتے ہیں دل تیار داروں کے دھلے ہیں
کچھ اس راحت سے میری سینے سے پیکان نکالے ہیں
یہ آنسو انکی تصویر میں جھپٹا ہے ہیں

خوشامیداری قسمت کس ظالم کو رسم آیا

تریزانے بھی محشر کیا ہی در داگیر لڑے ہیں

کیا اسی شکل سے الفت کا صلا ہے ہیں
تیرے طے کے تصور جہنم و دین بے بحر
ہرچیز میں نالوں سے بہتر ہو کہ آہن کرین ہم
دادری چارہ گری کھدیا بچنے کا نہیں
درد مندوں کی کہانی نہ سنی خوب کیا
چپکے بیٹھے تو ہو محفل میں مگر یاد رہے
چارہ ساز نہیں یہ باتیں میں غم کے وقت

اتنا ہنستے ہیں کہ آفر وہ رلا دیتے ہیں
دردن بن کے مری نیندا اڑا دیتے ہیں
عیب ہو تیرے چلنے میں صدا دیتے ہیں
آپ پیار کو کیا خوب دوادیتے ہیں
باتوں باتوں میں مطلب کی سادیتے ہیں
بات پر ہم اگر آئیں تو ہنسا دیتے ہیں
ایسی حالت ہو تو پیار کو کیا دیتے ہیں

<p>شکوہ یار نہ قسمت کا گلہ لے محشر حضرت دل کو شب بھر دعا دیتے ہیں</p>	
<p>ہم جان دے کے شایق سیر ارم نہیں ظاہر کسی جگہ پہ نشانِ قدم نہیں ذریعہ زمین پہ چرچہ ہے تارے ہم نہیں کس نے کہا تھا تم کو مذاقِ ستم نہیں بے مدعا خوشی اہلِ عدم نہیں دلین ہزار غم میں مگر چشمِ غم نہیں تصویرِ اضطراب ہے نقشِ قدم نہیں</p>	<p>دل بستگی کو محفلِ جانان بھی کم نہیں کس ناز کی سے خانہ دل میں وہ آئے ہیں ادنا سایہ آخر ہے مرے انتشار کا بیکارِ مجتہد کھینچ کے خنجرِ بس پڑے سب جان لین کہ یہ بھی بڑی رازداریں کچھ پاسِ ضبط کچھ تری رسوائیوں کا ڈر ظاہر ہے اشتیاقِ مزارِ او وصل میں</p>
<p>لازم ہی پاکے شوق کو پاسِ ادب ضرور محشر یہ کوئے یار ہے دیر و حرم نہیں</p>	
<p>ہر درد کی جگہ ہے دلِ بقیرار میں ٹوٹا جو لڑکے جام کوئی بزمِ یار میں سوکار دان نہاں میں ذریعہِ خبار میں یاں دل وہاں زبان نہیں اختیار میں</p>	<p>کیونکہ نہ لطفِ مجھ کو ملے سلمِ یار میں اُن کر کے ہاتھ رکھ لیا دل پر لگی وہ چوٹ ایک آہ اگر کروں تو ہمیں اشکِ مدتوں اظہارِ شوق پر مجھے باتیں سناتے ہیں</p>
<p>محشر جب اپنی حد سے بڑھا عشقِ دلیرا ممکن نہیں حواسِ رہیں اختیار میں</p>	
<p>بیٹھے ہی بیٹھے دل نہ رہا اختیار میں کیا کیا اٹھا ہے دردِ دلِ بقیرار میں</p>	<p>سنتا ہوں کون کس سے کہیں بزمِ یار میں کیا کیا تڑپ تڑپ کے پکارے ہیں تم کو ہم</p>

<p>جاگا ہوں اس طرح سے شب انتظار میں جی جانتا ہے بیٹھے نہیں کوے یار میں جس جس جگہ تھا درد دل بتقرار میں اٹھتی ہو اک چمک سی دل بتقرار میں ٹھوکر جسے کبھی نہ لگے کوے یار میں</p>	<p>آنکھیں اجل کے بند کبھی نہ ہونگی بند راں آئے اسے خدا دل پر شوق کی لنگ رگ رگ سے اکے لیگیا چنگر خیال دوست موسمی کے واقعے کی جب آتی ہو ہکمیاد غش کھانے کا طور پر گرنا عجیب نہیں</p>
	<p>محشر نگاہ سوئے فلک مصلحت سی پھر بھی نظر جھکی ہی رہی کوئے یار میں</p>
<p>خدا جانے بس کی سطح پر سفت نے زندان میں چھپاؤں نوح کے طوفان کو کتبک چشم گرہ میں لے جاتا ہو فرط شوق محکمہ زہم جا نہیں ہیں پہلی جگہ کرنا ہے چکر قلب دربان میں درد دل خود ہی کھل جائیگا فوراً شوق نہان میں تری بتیا بیان کیساں ہیں صحر و گلستان میں کہ غم کو غم نہ سمجھا دل ہمارا شام سحران میں</p>	<p>بہت جلد آئی دل کو موت قید زلف جا نہیں ذرا چھپڑے غم سحران دکھا دوں عالم شوبی خدا را دم بھر لے بتیا کی دل بیٹھنے دینا نہیں کچھ دور زہم یا را اگر یہ مرحلہ طے ہو بہنشین گئے زخم کہنہ ناوک قاتل کی آمد پر کہاں لیجائیں تجھ کو ای دل وحشی کہ چین آئے امید وصل نے ہر حال میں ایسی رفاقت کی</p>
	<p>اکو محشر غزل اک ورکا ٹو وقت تنہائی کسی صحر کے جی پہلے مال شام سحران میں</p>
<p>یہ سودا اور آفت کا تھا درد عشق جا نہیں اثر کو چھوڑے دیتی ہو دعا بھی شام سحران میں جسے پالا ہو آغوش جبراحت ہاں نہا نہیں</p>	<p>بہت دن عمر ضائع کی علاج سوز نہا نہیں جلد ہی ہر طرح پر میری ہی قسمت کی ہی یارب عزیز جان و دل کیونکر نہ ہو وہ درد عاشقی</p>

زمین تک آگے دلی یادگارین خاکین لبتین چھٹب قید سگر کر ہے دل میں زلیخا کے شب غم رور ہا ہون شوق میں خون کو لہو سیاہی جیکے دن کی شام دفن ہی زیادہ تھی	بہت تریش بہان شب غم گہم آئندہ گریہا ہون بہر تقدیر کا می زندگی پوست زندان میں غرض یہ ہی ہر دن رنگ فاقہ تصویر جان میں نہ جانیں رات کیسی گزری قفس میں نہ پائیں
--	--

ابن اکبر نے نہیں سوئے قفس چرخہ اور محشر
جلگہ تھی اشک خون کی جہان بھاگتے ہیں

شرارت تیری کیا آئے بیان میں قیامت ہو گیا اُن سے یہ کہنا توجہ سے اگر تم حال پوچھو غم اجاب و نیرنگ زمانہ نہیں کچھ عشق میں درکار مجھ کو نہ اپنی حد سے بڑھ لے شادی وصل وہ دوستکے سہی اپنے تھے ایسکے	سنا میں لاکھ باتیں اک زبان میں تس بھی ہے دل نامہ زبان میں تو پھر دیکھو اثر میرے بیان میں بڑے جھگڑے میں عمر جادوان میں خدا و نداد اثر دین زبان میں کھٹکتا ہوں نگاہ آسمان میں بڑی راحت تھی ہکو آشیان میں
---	--

حقیقت کیا کہوں اس دل کی محشر
کہ جو کام آگیا عشق بتان میں

ہر اک منزل پہ راہ عشق میں سرور جاتا ہوں شہیدان وفا کو حشر کے دن فخر دکھانا ہے حقیقت رشک کی پھر پوچھ لینا سننے والوں حیات عشق کا پہلا یہ دن قسمت ہی اس آئے	حجاب ٹھٹھے چلے جاتے ہیں جینی دو جاتا ہوں نہا کر خون میں نہ خمدن ہی ہو کر چر جاتا ہوں اگر محفل سے اٹھو اتنے ہو سو ہو طور جاتا ہوں نہ پوچھو لڑکے والو کہاں سرور جاتا ہوں
--	---

<p>میں کچھ کہنے کو سوئے دلبر غور جاتا ہوں کیسی منتظر آکھوں کا بنکر نور جاتا ہوں</p>	<p>اگر اسے لذت گنتا میری بات رکھ لینا چلے میں مصر سے یوسف یہ کہکشاں کنعان</p>
<p>دیکھئے دیکھئے میں جنکو دور میں نظر نہیں آتا دکھانے آج اٹھیں گے اس کا ناسور جاتا ہوں</p>	
<p>اور اگر پوچھو تو وجہ امتحان کوئی نہیں اہل دل کا دوست زیر آسمان کوئی نہیں تم اگر آؤ تو پھر اسے میرے بھان کوئی نہیں پوچھنے والا ہم ایسوں کا جہان کوئی نہیں اپنی اپنی کتہی میں سب تڑپ کوئی نہیں طوفان طغی بھرتی میں نظر میں مہربان کوئی نہیں میری صورت کا مریض ناتوان کوئی نہیں یوں پڑے سناتے ہیں جیسی بیان کوئی نہیں</p>	<p>عشق میں دشمن مثال آسمان کوئی نہیں چھان ڈالی ساری دنیا میں وفا تو یہ کھلا دیکھئے میں گو کہ اک دنیا ہو خلو نگاہ دل کوچہ جانان کی آبادی کے صدقہ جیسے مثل دنیا حشر بھی ہو بنگاہ اختلاف مصر کے بازار میں یوسف کی صورت دیکھو پارہ گزے نبض جب دیکھی تو فوراً کھل گیا سکناں شہر خاموشان کی رحمت پرشار</p>
<p>غم بھی حشر ہو گیا اب جزو ہندیب جدید ہا کے جس صحبت میں دیکھا شادمان کوئی نہیں</p>	
<p>عشق اک جدا لہر روحانی ہی بیماری نہیں ہجر کی شب میں کوئی تکلیف بیداری نہیں دل پڑا رہتا ہوا اور آسومری جاری نہیں ایمرے ہمدرد یہ آنسو ہے پنگاری نہیں کوئی بھی پابند آئین وفا داری نہیں</p>	<p>عجیبی فصیح سے لیکن میری غمخواری نہیں جب کہ دل بہلا رہا ہو گریہ سب اختیار خفا راہ عشق کی کوشش کا تانک کھجے کس لئے گھر کے آنکھوں سے مٹائی آستین ازنا دیکھا ہر اک کو ہم نے شہر حسن میں</p>

کیا تعجب عالم ہستی میں طوفان ہو بسا ہجر میں کیا جانے دل پر مرے کیسا بنگلی خانہ صیاد کی راس آنکھی آب و ہوا رخ نہ سمجھے حضرت موسیٰ جواب دوست کا	اک قیامت ہو ہماری گریہ و زاری نہیں جسنے دیکھا کہہ دیا اب وقت غمخواری نہیں شکر کرتا ہوں کہ اندوہ گرفتاری نہیں آدمی وہ کیا اگر اتنی بھی ہشیاری نہیں
--	--



نہ تڑپیں ہجر میں کچھ اختیار بھی تو نہیں کسی سے کیا کہیں جو ہجر میں گذرتی ہے مری ہنسی ہر شب وصل ناگوار فلک عبث ہو مجھ سے شب انتظار ناز اجل	سکون تڑپ کے ہو یہ اعتبار بھی تو نہیں مزایہ ہو کہ کوئی غمگسار بھی تو نہیں بلا سے چپ رہوں یہ اختیار بھی تو نہیں کہ قبل صبح میں امیدوار بھی تو نہیں
--	---

خوشی ہو جان گنوانے کی خاک امی محشر
گلی میں یار کی جائے مزار بھی تو نہیں

یہ لطف دوست کی تیغ ادا سے ملتے ہیں اسی کے دم پر ہر وقت میں حسرتوں کی حیات مرنے کو عشق مجازی کے کوئی کیا جانے وصال دوست بقید حیات ناممکن ہم آنکھ حشر میں بڑھ کر سلام تو کر لیں	کہ زندگی میں گلے ہم قضا سے ملتے ہیں بڑے مزے دل غم آشنا سے ملتے ہیں یہ راہ وہ ہو کہ بندے خدا سے ملتے ہیں بشر کو عیش و ہرین وہ فنا سے ملتے ہیں یہ دیکھنا ہی بیان کس ادا سے ملتے ہیں
---	---

جہان میں معرفت اشیا کی ہند سی ہے محشر

دفا شعار ہیں ہم بے وفا سے ملتے ہیں

شام ہجرت ہے آنکھیں مجھ راہی ہو گئیں	خون و لگی دونوں ہر سچ ہیں کہ جاری ہو گئے
-------------------------------------	--

<p>رفتہ رفتہ سب تمنائیں ہماری ہو گئیں دیر پیسے سب بلائیں باری باری ہو گئیں جس سے سیدھی ایک پل نظر تھیں رہی ہو گئیں راحتیں جنہی تھیں نذر بے قرار رہی ہو گئیں</p>	<p>وہ ادا ہیں جو بڑھاتی تھیں غور و جست اب قیامت کا بھی رستہ دیکھتا ہوں ہجر میں سب بجای اپنی قسمت پر اسے جتنا ہونا نہ اب جو دل ٹھہرا بھی تو کیا فائدہ اسے دردِ بحر</p>
<p>محشر کی زباہد و نکلے سر با تھنی فصل گل رہن و ستارین برائے بادہ خواری ہو گئیں</p>	
<p>اگر قابو ہو اٹھا موت کے پہلو ہی مر جائیں جہنم وہ جگہ جہنما ہو جہنم مرنا ہو مر جائیں زبا نہ نام اگر جہنم کا آجائے تو مر جائیں کہ ساتھ اُنکے فلکِ دشمن جان سے جدا ہو جائیں گذرنے والے ایسی راہ سے جلدی گذر جائیں</p>	<p>یہ کم ہی نہیں اہل وفا مرنے سے ڈر جائیں فریج یا رکھتا ہو گرفتار ان الفت سے و رضی ان نعم الفت کی اب حالت یہ بھی ہو تری برگشتہ قسمت راہ چاکہ سٹوٹ ہو گئیں خطرین سطح کو ہر قدم پر کوئے قاتل ہیں</p>
<p>نزدشت عشق کے لائق نہ ہوں یار کے قابل ہجوم آرزو کو لیکے اے محشر کدھر جائیں</p>	
<p>دل پاس نہو تو راحتیں ہیں اپنے سے مجھے شکایتیں ہیں کیا کیا تیری عنایتیں ہیں ارمانوں کی ہمہ آفتیں ہیں تربت پہ مری قیامتیں ہیں اُسپر بھی ہزار راحتیں ہیں</p>	<p>اک دل سے ہزار آفتیں ہیں کہتا ہوں تمہیں بہت درد اپنا دل بھی دیا داغ عاشقی بھی اچھے رہے آپ وعدہ کر کے ظالم یہ عرصے قدم کی برکت گو کو چہ یار آسمان ہے</p>

مرنے کو حیات سمجھو
جنے میں بہت قبا حنین میں

اثر کی روح کہنے جسکو وہ افسانہ کہتے ہیں
اسی شمع بزم یار میں روتی ہی آتی ہر
اثر سے سننے والوں میں ہر اک نیت کا سناٹا
ہیانت کا شام وعدہ کی ہر صبحی خلوت آرائی
ہمارا ہی جگہ اک عالم اندوہ و حسرت ہی
ہر دم اتنا ہوا آخر تصدق ہونے والوں کا
شب فرقت غمش آنے پر مجھے ہنسیا کرنے کو
کمال غم پر خلوت میں کوئی تور و نیوالا ہو
ہنسی بیباختہ آتی ہو جنکو درد مندوں پر

زبان حال سے حال دل دیوانہ کہتے ہیں
کہ سب اس سرزمین کو مشہد پروانہ کہتے ہیں
ہم اپنی خانہ ویرانی کا جب افسانہ کہتے ہیں
کہ اب اپنے تصور کو بھی ہم جگانہ کہتے ہیں
ہمارا ہی وہ دل ہے جسے ویرانہ کہتے ہیں
کہ انکی بزم کو سب محض دل پروانہ کہتے ہیں
مری ہمدرد صبح حشر کا افسانہ کہتے ہیں
جلا کر شمع سوزِ دل کا ہم افسانہ کہتے ہیں
ہذا حق عشق میں ایسوں کی دیوانہ کہتے ہیں

فدا سو جان سے محشر وہ دم محبت کے
شہادت گاہ دل کو محفل جانانہ کہتے ہیں

بالین پہ کوئی مولس و غوار بھی نہیں
اٹھنے کا حکم محفل جانان سے ہو چکا
نا کامیوں کو اُسکے کھجے سے پوچھیے
بیاری فرق کی شکل نہ پوچھیے

لینے امید صحت بیسایہ بھی نہیں
اب میرے آشنا درو دیوار بھی نہیں
قسمت میں جسکی لذت آزار بھی نہیں
اتو زبان میں طاق گھٹا رہی نہیں

یہ دردِ حرم میں دیکھا ہی محشر کو بار بار
معصوم اگر نہیں تو خطا کار بھی نہیں

<p>وہ ان اجازت تشریح آرزو ہی نہیں ہمارے اُنکے بس اب کی گفتگو ہی نہیں وہ کیا ڈرے کہ جسے کوئی آرزو ہی نہیں جسے سلیقہ اظہار آرزو ہی نہیں مگر یہ کمال اپنی جستجو ہی نہیں ہوا یہ چاک کہ گنجائش رنو ہی نہیں</p>	<p>ہجوم گر یہ سے یہاں چشمیں لہو ہی نہیں سوال دیدہ وہ کہہ نہ سہیں قصہ طور جھٹکے چرخ ہو یا جو رنا زخوبان ہو عبث ہو در پردہ حرم میں دوا دوش آگی حیات رفتہ نہیں دوست جسکو با سبکین نزد و در دست اجل اپنا خلعت ہستی</p>
<p>جہاں شوق کبھی دل کے ساتھ تھا محشر وہ جسے مر گیا اب کوئی آرزو ہی نہیں</p>	
<p>اپنی بیتی یا کہ جاگ بیتی کہیں اب جگہ کی یا کہ دل کی سی کہیں مجھ سے دیوانے کی جو بیتی کہیں جس جگہ جو ہیں اُنہیں کی سی کہیں حالِ غم یا قصہ شادی کہیں تم نہیں سنتے ہو ہم کچھ بھی کہیں آج دل میں ہے کہ کچھ ہم بھی کہیں کیفیت کیونکر شبِ غم کی کہیں</p>	<p>ہم کہانی دوست سے کسکی کہیں درونِ خواہان میں وفا کی داو کے روزِ محشر اُٹھا کر یہاں میرا ہاتھ ایسی محفل میں غموشی ہی قبول اینا افسانہ ہے ہر اک رنگ میں دل سے ہم سنتے ہیں تم جو کچھ کہو ہو نہ ہی ہر سب سے پرسش روزِ محشر رونے میں ہچکی تو رگنتی ہی نہیں</p>
<p>ایسے ہمدردوں کو خوش رکھے خدا جو کہ لے محشر مے دل کی کہیں</p>	
<p>دل کی خاطر موت کا پیغام ہی الفت نہیں</p>	<p>بتلائے در و فرقت کو بھی رحمت نہیں</p>

<p>ناگوار شوق ٹھہرا ہو قرار اہل درد کس زبان ہو وہ کہے احوال لطیف زندگی تھک گیا ہوں استقدر طو کر کے راہ زندگی اُس زمین کا بھی خدا حافظ جا نہیں فتن کھدی لے شوق آنے والوں پر پیراں لے اسکا دل اسکا جگر اور کسے تیرور دیکھئے منظر شہر خموشان پر نہ ہنسنا چاہیئے</p>	<p>زخم ہی کی ہو خلش دلیں اگر حشر نہیں درد و فرت کو کسی پہاؤ جسے رحمت نہیں اپنے قدموں کی حد تک جاؤں ہیبت نہیں ہو یہ اک تعمیر بر باد ہی مری تربت نہیں کوچہ ولدا رہے یہ عالم وحشت نہیں غمزدون کے واقعے سنکر جسی عبرت نہیں کو رہا ملن ہی جو روشن دیدہ عبرت نہیں</p>
--	---

ہو گئی تکلیف شرع شاعری محشر معات
اب جنوں کا رہنیا ہے یہ زمین نصرت نہیں

<p>ہجر کی شب کوئی غمخوار کہاں سے لائیں چارہ ساز دن کو اشارہ دن ہی خصوصیت دشت حشرت میں ہر اک تازہ جنوں و شغلی حسن چہ جائے مساوات ہو اور عشق کا قول</p>	<p>چارہ ساز دن اب بجا رہ کہاں سے لائیں اتنی طاقت تیرے بجا رہ کہاں سے لائیں سرسے کرانے کو دیوار کہاں سے لائیں اتنی ہم گری باز رہ کہاں سے لائیں</p>
--	--

یہ عیادت کو نہ صبر کئے انہیں ای محشر
وہ برا وقت وہ آزار کہاں سے لائیں

<p>کس کا دل زلف میں تباہ نہیں اشک عاشق کو کہتے ہیں آنسو دیکھ کر آنسو ہنس دیا دم حشر بزم زلف میں سب برابر نہیں</p>	<p>رات کے کام کی یہ راہ نہیں دیکھئے والوں کی نگاہ نہیں کوئی بھی ٹھہر سادہ خواہ نہیں اتنا باز گدا و سہ شاہ نہیں</p>
--	---

جو نہیں جانتے رموزِ دنا	اُسے اور تجھے رسمِ وراہ نہیں
دیکھا انجامِ شمعِ وقتِ سحر محشر اب تابِ ضبطِ آہ نہیں	
سیکڑوں ظلمِ جانِ روزِ کئے جاتے ہیں عرضِ مطلبِ پر بُرا مان کے اتنا بگڑے	پھر اسی بزمِ مینِ ارمان لے جاتے ہیں اپنے ہاتھوں سے مری مہنت لے جاتے ہیں دیکھو دیکھو ٹھہرے ہشیار کئے جاتے ہیں
کامیاب اُٹھ کے چلے منہ پہ ہنسی محشر محفلِ دوست سے اک داغ لے جاتے ہیں	
کچھ کہا تھا کبھی اوغیرِ دہن یا دہنیں ہو گئی خدمتِ صیادین اتنی درست کر کے پروندہ زینِ محبت و ادبی عشق بزمِ جانان میں پہنچنے کی ہوئی ایسی خوشی چارہ گر کی یہ عنایت بھی بہت کافی ہے حشرِ نیرنگ کی اندامین نہ پوچھو کوئی دعا دیرِ طلبِ شوق کو تعجیلِ بہت حشرِ نیرنگِ وقت اگر ہے تو یہ ہے	کیا لافل ہو تجھے اپنا سخن یا دہنیں آشیان کیا ہو میں شکلِ چین یا دہنیں خوش نصیبی سے مجھے راہِ وطن یا دہنیں جیسے مجھ کو ستمِ چرخِ کسں یا دہنیں کہہ دیا دروے اندازے کسں یا دہنیں کس طرح اتنی تھی ماتھے پہ شکن یا دہنیں وہ مخاطب ہیں تو اندازِ سخن یا دہنیں کہہ کے ہٹ جاؤ حکایات کسں یا دہنیں
غم کا افسانہ وہ سنتے تو بگڑتے محشر پوچھنے پر یہ کہا شفقِ من یا دہنیں	
ہو ان وہ غمِ دستِ شبِ وصل بھی اتنا نہیں	لفظِ محبوبِ تجھے مانعِ سفر یا دہنیں

ابتدا قصہ فرقت کی ہے پیغام اجل کو چہ دوست میں مر رہے حیات ابدی ظلم پر اُنکو یہ کہہ کہہ کے ابھارا ہنسنے ہم صغیر و مری ہستی کی ہو اتنی مدت جسکی محفل میں گئی ہم یہی اکسر اُٹھے آہ سوزان سے نفس کیا ہو چین جل اُٹھا اہل باطن کی فنا بھی ہو حیات ابدی ہر نفس میں نگرانی نفس کی فکر میں	اسقدر یاد ہو اور آگے ہمیں یاد نہیں شکر کرتا ہوں کہ مٹی مری ہو یاد نہیں میری جان تم میں اندر سے تم ایجاد نہیں دور گزار میں جب تک کوئی صیا و نہیں کہیں دنیا میں علاج دل ناشاد نہیں پھر کبھی تاثیر کا قائل دل صیا و نہیں ہستی عشق وہ ہستی ہو چو برا و نہیں میں اگر قید ہوں صیا و بھی آزاد نہیں
---	--

اتیا نہ نگہ دوست پہ صد سے محشر
مر گیا میں تو کوئی قابل بیدار نہیں

ہم کو راہ شوق میں راحت کہیں ملتی نہیں اہل دل پر کج دفن میں کھلا آخر یہ راز کون ہو ہمارا حسن دوست ایدل تو بتا عشق میں تیرے سنوں کیونکر کون کیا حال نا تمام اپنی نظر میں ہو خم ابرو کا عشق	دوست لجا کے جہان وہ سرزمین ملتی نہیں سرزمین عشق میں راحت کہیں ملتی نہیں آئینے سے بھی نگاہ شرمگین ملتی نہیں مجھ کو مرغی کی بھی فرصت ہنشین ملتی نہیں جھکتے جھکتے پاؤں سو جب تک میں ملتی نہیں
--	--

انھیں کبھی عشق تصور ہی سے محشر لذتیں
اتو وہ صورت بھی ٹھونڈی ہو کہیں ملتی نہیں

نہ سنگ راہ عدو نہ غبار خاطر ہیں انھیں کے دل ہو کوئی پوچھے لذت غم ہر	خفا نہ ہو جو گلی میں تھک ساری حاضر ہیں انھیں کا عشق کوئی شہر ہو کہ صابر ہیں
--	--

کوئی چھپے گا کہانتک ادا شناسون سے انھیں ہی عازر زکات یہاں شکایت ضیعت قسم نہ انے کا ان سے جب کیا شکو یہ قول ہی ترے کہ جے میں مر نہیو لو نکا	مکاہ شوخ سے سب ل کر اظہار ہیں غرض کہ ملے سوسمت کے ہاتھوں قاصر ہیں و یا جواب یہ جھنجھلا کے بہتو کا فر ہیں چلے ہیں خلد میں اور خلد کے سامنے ہیں
---	--




سمجھتا ہوں یہ کہہ کے دل نوحہ کرو میں ہو امتحان عشق عجب سخت مرحلہ انگفتنی ہو وعدہ دلبر کا گو کہ راز عادت بگڑ گئی تو ہوا اور بھی جنون پہونچا سلامتی سے جو باز احسن میں یونہی جو سوز ہجر میں بڑھتا گیا جنون	دم بھر ٹھہر تو جاؤن تلاش اثر کو میں ترباکے پہلو دیکھ لوں خود ہی جگر کو میں جی چاہتا ہوں دل سے کہوں اس خبر کو میں زاوہ پر تیرے غش میں نہ رکھو نگا سر کو میں دل دوں گا ڈھونڈھک کسی سید اگر کو میں اک روز جل کے آگ لگا دوں گا گھر کو میں
---	--

محشم وہ آنکھ بھر کے اگر دیکھ لے مجھے
سینے میں رکھ لوں دلی جگہ پر نظر کو میں

دلی اہل جنون کی سیر گلشن میں نہیں چاروں کی زیست کا اشدنا تبند زیست ہجر کی شب سو میں سونا ہو چکوں میں سے خجھر قاتل کی دعوت کیا کروں اہو سوز عشق جیل رہی ہو کیسی دنیا میں ہوائے اختلاف کیا جھٹائے چرخ کا دیر نہ میں بھی دخل ہے	دم ابھتا ہو چہ خار و شست امن میں نہیں دام بہتی ہو رگین انسان کو تن میں نہیں یاں دل بیتاب ابھی مصروف شیون میں نہیں کوئی قطرہ خون کا رگائے گردن میں نہیں پھول تنہو میں وہ سب ہر نگ گلشن میں نہیں چھین امی محشم اسی باعث سو دین میں نہیں
---	--

<p>اسیے ہم کچھ بھی کہتے ہی نہیں اشک غم کچھ دن سو جتے ہی نہیں ہم تو کوئی بات کہتے ہی نہیں جو خزان میں چاپ ستے ہی نہیں</p>	<p>تم کو گے چپ یہ رہتے ہی نہیں کون سے ٹوٹے ہوئے دل کی خبر کہہ لو تم جو کچھ تمہارے منہ میں آئے فصل گل میں ہونگے وہ طائر سیر</p>
<p>صاف یہ ہر سنے والا چاہیے بے کے محشر تو رہتے ہی نہیں</p>	
<p>آج مقبول دعا مفت ہو گئے کہ نہیں ابا میں آمادہ فریاد میں رو گئے کہ نہیں مجھ سے ویران جو کہتا تھا اٹھ گئے کہ نہیں کوئی پوچھا کہ کچھ ہم سے کہو گئے کہ نہیں یہ تو تیرا دو کبھی چھپ گئے ہاؤ گئے کہ نہیں بولادہ شوخ نہیں اب چھپ چکی ہو گئے کہ نہیں اب کسی دن مری دو باتیں سنو گئے کہ نہیں</p>	<p>عرض مطلب کا ارادہ ہر سنو گئے کہ نہیں چشم غبار کے افسانے پر آتی تھی ہنسی کیا کہوں کشمکش شوق سرمفل دوست نامرادوں کی زبان منہ میں کیا بولیں ہنسی مار دینا ناز ہے ملکر چٹپٹنا شکوہ ہر کج کو جب طول ہوا حد سے سوا شیون دل پر بگڑتے تھے وہ مرحوم ہوا</p>
<p>معدلت کا قیامت میں ہو کیون چپا محشر تم بھی کچھ اچھی بُری آج کہو گئے کہ نہیں</p>	
<p>مر گیا شاید کوئی تازہ گرفتار جنون دن بدن بڑھتا گیا جتنا کہ آزاد جنون کہتے ہیں کوئی نہیں وار سے بیمار جنون گھسٹ رہی تو زندگی بڑھتی ہیں آزاد جنون</p>	<p>فصل گل میں سر دے گئی باز جنون آنکھ سے گرتی گئی رونق طلسم دہر کی چارہ سازوں کے دماغ و دل پر صدقہ جانیے کاوش فروخت ہو گیا تیرا دن کس عالم میں جنون</p>

<p>اک خدائی جان و دل سے ہو کر قمار جنون بھر بھی رکھا انتہا کا حفظ اسرار جنون یہ ہے معیار محبت یہ ہے معیار جنون دیکھئے اب اور کیا دکھلائے آزار جنون کیا خدائی بھر کے مجرم ہیں گنہگار جنون</p>	<p>کہہ لئے جاوین اگر اسرار حسن و عشق کے بخود ہی مین کوئی دیوانہ بھی کچھ کہہ گیا کو چڑ جان کا رخ دنیا سے منہ پھیری ہوئے عالم ہستی سے کوسوں دور لایا کھینچ کر دیکھئے جسکو وہ آمادہ ستانے کے لئے</p>
<p>پہلے شمشیر تھا اور اب انقلاب و ہمدردی پوچھ مبتلائے عاشقی ہوں اور یہیسا جنون</p>	
	
<p>کسی کو جو اور روانے ایسی دلگی کیوں ہو بہن مر نہ کاغذ پانے جینو کی خوشی کیوں ہو تینگ اگر غم فوج کے ہاتھوں خوشی کیوں ہو زبان پر کے شکوہ باعث ناراضگی کیوں ہو ذرا سی بات پر بدنام نام عاشقی کیوں ہو بگڑے وقت پوچھا جائے تو منہ پر شہ کیوں ہو مری عروسی قسمت فرغ ناز کی کیوں ہو جیسے اس بات کا کہ ناسخ کی نہ ہو</p>	<p>دم تھریا ہوجھ چھیر حسن و عشق کی کیوں ہو فراق دوست مین ایک لکھنؤ نون برائیاں دروایتاب ضبط اکدن شہیدانہ ہونا ہے وفا شیوہ ہمارا ظلم عادت اس سنگر کی جہاں تک بس چلا شور و فغان روکنے کی تہمتیں بھلا تم اور چرا دل سی شو کنے کی باتیں ہیں نہ اٹھنا ہی جال حسن کے پرویا اچھا ہو اثر تھریا مین کیونکر کھڑوہ عرض مطلب ہو</p>
<p>دل نا آشنا لیکر چلے ہو نرم جانان میں کسی دشمن چھ شہر اعتبار دوستی کیوں ہو</p>	

ہمتو خوش ہرین بہر جان مبتلا جو کچھ بھی ہو ہمتو اک چشم عنایت ہی پہ صدقے ہو گئے دیکھ تو لہین اک نظر تیری ادائے دلشکن کہ حقیقت چشم جان میں ہو تو کچھ بھی نہیں چشم ظاہر میں رہو تا کام مقصد ہی کلیم ظلم جانان ہو بہر تقدیر اک رزق فنا ہو خیال روح پرور اہل باطن کے لئے آپنے دنیا الٹ دینے کا رکھنا نام حشر حشر کا ہونا جو برحق ہو کہا تک انتظار	صاف کہد و جرم الفت کی سزا جو کچھ بھی ہو تیرے لطف سیکر ان کی انتہا جو کچھ بھی ہو جی اٹھیں ہم یا کہ آجائے قضا جو کچھ بھی ہو اہل دہکا گو کہ انداز دنا جو کچھ بھی ہو ہمنے نا طور پر جا کر صد ا جو کچھ بھی ہو ابتدا جو کچھ بھی ہو یا انتہا جو کچھ بھی ہو ماورائے اسکے تر از مرزا د جو کچھ بھی ہو بندہ پرور وہ بھی ہو اسکی سوا جو کچھ بھی ہو آج ہی جلوہ دکھا او خود دنا جو کچھ بھی ہو
---	---

در حقیقت ہم سمجھتے تھے کہ ہی رزق فنا

ہستی انسان کا حشر دنا جو کچھ بھی ہو

زندگی بیکار ہو دل میں وفا جب تک نہو دو گھڑی کے بعد تکلیف عیادت ختم ہے مطلب شکر و شکایت پر زبان کیونکر کھلے	دل نہیں تجھ پر وہ خوف خدا جب تک نہو بٹھے رہنا درد دل کی انتہا جب تک نہو تیری جانب سے ستم کی انتہا جب تک نہو
--	---



اپنی رفتار کا اعجاز دکھاتے جاؤ حشر انگیز ہے ہر چند تمھاری رفتار در در فرت سے میں رو کی منسا جاؤں سنکے حال دل بیتاب کہو کیا گزری	ہر قدم ایک نیا قنہ اٹھاتے جاؤ جب میں جانوں مری تقدیر جگاتے جاؤ متصل تم مجھے ہنس ہنس کے رلاتے جاؤ کچھ تو احوال دلی مجھ کو سناتے جاؤ
--	---

ہجر میں موت کو کس طرح بلاتا ہے کوئی	تم اگر جاتے ہو یہ کوئی بتاتے جاؤ
آئے ہو کو چہ جان میں اگر محشر	اپنی تربت کا نشان کیوں نہ بناتے جاؤ
<p>دور فلک میں ازل وفا کو خوشی نہو طاقت رہاے دل ہو میان غم فراق یان ہر نغان میں دلکا ہو ہو رہا ہر شک بیٹھا ہوں بیٹھنے دے مجھے ضبط شوق اگر فرقت میں اس خیال سے برسوں جیا ہوں ہر اک نفس میں لاکھ طرح کا ہو خوف جان بیٹھا ہوا ہوں منتظر وعدہ حبیب چشم کلیم دوست زینجا کا قول ہے احباب شمع و چادر گل ہو رکھیں معاف</p>	<p>ہوتا رہے جہان میں سب کچھ یہی نہو اے ہنسکے سننے والو یہ کچھ دلگی نہو وہ ہنسکے کہ ہے میں قیامت ہوئی نہو خوف اسکا ہو کہیں سر محفل ہنسی نہو وہ غم ہی کیا کہ جسکا نتیجہ خوشی نہو یہ درد دل ہو چارہ گر و دلگی نہو پروردگار صبح قیامت ابھی نہو شوق اور پسہ صبر کوئی دلگی نہو وہ قبر کیا جو چھائی ہوئی بیکسی نہو</p>
محشر ذاق توبہ پرستی کو اب سلام	کیا لطف زندگی کا اگر میکشی نہو
<p>ستم کا ماجرا ہم سے نہ پوچھو بنا دیا ہوگی شوق و لگن مابت جو گذری عشق میں ناگفتنی ہو حساب دوستان درد دل مثل ہو جوانی میں خبر ہے کسکو دل کی</p>	<p>جو ہونا تھا ہوا ہم سے نہ پوچھو ہمارا مدعا ہم سے نہ پوچھو خیالات و ناہم سے نہ پوچھو اٹھائی کیوں جفا ہم سے نہ پوچھو نہ جانے کیا ہوا ہم سے نہ پوچھو</p>

<p>خدا کا واسطہ ہم سے نہ پوچھو نتیجہ عشق کا ہم سے نہ پوچھو محبت کا فراہم سے نہ پوچھو تم اسرارِ وفا ہم سے نہ پوچھو</p>	<p>صنم کعبہ میں کیوں بن اور کیا بن خدا یاد آگیا ایک لک نفس میں دماغ و دل کو روحانی ہے تحریک مخمل ہر اک کو رشک ہو سکا</p>
---	--



<p>جو دیکھا جائے حالِ قلب مضطرب دیکھتے جاؤ نزاکت سے رک جاتا ہو خیر دیکھتے جاؤ ذرا اے رہروان کوئے دہر دیکھتے جاؤ مگر یہ مقتضائے شوق و دم بھر دیکھتے جاؤ مرا احوال بالین پر ٹھہر کر دیکھتے جاؤ کہ کوئی دیکھتا ہو نکو کیونکر دیکھتے جاؤ خدا کی واسطے لوحِ صفت در دیکھتے جاؤ</p>	<p>فدا برقی نگہ کے آنکھ بھر کر دیکھتے جاؤ تڑپ کے قلیل ناز کو دیکھو نہ دیکھو تم ہماری گرد و مان ہو اسے اڑتی آتی ہو جمالِ دل رہا ہر چند خرم سوز ہستی ہو اس کو تا جواب کا دم بھر میں آخر ہی چل جانا عجب کسبِ بینظاہرہ گہ میں اک تماشا ہے چلے ہوا کہ کفانِ خلوت شوق زلیخا میں</p>
--	---

نشانِ رنگِ فنا کو دن بدن بڑھتی ہو جابن
ذرا آئینہ ہستی کو محشر دیکھتے جاؤ

<p>عشق میں بی بھی و رسوائی جو رسوائی نہو ہجر کے غم میں اگر تابِ شکیبائی نہو خو برویوں کو اگر شوقِ خود آرائی نہو زندگی بھر چڑچڑیل ڈھکیں کھائی نہو جس کے بھر پور مسکراہٹ بھی کبھی آئی نہو</p>	<p>آبرو سے ہو اگر گرفت تو شیدا ئی نہو کیونکر سے دعویٰ وفا کا لے کوئی کیوں تم شوق خاک ہو جائے زمانے میں فروغِ آئینہ کیونکر نہ پیغامِ اجل ہو تیرا زامہ سکے لے اس سے پوچھا چاہیے محشر خوشی کیا چیز ہے</p>
---	--

<p>اساتھ میں مثل نفس ایذا رسان کوئی نہو تقتضیٰ قسمت کا یہ ہے ہنر بان کوئی نہو دل یہ کہتا ہے جہاں تم ہو وہاں کوئی نہو اے وہ بیاں جبر سر بان کوئی نہو جس جگہ رونے کو بیٹھیں وہاں کوئی نہو نالہ جب کیجئے کہ زیر آسمان کوئی نہو</p>	<p>ہستی سے وان چلے جہاں کوئی نہو کراہت سے سب ہو جو محو سکوت بیچے بریا یہی کہتا ہے شوق نہ وہ بہار ہی دو واجسکی کہیں ممکن نہیں اپنی ایک لاشک میں نہاں ہیں کھون کا راز تھوڑی راحت کو لئے سر پر ہو سب کا مظالم</p>
--	---

محشر انی اس تکلف بھی حریف شوق ہو
پردہ دار جلوہ حسن بتان کوئی نہو

<p>سنائے جاتا ہو احوال دل جہاں کس کو غم فراق میں چینی کی ہو ہوس کس کو ہمیشہ پوچھتا ہے کوئی ہمنفس کس کو سیر و گردون اسیر زمین اب نفس کس کو</p>	<p>سمجھ رہا ہے سفر میں یہ ہمنفس کس کو تو فی مستحکم آسمان سے کیوں ڈریئے رہا تو کیا نہ رہا قبر کا نشان تو کیا میں طول قید سے مرا ہوں یہ بتا دیا</p>
--	--



<p>خلوت میں دل سے ذکر محبت ہی کیوں نہو اس روشی سے رسم عداوت ہی کیوں نہو ہر چند چشم دل کو خجالت ہی کیوں نہو ما آ کہ ایسے ذکر سے وحشت ہی کیوں نہو بدستہ کفن کے دامن عبرت ہی کیوں نہو بہتر ہو شغل و اتم حسرت ہی کیوں نہو</p>	<p>دم بھر تلافی غم فرقت ہی کیوں نہو پوچھا مزاج ہنس کے مریض ان عشق کا اظہار شوق دید سے باز آئیگی نہ ہوسم دلکش ہو پھر بھی قصہ دیوانگان عشق مرنے کے بعد نہ کا چھپانا جو ہے ضرور ہیکار بیٹھنے سے شب ہو کیا حصول</p>
--	--

	<p>محشر بہاؤ اشک شہیدان عشق پر ہر اک نفس ثواب عبادت ہی کیوں ہو</p>	
<p>آج واعظ کے گلے ہاتھوں قدم لیتے چلو دلیہ بارہ رنج فرقت تا عدم لیتے چلو دل یہ کہتا ہے کہ تم بھی چشم غم لیتے چلو دوستو کیوں اس قدر جلدی ہو دم لیتے چلو حشر کے دن زخم پیکان ستم لیتے چلو</p>		<p>بتکرے جاتے ہو محشر آدم لیتے چلو عاشقوں کو کہہ رہی ہے بہت ایدہ پسند آندھیاں دشت محبت کی قیامت خیز ہیں لاش اگر اٹھی ہو میری دفن بھی ہو جائیگی ہر نظر باز و کا جمع داشتہ آید بکار</p>
	<p>ترک رسم کہنہ سے محشر خلاف وضع ہے چند تصویر تباہ سوئے حرم لیتے چلو</p>	



۵



<p>ہلا آتا ہوں اکثر صبح دم زنجیر میخانہ وہ یکیش بہوں کہ پہلو میں ہو اک تصویر میخانہ مرے ساتی خدا را کھول دے زنجیر میخانہ کہ اکثر دیکھتا ہوں خواب میں تصویر میخانہ بڑھاتے ہیں بڑھانے والے یوں تو قیر میخانہ جواب گوہ سینا ہو گئی تعمیر میخانہ رہی ہر وقت میرے ہاتھ میں زنجیر میخانہ کہ جس نے کھینچی ہو سوز نگ سو تصویر میخانہ</p>	<p>مرا دوں کا ہی گھر میرے لئے تعمیر میخانہ حقیقت اپنے دلی کیا کہوں کچھ کہ نہیں سکتا زبانیں ٹپکے کانٹے کمانتکناستیں آخر دماغ و دل کو بعد تو یہ بھی اتنا تعلق ہو تصدق شوق سے کرتے ہیں دلوں دوڑ غریب وہاں موسیٰ کو فتن آ یا یہاں بہوش میکش ہیں نہ چھوٹا سلسلہ جوش جنوں کا سیکشی ہیں بھی ہنگا ہیں اسکی جہم سکتی ہیں محشر چشم ساتی پر</p>
--	--

<p>گو کہ انسان جو ہر قابل ہے پھر آئینہ چشم بیگون سے کیسی یہ ہوا نیرنگ حسن جو ہر الفت کا ربط باطنی بڑھنے تو دو ان حسینوں کی نگاہ گرم کا اُن رزق اثر خلق میں لازم ہے ہر شے کیلئے حسن قبول کیون نہ کٹ جائے حسینوں ہی کو نظر میں ان اشک کیوں آنکھوں میں بھولائے جو ٹوٹا دل شک تغیر کا نہ چھوڑ گیا مریض سحر کو ہنسنے تم میں ہر ادا دیکھی نئی صبح وصال تھا معاصن کا پر حیف کچھ کھلتا نہیں</p>	<p>لن ترائی ہم نہیں دیکھے وہ رخ ہر آئینہ بنگیا ہنگام زینت رشک ساغر آئینہ خود ہی توجا بیگا حال قلب مضطر آئینہ ہو گیا اک ابلہ آئینہ سراسر آئینہ ہو گیا نامی بناتے ہی سکندر آئینہ صبح اٹھ کر دیکھتا ہو روئے دلبر آئینہ ڈھونڈ لینا اور کوئی اس سے بہتر آئینہ دیکھے ہی جاتا ہے شکل اپنی اٹھا کر آئینہ صاف کہہ دو تمہیں کیا دیکھا اٹھا کر آئینہ دیکھتے ہیں حسین خلوت میں کیوں آئینہ</p>
---	---

دیکھنے بیٹھے تو ہو اس خود نا کا تم سنگار
بن نہ جانافوظ حیرانی سے شمع شمع آئینہ

<p>ظاہر ہوئی جب مجھ سے وفا اور زیادہ فرقت میں بڑھی جتنی پریشانی خاطر یہ ظلم کے افسانے کا ادنیٰ سا اثر ہے کرتا ہوں طلب لکڑی میں جب عورت غم میں کس طرح نہ ہوں در محبت کو کریں ضبط اب بھر کے بیار کو قسمت پہ ہے نارش</p>	<p>ضد باندہ کے کی اُسے جفا اور زیادہ گھٹتی گئی تاثیر دعت اور زیادہ مشہور چھپانے سے ہوا اور زیادہ کہتا ہو کہ دے چھو نہ اور زیادہ ہر سانس میں بڑھتا ہے فرا اور زیادہ کر رہی گئی ہے ناز و نفاس اور زیادہ</p>
---	---



<p>کہ جو سانس آتی ہے وہ اعجازِ محبت ہے وفا کی آزمائش کے لئے نازِ محبت ہے مری ہر اک روش میں حسنِ اندازِ محبت ہے اگر سچ جائے قسمت سے تو اعجازِ محبت ہے جسے روح اثر کیے وہ آوازِ محبت ہے مگر یہ کیا کروں آنسو جو غمِ از محبت ہے جہاں پر زیرِ گرد و نثارِ محبت ہے نہ جانے اتھا کیا ہو یہ آفتِ محبت ہے مریضِ غم کی جو سبکی ہر اک نازِ محبت ہے کہ خاموشی میں پنہاں ذکرِ محبت ہے ابھی بگڑا ہی کیا ایسا یہ آغازِ محبت ہے</p>	<p>مرا جینا غمِ فرقت میں اک نازِ محبت ہے جھائے دوست کی ہمسے حقیقت پوچھ کر کوئی ترسی ہر اک اور امین دشمنی کے سیکڑوں پہلو فراقِ وصل دو نو میں حیاتِ دل لائے ہیں مری ہر حق و فاسدے طور کا دامن بھی حل اٹھا فراقِ دوست میں ہونے کی کلیں میں آنکھ نہ پھیر زیارتِ گاہِ اربابِ فنا وہ سرزمینِ نکلی بنا آتا ہوں دلی نحر اور کتنا جاتا ہوں سمجھ میں چارہ گر کی کچھ نہیں آتا تھیں سنبھلو پس مردن کسی سے ہم نہ بولیں میں نہ بولیں ہوئی براؤ خاکِ لہو میں جب وہ بولے</p>
--	--

کوئی پوچھے جو شرحِ عشقِ جاں کھدوائے محشر
خدا کی مین ہی دلسوز و مسازِ محبت ہے

<p>مرا ج دوست ای محشر کبھی کبھی کبھی کہ احوالِ دل مضطرب کبھی کبھی کبھی ہمارا وہ تم پرور کبھی کبھی کبھی زائے کائنات کبھی کبھی کبھی کبھی</p>	<p>جھائے ناگمان ہم پر کبھی کبھی کبھی طلسماتِ تغیر نے بنایا ہم کو دیوانہ تلون نے کیا اک حشرِ امید و کی دنیا میں جسے بیمار ڈالا چارہ گر بھی اُسکے بنتے ہو</p>
--	---

<p>و فرشتوں سے دن بھر بھی کچھ ہو کبھی کچھ ہو طریق کاوش اشتر کبھی کچھ ہو کبھی کچھ ہو تہائے دل مضطر کبھی کچھ ہو کبھی کچھ ہو دعائیں تیرے خیر کبھی کچھ ہو کبھی کچھ ہو کسی بزم سے اُنکے کبھی کچھ ہو کبھی کچھ ہو</p>	<p>قیامت میں اُنکے انتظار شام و عدد ہیں کمالی اُنکے فضا کے فضا و محبوزی کمال تک طول خط شوق وہ پڑھ کر کوٹھیں گے خدا یاد آگیا آخر جفا سے دست قائل سے وہی ہم ہیں وہی دل ہو مگر رنگ خیال نیا</p>
<p>نہ غصے کا پتہ پایا نہ محشر نہ بانی کا انکا چشم افسوں گر کبھی کچھ ہو کبھی کچھ ہو</p>	
<p>وہ زمانہ وہ لوگ ہی نہ رہے کیا رہا جبکہ آپ ہی نہ رہے غم ہے دل میں اور خوشی نہ رہے ساری دنیا میں کیا کوئی نہ رہے بات بیار حجبہ کی نہ رہے</p>	<p>جنسے تھا لطف زندگی نہ رہے آمد موت پر فدا سب کچھ دیکھ لی ہنسے عداوت عشق حد بتا دیجئے ستم کی بہین جب میں جانوں اجل کو ملتا دو</p>
<p>رہ کے دنیا کے عشق میں محشر شیخ و واعظ سے دوستی نہ ہے</p>	
<p>کہ میں شیدائے لہن لہن مرا شیدائے تباہی کہو تیرے تیرے حال و در و افراسے تباہی نہ سونا تھا نہ سویا رات بھر شیدائے تباہی کہ راحت اور مراد لینا اور شیدائے تباہی نہیں معلوم کیا آفت بھری تھی جا سے تباہی</p>	<p>میری صورت کے اور شہرت کے کیونکر جا سے تباہی سب سے پہلے کہ مجھ کو بھی جانیں کہ تھلا دو ہزار دن کروٹیں بدلا گیا ہی یاد جا نہیں بھلا ہر جہر کی شہرت بھلا ہوا و جانان کا سکھانے والے ہر کہیں کا شہر جان نگر اُٹھتی تھیں</p>

سکون درد پر موت آئی مجھ کو نیند کے بدلے	بڑا آرام پایا بعد مدت جا بے بتیابی
نہیں معلوم کیا گذری جو محشر یہ دعا مانگی	خدا دشمن سے دشمن کو نہ دے ایذا اسے بتیابی
<p>کسے ناخواندہ مہمان کتنی ہین پوچھو مری دل سے</p> <p>بہین ظاہر سوا ہر وقت کی بتیابی دل سے</p> <p>ہنسی کی ہے مجھ کو چارہ ساز نہ کی توجہ پر</p> <p>محببت اپنی اپنی اہل محشر بھول جاتے ہین</p> <p>فلک کے دور ہین کیا جانین کیسا انقلاب کئے</p> <p>کیا موسیٰ نے وہ کار نمایاں جو نہ ممکن تھا</p> <p>غمِ فرقت کی تاثیر اس ہو بڑھ کر اور کیا ہوگی</p> <p>سفینے کو خدا حافظ نہ کئے پھر تو کیا کیئے</p> <p>نکالا قدرت جذبات حسن و عشق نے ملکر</p> <p>وہ ساعت آگئی عالم دگر گون ہو نہیالا ہی</p> <p>وہ خوش تقدیر کو نہ بٹھینے پائے کہین ہم بھر</p>	<p>نکلا آیا کیا اکثر یہ معشوقوں کی محفل سے</p> <p>یہ بیماری وہ بڑے حسین کہ موت آتی مشکل سے</p> <p>سمجھ لینے خدا فی را زگو یا نہض لیل سے</p> <p>وہ باتین بے کلف پھر کین تھو لہ قاتل سے</p> <p>قرین مصلحت ہو دور رہنا ان کی محفل سے</p> <p>اُبھارا نقش برق حسن کو بتیابی دل سے</p> <p>کہ پہنے اپنے دلوں خود ہی پچا نا مشکل سے</p> <p>کہ موحین شل پیغام اجل آتی ہین ساحل سے</p> <p>مہ کنعان کو اپنے گھر سو اور لیلیٰ کو محفل سے</p> <p>حضور اُٹھ جائے منہ پھیر کر پہلوئے لیل سے</p> <p>نہ پچا نا مزاج دوست جس نے رنگ محفل سے</p>
جیات عشق ہین محشر خدا وہ دن نہ دکھلائے	کہ جانا اور پھر زندہ پلٹنا کوئے قابل سے
<p>ہمراہ مری روح کے ایسا تے پیش ہی</p> <p>فرما رہے ہین کوچہ دلبر ہین نہ جانا</p> <p>حرکت کسی صورت سے رکی ہو نہ سکوگی</p>	<p>جو سانس ہو وہ دل کیلئے تازہ خلش ہو</p> <p>ای حضرت ناصح یہ بھلا کیسی روش ہو</p> <p>جب تک ترے ناک کی مری دلین خلش ہو</p>

مشہور زمانہ تے سہل کی تپش ہو	دنیا کا درق تاجو کروٹ کبھی بدلی
مرزیکا کوئی مڑ ہی نہیں بادکشی میں محشر بھی عجب نگ کا آزاد نش ہو	
اک آگ برابر کی ادھر بھی ہو ادھر بھی جب تک نہ زبان میں ہو خدا داد اثر بھی یون کروٹیں لین در داد بھی ہو ادھر بھی یون دیکھ لیا انکو ہوئی کچھ نہ خبر بھی پابند ادب جتنے ہیں اُستے ہی نڈر بھی کیا داد نہ دینگے مجھے ارباب نظر بھی	جلتا شر عشق سے دل بھی ہے جگر بھی محبوب سے کیا فائدہ عرض مست پھوڑا ہوئی بین پسلیاں بتائی دلسے ہم جانتے ہیں ناز کی شوق نظارہ یہ اہل وفا شوخی دہر کے فرائی زخم نگہ ناز وہ دیکھیں کہ نہ دیکھیں
اب دیکھتے کیوں ہو حرکت قلب کی محشر کس منہ سے شب غم یہ کما تھا اکین مر بھی	
کوئی سنتا تو ہم بھی کچھ کہتے اتک آنکھوں سے اور کیا بہتے اس سے بہتر ہی تھا چپ رہتے ہو گیا بند بہتے ہی بہتے اور جیتے تو اور غم سہتے باقی ایام ہجر کیا رہتے	مدتیں ہو گئیں ہیں چپ رہتے جل گیا خشک ہو کے دامن دل بات کی اور منہ کو آیا جگر دل کے ناسور کی یہ حد دیکھی ہکو جلدی نے موت کی مارا متغیر ہے عالم امکان
سبھی سننے تمھاری اے محشر کوئی کہنے کی بات اگر کہتے	

ہم ایسے آشنائے درد بھی دنیا میں کم نکلیے	کہ جنکا چارہ گرسے حال دل کنوین دم نکلیے
کوئی لبیل کمال چارہ گر کا جب معرفت ہو	کہ منہ سے اُن نکلیے دل سے پیکانِ تم نکلیے
بنائے بیٹھا ہوں تصویرِ دل کی جی بھلنے کو	مگر یہ فکر ہی تیرے سے شانِ ضبطِ غم نکلیے

طوافِ کعبہ کا مقصود باطنِ محشر اب سمجھے
یہ سب اللہ والے عاشقِ حسنِ صہنم نکلیے

یہاں تک پہنچی سخی اثرِ فرقت میں نالوں سے	کہ خون آنے لگا پانی کے بدلے دل کو چھالوں سے
پریشانِ خاطر کی کا اُنہی عقدہ کس طرح کھلتا	جنھیں دنیا میں کبھی نہیں آشفۃِ حالوں سے
تلاشِ دوست میں جو جو مصیبت پہ گزری ہی	مرا اسکا کوئی پوچھے حرم کے جانے والوں سے
بہت دشوار میں آسان مسائل بھی محبت کو	شکستِ دل کے معنی پوچھئے نازک خیالوں سے
وہ عزیزِ عشق میں ہم ساکنِ دنیا کے حیرت میں	تعلق نہیں والوں سے نہ مطلب ہے والوں سے
نغانِ اہل لہر پہ نہ ہائے منزلِ عرفان	خدا یاد آگیا اہل جہان کو میرے نالوں سے
دکھا دو گنا ملاحظہ بھر غم کا ہنسے والوں کو	ذرا لے چارہ گر بانی کھل جانے سے چھالوں سے

فلک کو دیکھ کر بھر لینے آہ سرد بھی محشر
اگر ملت ملیگی سر اٹھانے کی ملا لوں سے

کھینچ کر آپ اپنی ہی تصویر دیکھا چاہیے	غم نے کی کس کس بجھ تاثیر دیکھا چاہیے
خیریت ہو امتحانِ نگاہِ محبت سے بعید	جینے والوں کا خطِ تقدیر دیکھا چاہیے
حشرِ نینتِ بین وہ اٹھیں گے چہرِ نقاب	جلے سیر عالم تصویر دیکھا چاہیے
آگے دشمن بھی بالینِ بردارے عشق کی	آپکو ہو کس قدر تاخیر دیکھا چاہیے

<p>خجنگل پہ رکھا جب ناز دلبری سے ہوش اُڑ گئے ہوں جھٹکے آواز دلبری سے رضت کبھی جو پا تا تم ناز دلبری سے شوخی ٹپک رہی ہے انداز دلبری سے پہو بجا کمان کمان تو اک ناز دلبری سے میرہ ہوا ہو پتھر اعجاز دلبری سے کبے میں کون آیا انداز دلبری سے</p>	<p>ظالم نے ہاتھ اٹھایا اعجاز دلبری سے سارے رگ مراں یاد آئے کیونکر آنکھ بتیابی جگر بھی کچھ دیر دیکھ لیسا زور شباب سے وہ بجلی بنے ہوئے ہیں آنکھوں سے تابہ شہرگ در قلب سے جگنوگ کھلیا میں دنوں آنکھیں چل سکے طور واعظ کس نے بتوں کو اپنا بندہ بنا لیا ہے</p>
<p>موسیٰ کی زندگی پر اڑتے ہیں ہوش محشر جاتی ہے جان در نہ آواز دلبری سے</p>	
<p>زندہ ہیں تو جینے کا کبھی نام نہ لینے کبخت سے اب کوئی کبھی کام نہ لینے پھر آنے کا دنیا میں کبھی نام نہ لینے پھر سمے کبھی آپ کوئی کام نہ لینے</p>	<p>جہتک کہ نہ مر جائیگے آرام نہ لینے گے قاصد نے کسی اچھی بُری کچھ نہ پٹے کے پہونچیں گے اگر خیر سے تا عرصہ محشر دل لیتے ہی بس عہد وفا حرف غلط تھا</p>
<p>محشر وہ نہ لین نامہ و پیغام بہارا کیا دلکی دعا بھی سحر و شام نہ لینے</p>	
<p>کوئی اتنا کہ ہے یہ تفریق ہے بیدار کی اس طرح ہمنے نفس میں خدمت صیاد کی پیش کی تصویر ہم نے خاطر ناشاد کی اے خدا کس پر کیس مفاک فی بیدار کی</p>	<p>وہ خفا بیٹھے ہیں سن سن کے صدا فریاد کی صرف تاثیر نہ لیا سنجی کیا دل کا ہو کون کہتا محشر کے دن داستانِ سن عشق حشر برپا ہو گیا خواب عدم سے سب اٹھے</p>

اُمّ و شوقِ نچ گردن پر جلی جب تیغِ ناز	دی صدا ہر قطرہ خون نے مبارکباد کی
میت کیا شامِ شبِ فرقت کی گویا ایک پل	زندگی کیا ایک ساعت ہو تھماری یاد کی

ہو اگر محشر غزل میں خواہشِ حسنِ قبل
چاہئے تقلیدِ تلمو میر سے استاد کی

مانا کہ عمر بھر تجھے ڈھونڈ کرے کوئی	قیمت نہو جو راہ پہ تو کیا کرے کوئی
جینا و نورِ عشق میں مشکل ہو اور محال	مرا بھی ہونہ سہل تو پھر کیا کرے کوئی
سائے جہان میں موت پکار آئی شامِ غم	چاکرِ مہینِ عشق کو اچھٹا کرے کوئی
در اصل لطیفِ زیست ہو ایدائے عشق میں	لیکن اگر خوشی سے گوارا کرے کوئی
پہلکے اٹھ گئے مری بالین سو چارہ ساز	درد ایک ہو تو اسکا مداوا کرے کوئی
مانا بُرا نہیں ہو خیال و فائے عسدر	امید ٹوٹ جائے تو پھر کیا کرے کوئی
قیمتِ دل شکستہ کی ہو اک بجھا ہ ناز	لازم ہو دیکھ بھال کے سودا کرے کوئی
دیوانگانِ عشق پہ عبرت ضرور ہے	دل میں خدا سے ڈر کہ تاشا کرے کوئی
ہر وقت شغل ہے انھیں ایجادِ ناز کا	فرصت کہاں کہ عرضِ تمنا کرے کوئی



کھٹی جاتی ہو طاقتِ نفیس میں ضبطِ بے ل کی	شکستِ رنگ سے آئینہِ حالت ہو گئی دل کی
سنوارے حلقہ اے گیسوئے جانِ تھمیرین	کمالین ہمنے کیا کیا صورتیں آزادیِ دل کی
کہا احوالِ سوزِ دل کا خاموشی کے پرے میں	زبانِ شمع ہو گویا ادبِ موزِ محسن کی
کہا انا تصورِ پنجہ میں مجنون نے بیسلی کا	جدھر جاتا تھا پر چھائیں نظر آتی تھی جھل کی
دیارِ عشق کا ہر ذرہ طومارِ وفا ہوگا	ذرا برباد ہونے دیجے بے مٹی مرے دل کی

<p>نگاہ عامین زندہ ہوں لیکن باطناً مردہ عدم کے رہبر دیکھو خواب مرگ جاے جلد ہی ہوا ہے خاتمہ باخیر کسی سخت جانی کا جمال حسن کے دیدار میں اللہ سری تیبانی</p>	<p>خدا دشمن کو کبھی یاد نہ دے تیبانی دل کی کہانی چارہ ساز و چھپرہ دو دوری منزل کی پرستش ہو رہی ہے آج کل شمشیر قاتل کی جواب برق کوہ طور ہر کر وٹ پڑ بسمل کی</p>
<p>نہ اٹھے بٹھیکر محشر زمین کوئے جان سے چلو اچھا ہوا مٹی ٹھکانے لگ گئی دل کی</p>	
<p>دست بیان کیا ہو تری جلوہ گاہ کی ہنگام دروہجر نہ پوچھو کہاں ہو نہیں دی جائے کیوں لکھے یہ نکیرین کے سزا یہ نفع صورت و برہی عالم وجود مردہ ہو تھی شراب محبت پہ مین و نما</p>	<p>قائم کہیں پہ حد نہیں ہوتی نگاہ کی دنیا ہی اور ہے مے حال تباہ کی دل بھی تو ایک نقل ہے فرد گناہ کی ہنگامہ خیران میں ترے دادخواہ کی دم بھر ہوئی نہ فکر ثواب و گناہ کی</p>
<p>محشر ہماری قبر اندھیری ہو کیا مجال مٹی لئے ہیں ساتھ کسی جلوہ گاہ کی</p>	
<p>مرنے والو جینے والو کا تھیں کچھ ہوش ہو سرفہ ساغر کھنچے آتے ہیں دور نرم سے جلوہ گاہ سن تک جانا کوئی آسان نہیں فاتحہ پڑھ کر نہ جانیں تم ہنسے یا رو دیے</p>	<p>حال سن سن کرتھا راجہ ہو وہ خاموش ہو شیشہ مے کی صدا بھی کس قدر پر جوش ہو ایسی ہمت کے لئے ایدل مقدم ہوش ہو آج کیوں مدفن شہید ناز کا گلپوش ہو</p>
<p>ہوئے شام شب غم بانہ سحر تک ہوئے</p>	<p>در دین ڈوبی ہوئی آہ آخر تک ہوئے</p>

<p>بجوردی را بہر منزل مقصود ہوئی کھل گیا واقعہ طور سے دنیا بھر کو اہل حسن ایسی ہی وادی کی ہنسنے والے</p>	<p>ابو گھر سے جب اٹھے یار کے گھر تک پہنچے تم وہاں ہو کہ نہ جس جا پہ نظر تک پہنچے دھونڈتے والو نکو جنگی نہ خبر تک پہنچے</p>
--	--



<p>ڈرتا ہے شام چہرہ روز سیاہ سے منظور ہو جو کوئی نہ دیکھے نگاہ سے اسرار شوق سینے میں نہان کئے ہوئے بیماری فراق کے افراط ضعف میں مانو نہ مانو حسن ادا کہ رہا ہی صاف کیا جائے کہ پھر ہوا کیا حشر آہ کا اتنی سی بات جسکی خدائی ہے منتظر کیون حال پوچھتے ہیں وہ فرقت نصیب کا اسی شوق دید رکھ لے ذرا غرت سوال جتنا لکھا ہو دل کے مقدر میں ہر طرح</p>	<p>دیکھا ہے تمنے دلوں میں کس نگاہ سے دل میں ہمارے آئے آنکھوں کی راہ سے موی پٹ کے آرہے ہیں جلوہ گاہ سے کیا کیا نہ ہم نے کام نکال نگاہ سے تم دل میں آنے والی ہوا آنکھوں کی راہ سے یہ علم ہو کہ رگ کی حشر نگاہ سے کیا باتیں آج کرتے ہیں وہ داؤ خواہ سے جو دلی آرزو ہی سمجھ لین نگاہ سے مثل کلیم میں نہ پھروں جلوہ گاہ سے سوز فراق سے ہو کہ برق نگاہ سے</p>
--	--

رضی رضائے دوست ہیں بندگان عشق
 مطلب ثواب سے ہو مجھ شمر گناہ سے

<p>تم آتے پاس تو لیون شرح آرزو کرتے کلیم صفت ارنی کہہ کے ہو گئے خاموش وہ کہتے ہیں کہ کوئی تو ضرور ہوگی غرض</p>	<p>کہ نذر چشم کھجے کا ہم لہو کرتے ہزار رنگ سے مطلب کی گفتگو کرتے کسی کو یون نہیں دیکھا ہے دل لہو کرتے</p>
--	---

تری زبانیہ فدا ترے وعدہ کے صدقہ رموز عشق میں کیا گو گو معاذ اللہ فلک کے دور میں کیا خوش نصیب ہیں ہم سہیٹ لائے ہیں کچھ خاک کوئے جاں لگی	تمام رات کٹی دل سے گفتگو کرتے کسی کو بھی نہ سنا صاف گفتگو کرتے تمام عمر ہوئی خون آرزو کرتے حواس اُتے تو پھر دلی جستجو کرتے
---	---

یہ دن نصیب کیا دن دورِ چرخ میں محشر کہ دل میں آرزوے ساقی و سبو کرتے
--

کئے دیتا ہے جدا عشق کا آزار کسے بزم میں واقعہ طور بیان کر کے حضور درِ مندغمِ فرقت میں ہو دم بھی باقی ماہل زیت سمجھتا تھا کوئی مرنے کو	ڈھونڈتا ہے سہرا لین کوئی بہار کسے پوچھتے ہیں کہ ہوا بجز سرست و دیار کسے چارہ گر بیٹھے ہو کر تے ہیں ہشیار کسے رونے کو آئے ہیں غمخانی میں غمخوار کسے
--	---



کیا کہیں اسکے سوا اور حقیقت دل کی وہ بھی دن تھی کہ منگو نہ خوشی تھی کیا کیا تھیں سچے سہی اک قطرہ خون ہو بس بس محفل دوست کو بس دوسرے کو لیتے سلام ہنسی آتی ہو تھیں دیکھ کے بتیابی حجب میں تو میں تم بھی جو دیکھو تو نہ پہچان سکے ہجر کی رات ہو کہ اُٹھ رہے اوگر دن اُٹھ پھر طور یہ اکا رہیں اے موسلی	اک نگاہ غلط انداز ہے قیمت دل کی ہائے کس منہ سے کریں آج شکایت دل کی اور کیا اسکے سوا ہو گی حقیقت دل کی کیا خبر تھی کہ یہ ہو جائے گی حالت دل کی روا آتا ہو مجھے دیکھ کے صورت دل کی کیا سے کیا ہو گی دور و زین صدر دل کی آزمائی ہیں منظور ہے قدرت دل کی اتنی سی بات میں کیا لکھ گئی عز دل کی
--	--

جی بھی سکتا ہو وہ جس پر عنایت دل کی	اتنا کہ کسی مجبور کا بس رک گیا دم
خلوت دوست سو یہ کہے آٹھ آیا محشر اہل دل کیا پونہین سنتے ہیں مصیبت دل کی	
شام سے تا صبح بند آنکھیں کئے بیٹھے ہے اس سے کیا حاصل کہ تم دلیں لئے بیٹھے ہے دلبر رکھے ہاتھ لاتے کئے لئے بیٹھے ہے ایک تم ہو بارہ گلوں پئے بیٹھے ہے	دل یہ کہتا ہوا اب آتا ہے اب آتا ہو کوئی جان نثاروں پر ہر ضبط غصہ بھی طرہ قسم ہجر میں شور و فغان ہو باعث افشائے راز ایک ہم ہیں اس ادا کو دیکھو بخود ہو کے
محشر ایسی کی داغ و دلی قدرت پر نثار محفل دلدار میں جو ہے پیئے بیٹھے ہے	
ہر جھائے نار واپر دل دعا دینے لگے جلدی جلدی چارہ گر جو دوا دینے لگے بے خطا پایا جنھیں انکو سزا دینے لگے اس طرح پر آئے مجھش میں ہوا دینے لگے سن لے تجھ بھی تو اُن کی صلا دینے لگے وہ جواب اس طرح ایک اک بات کا دینے لگے ہم صغیر آواز پر میری سدا دینے لگے چارہ گر کہو جو بے سمجھے دوا دینے لگے	اتنا اے عشق یہ ہے غم مرا دینے لگے اور بھی بڑا امر یضآن محبت کا مزاج حسن کی دنیا کے لوگوں میں سیاست دیکھا اہل دل کی آہ سے پردے پر حرم حسن کے اہل دل کی گفتگو میں چاہیے اتنا اثر اُسے کے ساتھ ٹوٹا دل بھی منت عرض حال بس بس عشق تو انجی اثر کی حد ہوتی جان اس آزار سے بچنا خلافت عقل ہو
دلبری بھی عشق میں ہو کیا ہی احسان عظیم محشر اپنی جان تم جسکا صلا دینے لگے	

<p>قدم قدم پہ نشانِ مزارِ راہِ مین ہے خضدِ رہی کا فقط انتظارِ راہِ مین ہے قدم قدم پہ تصدیقِ بہارِ راہِ مین ہے سوا و ملکِ عدم تک غبارِ راہِ مین ہے کہ کون رہزنِ صبر و قہرِ راہِ مین ہے</p>	<p>گذرِ محالِ سیرِ کوئےِ یارِ راہِ مین ہے شہیدِ ناز کی تلاشِ اٹھی ساتھ ساتھ مین سب چلا ہر کون یہ لگشت کو چین کی طے اٹھا کے ابرِ صیانِ آہون سو جان دی گئے میانِ منزلِ عشقِ اسکی ہے خبر کس کو</p>
<p>ملی نہ منزلِ الفت کی اتہا محشر ادل سے جو ہر غریب الدارِ راہِ مین ہے</p>	
<p>ہو گئی دنیا و مافیہا سے آزادی مجھے کیا ہی راس آیا ہی شغلِ خانہ بربادی مجھے ہاں ذرا دکھلائیے تو شانِ جلالی مجھے اب نہ دکھلاؤ اخذِ ایا صورتِ شادی مجھے</p>	<p>دے چکا جو شِ جنونِ جفا دیں بربادی مجھے جاکے صحرائے جنونِ مین پائیں سوا زادیان سر پہ نہ آیا ہون مین صدمہ نگاہِ ناز کا استقرار و ناظرِ ہی آخر تکھین بہ گین</p>
<p>چپ ہون محشر کو کہ دل پہ بس گئی دنیا سے غم شرم اسکی ہو گئے کوئی نہ فریادی مجھے</p>	
<p>صدقے اس سبکیں کی حشر پر کہ جو خاموش ہو آج کس کا سر ہمارے زینتِ آغوش ہو آج کیون دفنِ شہیدِ ناز کا گلچین ہو آج کل شام و سحر لو اور تریب و روش ہو</p>	<p>تیس اک عالم کو اظہارِ غرض کا جوش ہے حشر تک بزمِ انصاف کی نہویا رب حشر فاتحہ پڑھ کر نہ جانے تم ہنسے یار و دیے یون دکھاتے پھرتے ہیں تازہ جوانی کی بہا</p>
<p>کسی سے جبکہ ذکرِ سوزشِ پروانہ آتا ہو</p>	<p>ہر اک جملہ زبانِ میری تیا بانہ آتا ہو</p>

مری شوریدگی وجہ تماشہ ہے زمانے کو دلیلِ خانہ بربادی ہو یہ اندازِ وحشت میں وقارِ اہلِ عشق اتنا ہی کافی ہے محبت میں سراپا چشم بند کہ محفلِ دلبر میں آئینہ جہانِ روئے کی کو دیکھا ہو کوئی دنیا میں بہنسی بلے اختیار آتی ہے ہر اک سنو تو اکو سنبھل بیٹھو ذرا ایسنے والو میرے قصے کے خدا معلوم کافی ہونہ ہو میدانِ قیامت کا قدم رکھنا نہیں آسان تجلی گاہِ الفت میں	جدھر جاتا ہوں سب سے کہتے ہیں وہ دیوانہ آتا ہے جہان میں ہر جگہ مجھ کو نظر ویرانہ آتا ہے کہ شعلہ سرو قد اٹھتا ہے جب پروانہ آتا ہے پے نظارہ اندازِ معشوقستانہ آتا ہے مری مردہ دلی کا یاد اُسے افسانہ آتا ہے زبانِ غیر و حجبِ عشق کا افسانہ آتا ہے قیامت ہوگی ذکرِ فرقت جانا نہ آتا ہے لئے اک عالمِ وحشت ترا دیوانہ آتا ہے اجل کی رہبری سے شمع تک پروانہ آتا ہے
---	---

ہر اک ذرہ ہی قبرستان کا محشر عالمِ دیگر
نظارہ ہر کج غفلت سے نظرویرانہ آتا ہے

پاؤں میں صحت موافق ہو اگر تقدیر بھی صاف تو یہ ہو مگر نے دل سے کچھ بس نہیں جب تم آنا محشر میں اپنی صفائی کے لئے ہاتھ ہی نازک فراہمی ہو تو پھر کیا پوچھنا جلگیا جب طور برق حسن سے سمجھے یہ ہم اک تصورِ دو طرف ہو کام کیونکر بن سکے	سناک سے بدتر ہو ورنہ چارہ گر اکینہ بھی کیا ملا وعدے کی اُلے گو کہ لی تحریر بھی احتیاطاً ساتھ رکھنا خونِ بھری شیر بھی ہاتھ اٹھائے لیتے ہیں جیسے سب سے تقدیر بھی کیا بڑی شے ہو زیادہ گرمیِ تقریر بھی دیکھتے ہیں زخمِ دل بھی کھینچتے ہیں تیر بھی
---	--

ہر کج محشر اتنا زود دست دشمن کیون نہ ہو
ہو وفا بھی دل میں پوشیدہ کیس کا تیر بھی

<p>ایک دل کو دو طرح سے روچکے لو ہنسو بھی کہو لکڑی ہنس روچکے دل پکار اٹھا اٹھا بس سوچکے جو ہمیں روتے ہم ادکھو روچکے اے خدا یہ دن بھی جلدی ہوچکے نیند ابھی آئی ابھی وہ سوچکے</p>	<p>آنسو ونگ ساتھ آنکھیں کھوچکے دم الٹا سر تھامے ضبط سے جب شب بچا گیا تیرا خیال مر گئے ارمان تو بد لادل مرا ختم ہے ہر اک مصیبت بعد حشر ہی تلون کا اثر راحت میں بھی</p>
<p>صبح حشر آئی ہو اے محشر اٹھو پہلوئے غفلت میں برسوں سوچکے</p>	
<p>یہ وہاں قبر سے فریاد ہے قید ہیں نالہ مگر آزاد ہے کون بزم دوست میں لگا دے جد جودہ اپنی جگہ آزاد ہے اس طرف فریاد پر فریاد ہے شام فرقت ہم ہیں اور فریاد ہے باتھ ہے اور دامن جلا دے</p>	<p>مریٹوں پر چرخ کی بیدار ہے کہہ رہے ہیں عندلیبانِ نفس یہ تماشا دیکھنے آئے ہیں ہم حشر میں کیوں ماریں شکوہ ہر دم وہ شب وعدہ ہیں خوابِ نازین داد لینے تجھے غم کی اور فلک حشر کا دن آیا اب کیا پوچھنا</p>
<p>پھر نہیں معلوم محشر کیا ہوا بس نقاب اس رخ سے اٹھنا یاد ہے</p>	
<p>واقعی تم بڑے ہشیار ہو جس جاو بھی کچھ تال نہ کرو حضرت دل آؤ بھی</p>	<p>دل بھی مانگو مراد اور آپ ہی شراؤ بھی کوچہ یارین یا مر گئے یا وصل ہوا</p>

وعدہ وصل کی تم جیہی قسم کھاؤ بھی	جو حسین ہیں انھیں پابندی ایمان کیسی
	مندرزاہد سے الگ رکھو طریقہ اپنا مخل دہر سے محشر میں اٹھو آؤ بھی
مگر ستم ہے وہ خوف خدا نہیں کرتے کسی سے تیرے سوا التجا نہیں کرتے علاج خودی تقدیر کا نہیں کرتے ثنائے شوخی رنگِ خانا نہیں کرتے جو ہو چکی ہو کبھی وہ جہا نہیں کرتے شکایتِ ستم دارِ با نہیں کرتے کہ ہم کسی کو کبھی خط لکھا نہیں کرتے وہ وقت ہر کہ اعزاد و انہیں کرتے	ہم اُنکے ظلم پر چپ ہیں گلا نہیں کرتے ہر اک امید ہمارے ہے تجھ سے وابستہ وہ کہہ رہے ہیں مریضانِ سحر سے ہنس کر بُجھی سے کہتے ہیں ہاتھوں میں لگے خون مرا اسی سے ہم ستم اچھا دم کو کہتے ہیں نقان سے اپنی غرض ہو بیانِ حالتِ دل جو اب خط نہ لکھیں وہ مگر یہی لکھیں مریض درِ محبت کا اب خدا کا فظ
	زبانِ شمع ہو اپنی زبان لے محشر بیانِ سوزِ عینِ جاگزا نہیں کرتے
تمہی مرنے کی آرزو نہ گئی آج تک پیرہن سے بدنہ گئی تیری ابتک ستم کی غونہ گئی پھر ملو تم یہ آرزو نہ گئی ہم کو بھی عداوتِ رفا نہ گئی تھک گئے پاؤں جب تھجو نہ گئی	مر گئے ہم مگر یہ خونہ گئی کبھی اون کو گلے لگایا تھا محشر میں بھی ہیں تیرے یوں پہل لگے ہوش و حواس وصل کی صبح زور دستِ جنون کا کم نہ ہوا اب تصور میں ڈھونڈتا ہوں اُسے

<p>نہ کیونکر روئیں تقدیر ہی کچھ اور کہتی ہے خوشی اور غصہ دونوں میں بہم تڑکھون میں اوڑا کر ہوش میرے دل کو بھی سینے سے لیتا جا فراق دوست میں صبر اور کچھ کتا ہو کھنکھاتے مرضی جو لطف چارہ گرسے مطلق کیوں ہیں دعا میں مانگتے ہیں دوست میری اچھے ہوئی خداوند! بغیر انجام کرنا شام وعدہ کا</p>	<p>دم وعدہ تری ظالم ہنسی کچھ اور کہتی ہے نظر کچھ اور کہتی ہے ہنسی کچھ اور کہتی ہے ایسے بے دید چشم مست ابھی کچھ اور کہتی ہے مگر آفت یہ ہر دل کی لگی کچھ اور کہتی ہے روشن ہنسنوں کی وقت جا کھنکھاتا اور کہتی ہے مگر تکلیف دل کے درد کی کچھ اور کہتی ہے دل پر شوق کی سید غمزی کچھ اور کہتی ہے</p>
---	--

بظاہر بارسائی کا بڑا دعویٰ ہے چشمہ کو
مگر نہ درون سرائی دوستی کچھ اور کہتی ہے

<p>پایا یہ لطف حسرت وصل حبیب سے حافظ خدا ہو ہجر میں اسکی حیات کا ارباب دل سے در محبت کا قول ہو الدر سے تعلق خاطر شب مشراق جینا دبال ہو گیا مشکل ہوئی ہر موت رفقہ نازہ حشر کا ہنگامہ کر گئی دور فلک میں جیتے ہیں کس طرح اہل دل سمجھائے دیتے ہیں تجھے ادبائی سستم آخر صدا کا نام ہی منہ یاد ہو گیا بتیا بیرون پہ میری یہ دشمن بھی کہتی ہیں</p>	<p>پڑتے ہیں تیر قلب و جگر پر قریب سے نفرت ہی جس مرض کو نام طیب سے مر جائیے رجوع نہ کیجے طیب سے آئی ہو روح جسم میں نام حبیب سے باز آئے صحبت دل فزوت نصیب سے گزر لے کون میری لحد کو قریب سے پوچھینگے ہم کبھی کسی آفت نصیب سے ڈرنا ضرور چاہیے آہ غریب سے پوچھو مذاق درد دل عند طیب سے چشمہ تجھے خدا ہی ملائے حبیب سے</p>
--	---

<p>بڑھا کر دل نے الفت اک حسین سے اگر ہم بات پر آئیں رُلا دین نہ چھیڑو میرے دل سے قصہ وصل چلین عاشق علاج سوز دل کو سوال وصل پر چپ ہو کے اُسے جواب اشک و سیما پنا دل ہے دل نازک کی اندری مسترت</p>	<p>عداوت باندہ لی آہستہ ہمیں سے تھیں بھی قصہ قلب حزن سے ہنسی اچھی نہیں اندو لگیں سے خنا چھٹتی ہے دست نازنین سے کہی دل کی نگاہ شہ لگیں سے کہ گر کر پھر نہیں اٹھتا زمین سے وہ ٹھکراتے ہیں پائے نازنین سے</p>
--	--

جہان شک تھا ترے نقش قدم کا
 مٹھا محشر نہ مر کر اُس زمین سے

<p>جانتے ہیں کہ محبت کا مال اچھا ہے جان و ایمان کی طلب و راغصہ کی ہم نے جگر صفت شمع نہ دیکھا کچھ بھی دل سے جاتی رہی ایسے غریب وطنی زندہ چھوڑے گی نہ بیمار کو ہرگز یہ خوشی</p>	<p>تیرے عشاق کا ہر حال میں حال اچھا ہے چشم بد دور یہ انداز سوالی اچھا ہے لوگ کہتے ہیں کہ ایذا کا مال اچھا ہے ہم نے جب سن لیا اچھا باب کا مال اچھا ہے دفتہ آئے کیوں کہ نہ رہا مال اچھا ہے</p>
---	--

سر نہ انغم دلداہین بیٹھو محشر
 کہ یہ آئینہ نیرنگ خیال اچھا ہے

<p>ہلکی ساری خدائی آہ کی تاثیر سے پہلے اُس کے ہاتھ میں طرح کی شوخی نہ تھی پہر کی شب ہر گھڑی تھی اس قدر سواں رُوح</p>	<p>دل مرا زخمی ہوا الفت میں ایسے تیر سے یہ ادویا رنگائی نے تری تصویر سے چاہتا تھا دم بیکل جائے کسی تیر سے</p>
--	---

<p>مدا یہ تھا کہ مر جائے کسی تدبیر سے آپ جسکو قتل کر ڈالیں نگہ کر تیر سے بنگئے سب درد آخر خوبی تھدی سے</p>	<p>ہر ادا اُس نے دکھائی اپنے جو حسن کو اُسکے منہ پر نور و انکوں نہو بعد فنا ابتداے عشق میں سمجھے تھو اراں جبکہ ہم</p>
<p>خطایہ تھی کہ کہا تھا ذرا بھگاہ ملے تو لب تک نے کی حرف دعا گوارا ملے کوئی تو دوست دم پرش گنہ ملے نہ جانے کیا ہو جو اس شوخ سونگاہ ملے مسح سے بھی اچانک اگر ننگاہ ملے یہ مدعا ہی مجھی سے تری بنگاہ ملے</p>	<p>چلے وہ تیر نہ جن سے کہیں پناہ ملے ہجوم یاس جو دم بھر کدول سہٹ جائے یہ جستجو لے پھرتی ہے حشر میں جھک کر عواس اڑ گئے جب دیکھی برخی کی ادا وہ نالوان ہوں نکلیا و سوج آنکھوں سے میں اپنے تار نظر کی بنا رہا ہوں نقاب</p>
<p>دل اُنکا دکھئے کا محشر یہ کب گوارا ہو خدا کرے کہ اثر سے نہ مہری آہ ملے</p>	<p>چشم پر ہم ہاتھ دلبہ رنگ سب خفیت ہے موت عاشق کیسے آسان مگر مشکل ہے ہر کچھ سمجھ کر عکس کی صورت وہ دلیں آئے ہیں حال دل پر جہت قدر تیسے ہنسا جاوے چارہ گر کی کوشش بجائے ارا ہی ہمیں نہ جھکائے حشر میں کیوں آتا ہر محشر کوئی</p>
<p>آپکے بیمار کی تصویر کیا تصویر ہے دلو ضبط آہ بھی گویا قضا کا تیر ہے جانتے ہیں آئینہ رونق وہ تصویر ہے خیر دیکھا جائیگا آج آہ بے تاثیر ہے یہ اُسکے ہاتھ سے نکلیگا جس کا تیر ہے کسی ہجر میں قیامت میں گریان گیر ہے</p>	<p>چشم پر ہم ہاتھ دلبہ رنگ سب خفیت ہے موت عاشق کیسے آسان مگر مشکل ہے ہر کچھ سمجھ کر عکس کی صورت وہ دلیں آئے ہیں حال دل پر جہت قدر تیسے ہنسا جاوے چارہ گر کی کوشش بجائے ارا ہی ہمیں نہ جھکائے حشر میں کیوں آتا ہر محشر کوئی</p>

<p>حسن کی جلو سے میں کیا حیرت فراتا تیر ہے آپ نے بھی کچھ سنا افسانہ گو نے کیا کہا جذب کو کسے دوست کی معنی مجھے بتلائی کون دے چکے درد محبت میں مسیحا بھی جواب میرے غمخوار کی آ باری نہ پوچھو اے دلکش کھینچ لینا سینے سے اک سانس میں کل نہیں اے شب غم سپہ تیرے طول کو گدے کی کیا بے صحت مددوں میں بھی جو اس آئین تو خیر</p>	<p>مخل جانا نہیں جسکو دیکھنے کی تصویر ہے ساری مخل رو اٹھی وہ پُر اثر ہے شوق و انگیر ہے یا موت و انگیر ہے اب ہی آنے کر جسکے ہاتھ میں اکسیر ہے ایک میں ہوں اک کسی محبوب کی تصویر ہے پس صرف اسکا کیا ظالم کہ تیرا تیر ہے شام کے پہلی ہی جسکا رنگ رخ تیر ہے یہ نہ پوچھے کوئی درد دل کی کیا تاثیر ہے</p>
--	--

دوستو! کو کہ محشر کو دکھائیں ہم تمہیں

مخل جانا نہیں جتنی جاگتی تصویر ہے

<p>شباب آتے ہی دیکھے کوئی ادا ان کی جہان میں جسے سنئے وہ جان دیتا ہی سناٹ حضرت ناصح میں اور کیا کرتا اُسے بجز دل ریز آشنا سمجھتا کون یہ جذب پرکشش حسن اسکو کہتے ہیں</p>	<p>کہ اور ہو گئی کچھ چشم فتنہ ز اُن کی کیسے بچائے کسے مرنے سے ادا ان کی وہ جو کہا کیے بیٹھا سنا کیا ان کی ادا اشاروں میں جو کر گئی ادا ان کی نگاہ ملتی ہی دل سے گئی ادا ان کی</p>
---	---

رگوں سے کھینچ کے دم آکھو میں آگیا محشر

اب اور دیکھیں دکھائی ہو کیا جفا ان کی

<p>یہ دل میں آتو میں تصویر جان کی کئے والے میان شہ رانی آفتوں کو بھولے جاتے ہیں</p>	<p>اے کچھ منہ سواں بول ٹپکے حیران دیکھنے والے مجھے اور یار کو دست و گریبان دیکھنے والے</p>
--	---

<p>سحر کرتے ہیں کیونکر شام ہجران دیکھنے والے نہ پوچھیں حال مجھنے نہ تم نہان دیکھنے والے زمین ہشیا رنگ بزم بہان دیکھنے والے کہ کیسے چپ کھڑی ہیں ویران دیکھنے والے بڑی شکل میں ہیں تگمیری جان دیکھنے والے ہنسی روکے رہیں چاکر بیان دیکھنے والے</p>	<p>کوئی اتنا دکھاؤ نہ کر قماران الفت کو سمجھ لیں میں اپنا آپ ہی اندازہ ایذا کا قریب صبح نیز نگ فلک بھی دیکھنا ہوگا امید و یاس کا دیکھو تا شا اپنے کوچے میں نہ آنکھیں بند ہوئی ہیں نہ ہر دیدار کا یار مذاق بے محل ہو و چشمیوں میں برہمی ہوگی</p>
<p>چلو محشر غم فرت کاٹنے ماجرا پوچھیں جو زندہ بچکے ہیں شام ہجران دیکھنے والے</p>	
<p>پھر گئی تقدیر پہنچا کر سہ منزل مجھے لیگیا یوں اس گلی میں اضطراب دل مجھے دفعۂ شوخی نے تیری کردیا سہل مجھے خود اٹھانے کو اٹھا وہ رونے محفل مجھے یہ نہیں معلوم کسے کردیا نامہ سہل مجھے کیا پریشان کر رہا ہے اضطراب دل مجھے</p>	<p>مگیا غش دیکھ کر اس شوخ کی محفل مجھے سانس لینا بھی جو دم شوق میں دشوار تھا چپکا بیٹھا دیکھتا تھا جلوہ تمکین نامہ کیا ہی رس آیا ہو میرا بے تکلف بیٹھنا ہر ادا میں تیری سوجھ بوجھ میں رشک قطل لاکھوں طعنوں سے ہے میں برہمی پر زلف کی</p>
<p>صبح شام ہجر محشر انتظار مرگ ہے ایک مشکل کٹ گئی باقی ہر اک مشکل مجھے</p>	
<p>موت تیری او دل خانہ خراب کے کو ہے یا قیامت یا ترا ہمہ شباب کے کو ہے ہوشیار کے اہل دنیا القلاب کے کو ہے</p>	<p>خوش نہر انکا اگر حسن شباب کے کو ہے اور ہی صورت پہ ہر کچھ دیک عالم کی روش ہجر میں نالے مئے مثل صدائے صور میں</p>

کوئی حد بھی آخر افتخار سے رموز عشق کی	نام تیرا لب پہ وقت اضطراب کے کو ہے
ڈر کے مارے حشر میں دامان قاتل چھٹ گیا	جبکہ تیور سے ہوا ظاہر عتاب کے کو ہے
لگ گئے کی انھیں محشر سزا پاؤ گے تم جس قدر آئی ہنسی اتنا عتاب نے کو ہے	

اُس تم پیشہ کو حسرت رہ گئی تعزیر کی	ہنہ خود ہی جان دیدی جب کی تقدیر کی
پر خطر ہو کس قیامت کام و شت جنون	ہر قدم پر بٹھی جاتی ہے صدا زنجیر کی
صبح دم آگئے کو دکھلا دی بیداری کی شکل	بات رکھ لی تنہ میرے نالہ شبگیر کی
اپنے اپنے جذب پر قلب جگر میں بحث ہو	ہلکو ہو گی مفت بدنامی شکست تیر کی
لیجے لے حضرت دل قاصد آیا نامراد	آرزو سی آرزو تھی آپ کو شہر تیر کی
آپ کے ہاتھوں انڈیا میں بھی بڑھ جاتا ہو لطف	جائستان ورنہ خلش ہوتی ہو نوک تیر کی
انتہا سے یاس اس کا نام ہو اسخ از دوست	بیرخی بھی اٹھ گئی جو تھی مری تقدیر کی
شام وعدہ بہر آرایش او دھڑلے کھلین	ہم ادھر سلجھانے بیٹھے ہیں گرہ تقدیر کی

عشق میں محشر بنی اچھی بُری کوئی نہ بات
زندگی کچھ طرہ لکھی مرنے کی جب تدبیر کی

طلوٹ دل کا بھی کرتی ہو دعا میری	مزا دکھاؤ نگاہیں لیکاجب خدا میری
لگا کے ہاتھ شکر نے راہ بی اپنی	میں پوچھتا رہا آخر کوئی خطا میری
جلا لیا مجھے آیا جو دیکھنے دم نزع	نگاہ یار سے شرمندہ ہو قضا میری
کیا ہو وعدہ وصل اسنے آگے قسمت ہو	جرا پنا کام تھا وہ کر چکی دعا میری
خدا کرے کہ نہ دیکھے نگاہ غیب کبھی	وہ بیرخی تری ظالم وہ اتجا میری

<p>جو زندگی ہو تو انجام دیکھنا محشر مٹھیں ستم ہو مبارک مجھے وفا میری</p>	
<p>سو بلا میں ساتھ لیکر شامِ فرقت آئیگی جاتے جاتے جا ہیگا غصہ مزاجِ یار سے اگر دل پر شوق کب تک تجھ کو وصلِ دوست شامِ وصل اگر یہ خروہ دے گی مجھ کو اجل سمجھیں گے بیار غم گویا کہ زندہ ہو گئے ہم سے پردہ اکجائی جلوہ رفار دوست</p>	<p>اس طرح آئیگی جسدِ دلکی شامت آئیگی آتے آتے کام میرے مری منت آئیگی ہو رہیگا کچھ نہ کچھ جب تک ساعت آئیگی ہم بھی ہمراہ آئیگی جب صبحِ فرقت آئیگی جسدِ آنکھیں کھلنی کی انین طاقت آئیگی دیکھ ہی لینگے تجھے جسدِ قیامت آئیگی</p>
<p>اس ستم سے عبث ہو شکوہ پیدا آج چپ رہو محشر کبھی آخر قیامت آئیگی</p>	
<p>محبوب جانتا ہوں میں دلو وہ ناز ہے افتادین مان لیگی ہوں جب صولِ عشق لاتا ہو کوئے دوست میں مجھ کو ہزار بار واغظ سو اتنا سنتے ہی کیا خوش ہوئی میں ہم مر گئے مگر نہ ملا اسکا کچھ ہر تپا ٹھو کر سے گرد گردِ فوسبی کا مجھ نہ</p>	<p>اور کیوں نہ کہ اس میں نہان پیرا راز ہے کس منہ سے پھر کہیں کہ فلکِ نقہ ناز ہے سچ پوچھئے تو دل بھی عجب حیلہ ناز ہے جہ تک کھلی ہو آنکھ در تو بہ باز ہے گیسے دوست یا شبِ وقتِ داز ہے جب جانیں تگور زور جوانی پہ ناز ہے</p>
<p>محشر دواعِ صبر کا ہنگام آگیا وہ شوخ آج کھینچے ہوئے تیغِ ناز ہے</p>	
<p>آئینے میں دیکھ کر اپنا شباب گتے ہوئے</p>	<p>ڈال لی منہ پر نقاب حسنِ شریاتے ہوئے</p>

<p>صبح وصلت حسین تھا دامن ترا جاتے ہوئے اٹھ گئے وہ میرے پہلو سے فیر جاتے ہوئے لو کٹنا اچھا نہیں ہوتا کین جاتے ہوئے بھول بلجائے یہ دیکھے نہ کھلاتے ہوئے جس نے خاتمین کھین دیگھا ہوش راتے ہوئے</p>	<p>ہجر میں اس ہاتھ کو جامہ درمی سو کام ہے یاد کر لینا ادائے پیر خشی فرقت میں تم پر چھتے ہیں نغمہ میں اجاب کیوں حالت مری خوشدلی کی محفل جا نا نہیں جدا ہو کر کو تھی اس نگاہ کو دلیں رکھ لیجے اگر قابو چلے</p>
<p>دیر تک دکا آنکھیں محشر یہ کہ صبح وصل اس طرف پھر دیکھ لیجے اک نظر جاتے ہوئے</p>	
<p>ہر آبلہ سینے میں مرے درد کا گھر ہے اب میں نہ کوں گا کہ مرے درد کا گھر ہے تقریر بہاری ابھی خوابان اثر ہے جس روز سے اپنی ریخ قاتل پہ نظر ہے ہم پوچھتے پھرتے ہیں دریا رکھ مر ہے</p>	<p>کس منہ سو کون کیا طیش قلب جگر ہے سب سے پہلے دیتی ہیں بیدار دھان کے باتیں تری تصویر سے بھی ہونے لگیں گی آئینہ ہوئے جاتے ہیں ہر ظلم کے جو ہر جہریائے رہ و شرت ہیں سب سمگل میں</p>
<p>محشر تم ناز و بیشان کو ہو ترقی جہاں وفائیں آنکھیں کس کی کاٹھے</p>	
<p>اٹھے آنکھیں ملے ہوئے سوئے والے سلامت رہو تم غصا ہوئے والے جھاؤ سپر تیری غذا ہوئے والے کہ بے ساختہ ہنس پڑی روئے والے ہمیں ہنسنے والے ہیں روئے والے</p>	<p>شب غم بہت روئے جب روئے والے فدا ہو گئے جس میں روئے والے وقا حاصل نہ نہ گئی جانتے ہیں قیامت تھا انداز تشکین کی کا شب غم بہت رہد رو کسو بنا میں</p>

<p>ہنو گا کوئی مائل رحم محشر خدا جانے کیا سمجھے ہیں رونے والے</p>	
<p>دل زلف پر شکن ہو جائے کہ ہر نکل کے ہم ہوں کہ دل ہمارا شمعین ہوں یا تنگے ذکر قیامت اُنسے چھیرا بھی تھا کہ اُٹھے نازک ادائے میرے نازک دلون کی خاطر دل ناگینے کا سمنے اچھا جہاں پایا کیا لطف دیر باہرے سپیکے تیرا اُٹھنا</p>	<p>بچے ہوئے ہیں پھندی ہر گام پر اجل کے جو تھا سحر کو اُٹھا محفل سے تیری جل کے رندہ ناز دیکھی بہنے یہ چال جل کے بنوائے فرض کر کے ناوک بھی ہل کھل کے بس اب کھانا نہ ظالم باقوان پھول ملے نشہ کی بیخودی میں گرنا سبھل شعل کے</p>
<p>مشتوقِ قدر دان ہو شش زہرے مقد آؤ اسی گلی میں بستی بسا میں جل کے</p>	
<p>لاکھ اُنھیں بے سہ نرم نراکت اوٹکی دیکھیے نام کرے کون و نادارنی بین صبح ہونے کا تصور نہ اجل کا کچھ ڈر</p>	<p>چمکا کب بیٹھنے دیتی ہو شرارت اوٹکی دیدہ دل کو برابر ہے محبت اوٹکی دھن لگی ہو بہن شام شب زلفت اوٹکی</p>
<p>کستہ رطل کٹی ہجر کی رات اے محشر چھڑا گئی بیٹھ کے جب لہو حکایت اوٹکی</p>	
<p>سے چھینا اگر ہے خود تیری پھر کسی پر ہو کیوں نگاہ کرم اثر اتحاد باطن دیکھنے سے راحتیں کر دین نذر شوق وصال</p>	<p>کیا کرے کوئی جستجو تیری ستم عام اگر ہے خود تیری ہے گل زخم دل میں بو تیری ہم ہیں اب اور جستجو تیری</p>

<p>جتنی اندائیں جہرین چھیلین وعدہ کیا چیز اور وفا کیسی تیر سینے سے کس طرح کھینچوں سب کی شاہد ہے آرزو تیری صاف کہتی ہے گفتگو تیری لپٹی جاتی ہے آرزو تیری</p>	
<p>چپ ہو کیوں کچھ جواب نہ مختصر پوچھتے ہیں وہ آرزو تیری</p>	
<p>کہدے کوئی مکین عدم کے سفر میں ہو ہاں اک نظر ادھر بھی جوانی کا واسطہ قبضہ ہوا اپنا وادی میں سے طرک اسی چارہ ساز اتنی ہی مدت ہو ریت کی اندر سے اضطراب ترے انتظار میں یوں اٹھکے بزم ناز سے جانا ہوں کامیاب دل مر گیا بھلا ہو تراے شب فراق کرد و گنا ضبط غم پر قصد ق فراق میں پھر اشتیاق فرج کو ہم بھی کرین سلام کیوں سب کالے جائیں اسے کوئی گھر میں ہو لایا خدا وہ روز کہ خنجر کمر میں ہو روشن ہو جس سے دل وہی جلوہ نظار میں ہو جب تک کہ درد عشق ہمارے جگمگ میں ہو اک پاؤں باہر ایک مرا پاؤں گھر میں ہو ایک اک ادا حضور کی میری نظر میں ہو اب کیا کہیں کہ کون امید حسین ہو سرمایہ جسد کہ مری چشم ترین ہو اکہر و فقط دکھانے کو خنجر کمر میں ہو</p>	
<p>مختصر دیکھو رفعت معیار انجمن ہر رکن آج بزم جناب جگر میں ہے</p>	
<p>بہرغم تازہ پہ ٹھنڈی سانس بھر تے جانیکے آنکھوں کے لئے ہوئے آنسو پلٹے پیچھے آسمان ہو پوچھ کر اور وفا کے دوست میں زندگی کے مرحلے یونہی گزرے تے جانیکے رفتہ رفتہ دل کے سب ناسور بھر تے جانیکے ہر قدم پر سانس لے لے کر ٹھہر تے جانیکے</p>	

لالہ عالیجناب مرزا ابدا دم مرزا محمد عباس علی خان ضاحک سوم

خلوت جاننیں پہنچا دی ذرا شو قی دل ستوہن ہر سلسلے کی انتہا بھی ہو ضرور حشر میں وہ چپے ہن یا مین یہ مکن ہی نہیں	ڈرتے بھی جائینگے اور باتیں بھی کرتے جائینگے مرنے والے کیا پونہنیں و زرات مرتے جائینگے شکریے بڑھتے جائینگے جتنا کرتے جائینگے
---	---

— — — — —

دل جگر پر جس قدر تیر گئے چلتے جائینگے دو نو پہلواؤں شب غم اتنو پھوڑا ہو گئے انتظار دوست میں ایضاً شب قی دل توں کی ایک ایک رگ میں گو کہ سو سو خانہ نعمہ سے میں خیریت دلی منانی چاہیے اُنکے تیر دیکھتے جائینگے وقت عرض حال بیقرار نی کم ہو راہ وصل میں مکن نہیں	اونی ہی حرف دعا منہ سے نکلتے جائینگے ہم کہاں تک کروٹیں آخر بدلتے جائینگے دیکھتے جائینگے در کو اور سٹھتے جائینگے پھر بھی راہ شوق ایسی ہے کہ چلتے جائینگے خود بخود بیمارِ وقت کے سنبھلتے جائینگے جا بجا تقریر کے پہلو بدلتے جائینگے شوق بڑھتا جائیگا جتنا کہ چلتے جائینگے
---	---

صبح کا تار پونہنیں دیکھتے محشر شام بھی
روتے بھی جائینگے اور اکھیں بھی ملتے جائینگے

ہو یہ کافی پئے توسیع خیالات مجھے خل انداز خیالات وفا ہوتا ہے دم میں دم آئے تو صبح شبِ وقت یہ کہوں ہندِ صبح مری کام آئیگی کیا حشر کے دن	کہ رہے دوست کی امید ملاقات مجھے ابھی لگتی نہیں صبح کی کوئی بات مجھے یارِ بے ایسی نہ دکھانا کوئی پھر رات مجھے عشقِ احسن کے کافی ہیں خیالات مجھے
---	---

ہاتھ کھنچا ہو سوے جیوت گریبانِ محشر
دیکھوں دکھلائی ہو کیا ابھی سو رات مجھے

<p>ہر جھانے مار واپر دل دعا دینے لگے آشنا نا آشنا بنکر دعا دینے لگے چارہ گر پہکے جو بے سمجھے دعا دینے لگے بے خطا پایا جنھیں انکو بے زادینے لگے سن سے پتھر بھی ٹوٹا اُن کی صلا دینے لگے وہ جو اب اسطرح ایک اک بات کا دینے لگے سامنا ہوتے ہی الزام و فساد دینے لگے دوست حسین اپنے دامن کی ہوا دینے لگے</p>	<p>اتہائے عشق یہ ہو غم مزادینے لگے جہرم اخلاقی کا اتنا ہوتا جاتا ہے رواج جان اس آزار سے بچا خدان عقل ہو حسن کی دنیا کو لوگوں کی سیاست دیکھئے اہل غم کی گفتگو میں جا بیئے اتنا اثر آسے کے ساتھ ٹوٹا دل بھی وقت عرض حال یہ نہ پوچھا ہو بین نالوں سے دل پر کیا بھی عشق میں اتنا بخش سبے مگر غش ہو وہی</p>
---	---

دلبری بھی عشق میں ہو کیا ہی احسان عظیم
 محشر اپنی جان تم جیسا صلا دینے لگے

<p>جس پر تم ایسا جفا کار نہ پیدا کرے قید ہستی سے کوئی ہے کہ جو آزاد کرے آسمان روز کمانک ستم ایجاد کرے اور ابھی صبر روزا خنجر جلا د کرے نہیں معلوم ابھی کیا کیا دل ناشاد کرے پھر کہاں جا کے الہی کوئی فریاد کرے</p>	<p>زندگی اپنی پس برگ وہ کیا یاد کرے کوئے قاتل میں یہ ہم روزگار آتے ہیں اب ہنسائی ہو تجھے کہنگی زخم جگر تاحد شوق رگ جان میں اندھ بھر جائے چارہ گز نسع میں کیوں چھیر رہی ہیں مجھ کو شکوہ اہل جہان سے ہوا جینا دشوار</p>
---	--

ہو رہا ہو کوئی برہم مدد ہی ہمت عشق
 وہ ستم بول جنھیں محشر مراد یاد کرے

<p>اب کہاں پھوٹیں مقدر بار کا در چھوڑ کے</p>	<p>استیاقی مرگ میں کتنے ہو گھر چھوڑ کے</p>
--	--

<p>یہ بتا جا نیچے اور بیروت سن تو لے خیر اگر دون تری یہ بھی خوشی کر دینگے ہم رہرو کی ٹھوکر دن ہو دیکھیں کیا انجام ہو میرا قصہ سنئے بیٹھے ہیں بھری محفل میں وہ حشر تک دربان کے سر پر رہا یہ منظر</p>	<p>کس طرح جیتا ہو کوئی تجھ کو دم بھر چھوڑ سکے عمر بھر رو یا کرینگے کوئے دلبر چھوڑ سکے جاتے ہیں دلوں میں ان کوئے دلبر چھوڑ سکے کہہ رہا ہوں حال خوبی مفت در چھوڑ سکے ٹھوکرین کھائیں زمانے کی ترا در چھوڑ سکے</p>
<p>نیچہ وحشت کی محشر آبروریزی ہوئی مل رہے ہر ہاتھ کیوں دانا محشر چھوڑ سکے</p>	
<p>لٹا خوشی کا گاستان بہار آتے ہی ہمارے سامنے لاکھ آندھیاں اٹھیں غم کی وہ طایران چین رنگ گل سے کیا واقف کچھ اور فکر میں بالین سے رو کر دست ٹھو خدا نہ دے وہ خوشی جس کا نتیجہ ہو بغیر پوچھے ہوئے حال جس پر کہنے لگا پس فنا بھی فلک کو وہی ہر ضد جھگڑے فراق میں ہی عجب شے امید بہرہ روی</p>	<p>بٹ گیا مرے گھر وہ بنگار آتے ہی خضر آپ کے دل میں غبار آتے ہی اسیر ہوئے فصل سار آتے ہی لبو پہ کھینچ کے مری جان نار آتے ہی اجل بھی آئے شب وصل یار آتے ہی میان حفر کوئی جان نثار آتے ہی ہوا سنک گئی شمع مزار آتے ہی کہہ ہی اٹھا میں کوئی ننگسار آتے ہی</p>
<p>یہ سر ہی اور در و دیوار صبح تک محشر بڑھا جنوں شب انتظار آتے ہی</p>	
<p>مرضی ہو کیا رہی اک حوصلہ بکھلے شب فرقت نہ گذرے گی نہ جھکومت آگے</p>	<p>اسیجا سے نگہ ملے تو جان ہٹا بکھلے ہجوم نالہ مہلت دے تو ان کوئی دعا بکھلے</p>

تھام ایذا میں شام سحر کی منظر میں لیکن گر یہاں کیر قابل ہو سکے ہم آئے قیامت میں لیا تھا دل تو کیوں نہ ہو دیا پیکان کھینچ میں لو بھی بند کر دیتا اگر کھینچا ہر سینے سے	خدا و ندادل بیتاب سے نالہ رسا نکلتے مگر اب فکر یہ ہو کوئی اپنی ہی خطا نکلتے تھیں ٹھنڈے نہ وہ نکا پاس ہو بے دعا نکلتے دہان زخم سے فریاد کے باز سے دعا نکلتے
--	---

جو زند لا ابالی ہو اُسے مسجد سے کیا مطلب
کہاں جاتے تھے مختصر کس طرف کا پوچھو آگئے

مکمل ہو شام سحر کی دعا کرے قسمت بین پر گناہ ہے و کفایت حضور پر یہ زمین چین کے ہیں ہزار دن مشین دیا اگر ان مشین کو یہ طلب کسی سے کیا پیری خوشی پہ بسکا خدا جاسے کیا ہو حال بچوڑا اس پر نقش و قسمت پہ اپنا حال کہتا ہوں تار و دست ہم سب کی بھی مشین وہ خوش تو ہوتے ہیں مری ایسا کاشکو کا	جسکی کوئی شے ہی نہ آخر وہ کیا کرے یہ لن ترانیان کوئی گناہ تک سنا کرے کتکا مید مرگ میں کوئی جیا کرے روئے کوئی کہ حال پہ لگے ہنس کرے جو اپنی جان جو رو ستم پر فدا کرے ہوں سیکڑوں مرض تو کوئی کیا دوا کرے کوئی جو التجا کی طسج التجا کرے اچھا ہر روز در دجگر میں اٹھا کرے
---	---

مختصر جان کا خون ہی اظہار در دین
ایسا نہ ہو کہ نالہ قیامت بپا کرے

کس شخص سے کہو نہ کہیں کیا لطف تھا کہ ناظر تہ تبری تہر چہ نہادش ہوں درد بائیر کہنی تیری اجازت کی ضرورت	سچ پوچھو تو کہنے کو مرے منہ میں زبان ہی اک آہ میں تقسیم کی تاشیہ نہان ہی اب آجسے کچھ اور مرا طرزِ فغان ہی
---	---

یہ در دوسری کون کرے ہجرین ہدم
سینہ میں کہیں خاک بھی دہلی نہ ملے گی
بجھائے تجھے درد کی تکلیف کہاں ہو
کچھ دن جو سلامت اثر سوزناں ہو

تجھ شہر نہیں پایا مال ہوئی خود بھی قیامت

عالم تری رستار کا مشہور چہان ہو

وہ عیادت کے لئے آئے مسیحا کی ہوئی
لے جھانکے چرخ کسے تاحشر امانت جانا
شہرین انکار خون پر پوش تو رکھے بجا
کوسہ جانان میں ٹھہرنا شک کے ہاتھوں نہیں
جانے دے کو چہ دلبر کے رکھے ہیں کہیں
جمع احباب فرقت میں ہو بدتر موت سے
ٹھکرین کھاتی ہوئی بیٹی اجل آئی ہوئی
جو بھیرے سنگ کی ہو پھٹ کر آئی ہوئی
جرم ثابت کرتی ہو آواز تھرائی ہوئی
دشمن جان بگیا جس کو شناسائی ہوئی
بات سنتی ہی نہیں ناصح کی سمجھائی ہوئی
جان میں جان آگئی جس وقت تنہائی ہوئی

—:—

جب تک ہوائے عشق ہو سرین بھری ہوئی
اک روز اسکو اتنا شک نہامت سے دھڑکے
اب سننے والی ہو چھری جاتی ہیں حال ل
قطرہ ہی جسکے سامنے دریائے اتناک غم
کیا کام اہل عشق کو انجھام کا رہے
بھڑکے گی اور آگ جگر میں بھری ہوئی
جو ہے اپنے دامن ترپین بھری ہوئی
کیون پہلے بات کی تھی اثر میں بھری ہوئی
اس قدر کی ہو آگ جو سگرین بھری ہوئی
کرتے ہیں اتنا آہ اثر میں بھری ہوئی

تجھ شہر نہیں بناؤ کہ یہ کس کی زلف کی

ہو ہی داغ باو سحر میں بھری ہوئی

سب پوچھئے حضور یہ حالت نہ پوچھئے

ایڑا کے بیکر لئی فرقت نہ پوچھئے

<p>انجام کار در دمحبت نہ پوچھئے بندہ نواز حال قیامت نہ پوچھئے عاشق سے دونوں ہانگی لذت نہ پوچھئے بیچارگی وادی غربت نہ پوچھئے سینے میں دل ہو سکی امانت نہ پوچھئے وجہ بیان طول شکایت نہ پوچھئے ایسی مریض عشق کی حالت نہ پوچھئے اندازہ خیال مسرت نہ پوچھئے سوز و گداز آتش فرقت نہ پوچھئے ہمسے حضور اپنی نزاکت نہ پوچھئے راز و نیاز اہل محبت نہ پوچھئے</p>	<p>نازک مزاج آپس میں نازک ہے حال بھی ہم ہو گئے اور آپکا دامن خطا معاف رونا غم فراق کا ہنسنا وصال میں تھے چشم ماہرین کی طرح ذرے خاک کے ایسا نہو تباؤن تو شرمندہ ہوں حضور دل اور زبان دونوں ہو آپس میں ساز تھا اکثر جو دیکھے خواب میں تصویر موت کی نام وصال پر مر اچھسہ نہ دیکھئے دل کا پتا ہو شعلہ صفت اس خیال سے بارگاہ شوق سے رنگت خاڑ گیا چینی کی کچھ خوشی ہو نہ مرنیکا غم کوئی</p>
---	---

مختصر دوست بادہ جوش شباب ہو
 اُسکا تراج اُسکی طبیعت نہ پوچھئے

<p>جو فغانِ دل عاشق میں اتر دیتا ہو سینے سے ہائے کی آواز جگر دیتا ہو اور کچھ دن مجھے جینے کی خبر دیتا ہو جو دوائے مرض در وجہ گر دیتا ہو عالم بے خبری مجھ کو خبر دیتا ہو سانس لینے میں لہو زخم جگر دیتا ہو</p>	<p>شبِ فرقت کی وہی صبح بھی کر دیتا ہو ان ری شدت تری عی و درد جو لیتا ہوں تیرے وعدے کا تصور ترے آنے کا خیال دم سے اُس شخص کے زندہ ہوں چارہ گری ہی حریفِ غم و نیا تو ادھر کا رخ کر چارہ گر سے کوئی کہدے کہ برباد رحم کر</p>
--	--

<p>جب ہوا یا رکا داماں نظر دیتا ہی اتو آرام مجھے درجہ کرتا ہی</p>	<p>نخس ہو نکھین کسی بیمار کی کھل جاتی ہیں کہہ کے ہمدرد سے اتنا مکمل آئے اکتو</p>
<p>جل گئے سوزش غم سے جگر دل محشر آج نالہ مرا کچھ بوئے اثر دیتا ہی</p>	
<p>کوئی کچھ ہی کہے اسکو کہے جانا اپنی جگر اپنا ہی دل اپنا ہی تمنا اپنی اے کنجش کین جان نہ دینا اپنی آج وہ دن ہی کوئی بھی نہیں منتا اپنی</p>	<p>دل نے سیکھا ہی ہر اک بزم میں کہنا اپنی ہکو ہمدردی ناصح پہ منسی آتی ہے عشق میں مضبوط فغان بھی ہو بڑا کام ایدل تھا درگوش اجبا کبھی ہر لفظ اپنا</p>
<p>آج اک ہنگامہ محشر ہمارے ساتھ ہی لیجئے یہ تیغ خیمہ ہمارے ساتھ ہی دفن ہوتے ہیں دل مضطرب ہمارے ساتھ ہی کوئی شے شیشے سے ناز کرتا ہے ساتھ ہی جس طرے جاتے ہیں دنیا بھر ہمارے ساتھ ہی یہ نہ پو آج تک کیونکہ ہمارے ساتھ ہی ہو کمان سے ابتدا دفتر ہمارے ساتھ ہی یہ رگ دل ہو کہ اک نشتر ہمارے ساتھ ہی</p>	<p>سب سے گلشن جاتے ہیں دلبہ ہمارے ساتھ ہی بندہ پرورا تو عذرا قتل سے رکھی معاف ہو شیارے شہر خاموشان کو لوگو ہوشیار ہو رہی ہو آئینہ بندی میان بزم دست عشق کی دیوانگی سے رنج تنہائی مشا رو کنا دل کا محبت میں کچھ جذبات خاص چپ کھڑا ہوں عرصہ محشر میں وقت باز پرس سائنس لینا ہو گیا دشوار اندر ری کھٹک</p>
<p>جانے دیتا ہی نہیں دربان بزم دست میں کوئی تو مگر کہے محشر ہمارے ساتھ ہی</p>	

<p>مجھے روار ہی ہو یہ عنایت چشم گریان کی کرامت دیکھئے زور جنوں نقد سمان کی وہ ہر دم ہو گئے شکے کماؤ زلف پہ بچا کی ہنسنا بیا عشق اور اٹھ گیا دنیا سے یہ کہہ کر ابھی نکلا جو دم اتک گیا ہن جانب دھین بڑھو ای روکنے والو تھاری قوتیں کھین غور حسن و تکلیف اس سے کام لے لے گا نہ ہے قسمت کہ قید تن سے روح آزاد ہوتی ہو نہ ٹوٹا عہد غیب بفراری جلد موت آئی ایسے اوارے تقدیر پھر چلے ہی بہتر ہے محان ای بندہ پرور رہنے دیجی یاد کر لے گا سودا در مرکز ہستی سے جتنا ہٹتے جاتے ہیں کمال بچہ گرزور جنوں پر غندہ زن ہو گا</p>	<p>کہ نکلے اشک غون تصویر نگر زخم نہان کی مری قبضہ میں دنیا ہو خیالات پریشان کی پریشان ہی ملی تبسیر بھی خواب پریشان کی حقیقت اتنی تھی ای چارہ ساز دور نہان کی خبر کیا جلد لی تھے مریض درد و حیران کی کسی شہیدہ سر نہ راہ کی کوہ دیبا بان کی دکھائی ہی ہو مجھے پوری حقیقت جذب نہان کی چلا میں آؤ در بانوں خبر لو اپنے زندان کی خدانے بات رکھ لی تیلے درد و حیران کی نظر بچا پتا ہوں محفل دلبر کے دربان کی کہ پیغام اہل ہن بچکیان بیا رہ حیران کی گھٹی جاتی ہو منزل رہروان کو جانان کی اکھی آہرور کہنا مرے چاک گریبان کی</p>
---	---

رموز باطنی ہن نور باطن صرف مجھ پر
 زیارت چشم دل سے چاہیے قبر شہیدان کی

<p>جو کہ امید بقا رکھے وہ دیوانہ ہو اہل عالم کا یہ اندازہ جدا گانہ ہو حقیقت شرح قیامت کوئی ہم سے چوچو دیکھ لیں جلوہ دلدار سے کچھ دیکھا</p>	<p>ٹوٹنے ہی کو بنا عمر کا پیسا نہ ہو بات جو کام کی سمجھائے وہ دیوانہ ہو بیچ سے چھوٹا ہوا عشق کا افسانہ ہو ورنہ عالم نگہ یاس میں دیرانہ ہو</p>
---	--

<p>اُس کے اندازِ تماثل کا یہ افسانہ ہے عشق میں شمع کے ڈوبا ہوا پروانہ ہے جو یہ سمجھا کہ نفس بھی کوئی بیگانہ ہے منزلوں و درابھی کو چھ جہانہ ہے کیا یہی رنگین مری عشق کا افسانہ ہے</p>	<p>مر گیا منتظر دوست سنا کہ سب کو سوز ہستی سے غرض دی کوئی آگہ ہے خلوت و دوست میں آن خود ہی پہنچ گیا تیر پہنچ چوب شہرِ خورشید میں تو دیر از کھلا ہم نہ تیر ہو سکے اہو کو چو قاتل سے چلا</p>
<p>اخلاقات و دلائل سے پہلی فتنہ گری ورنہ جو کہہ رہے تھے شہرِ دیہی تنہا نہ رہے</p>	
<p>ہوئی تقدیر غرض تیر ہو کے اُٹھے اس ادارے وہ آج سو کے اُٹھے اتر آج حاصل ہی کیا جو رو کے اُٹھے آنسوؤں سے زمین بھگو کے اُٹھے چشم بد و درین وہ سو کے اُٹھے رو کے اُٹھے کہ شاد ہو کے اُٹھے حشر کی صبح وہ بھی سو کے اُٹھے جو اُٹھے اس سے وہ رو کے اُٹھے کیا لیگا جو بات کھو کے اُٹھے جیسے کوئی جو ان سو کے اُٹھے</p>	<p>اُس کے پہلو سے ہم جو رو کے اُٹھے زلزلت برہم نشا رستی چشم اپنے پہلو میں کیوں بٹھاتے ہو غمر و تیرے جج کہ بیٹھے ہر ہر اک سے خفا نگاہ ستم شام و عہد کی صبح کیا کئے تھے جو خواب اجل کے متوالے یہی اُس شوخ کی ادا کو ہر ضد اُٹھے دیر و حرم سے حضرت دل تیرے مستون کو ہوش یون آیا</p>
<p>دلو محشر و عا میں فی کے چلے خوب دنیا سے شاد ہو کے اُٹھے</p>	

نہ تاب مضبوط نہ دل کو قرار باقی ہو دور رشوق میں بیٹھا ہوں حال لکھتے مریض عشق بنا ہوں طلسم ہستی و بود فنا کا مسئلہ ہو جائے گا نظر انداز میں جانتا ہوں خود اپنی حیات کی مدت کلیم طور سے آتے ہیں پوچھ لین چلکر	رگون میں کسلے پھر جان زار باقی ہو کوئی سنہ سنہ سے اختیار باقی ہو کہ جان جاتی ہے اور جان زار باقی ہو اگر یہ طول شب انتظار باقی ہو جہاں تک آرزوے وصل یار باقی ہو کہ اب بھی کیا ہوس دیدار باقی ہو
--	---

جا ہی آئی شب عدہ اُنکو لے محشر
اب آگے کس کا تھیں انتظار باقی ہو

نغم میں گھس ہو تھے امید خوشی نہ تھی جو کام ہے ہو گیا اجستار عشق تھا دل خوش ہو انہ چند نفس کو جو عمر بھر اہل نظر کی ناز تبسم سے جان لی اظہار رشوق ہو سکا ان سے نہ عمر بھر تسرت دکھائیگی کوئی کیا تازہ انقلاب محسوس آسان تھے نہ منون اہل حسن وہ تسل کرتے ناز تبسم ہی سے ہمیں	کچھ اور بھی تھا ہم پر مصیبت یہی نہ تھی وقت میں در نہ ضبط کوئی دلگی نہ تھی انجام میں کھلا کہ تنہا سی خوشی نہ تھی ای میری جان یہ کیا تھا اگر دشمنی نہ تھی پہچانت مزاج کوئی دلگی نہ تھی ایسی تو نمکد سے میں مرے سبکی نہ تھی جب تک جیسے ہمیں کوئی امید ہی نہ تھی لکھی ہوئی کفیب میں یہ بھی خوشی نہ تھی
---	---

محشر برا کیا جو کیا دل پہ اعتبار
کچھ تھے دوستی جسے وہ دوستی نہ تھی

پوچھتے تو کوئی ہم سے آئین وفاداری	عشاق کا مذہب ہے تلقین وفاداری
-----------------------------------	-------------------------------

<p>ہم سے نہ کبھی ہوگی تو ہین و فاداری یوں کون رہا محو تکلیف و فاداری پھیلا چکے جی بھر کے جہن و فاداری پیشانی پر ہی شمع آئین و فاداری</p>	<p>سو غم ہوں شب فرقت نالوں ہو تعلق کیا شہرگ پر رہا خنجر تیرا پی نہ بل آیا سب حسن کے عالم میں اپنی ہی ہوئی تیرے سو ظلم ہوئے لیکن جہنیش نہ ہوئی اب کو</p>
<p>دافن ہوں کے گھٹنے سے خاموش نہ ہو شمشیر کیا جرم ہے اک یہ بھی تحسین و فاداری</p>	
<p>مدرائے شوق نظارہ ہمارے پاس بھی دل ہے بہت ٹھنڈی ہیلے دامن شیر قاتل ہے سمجھتا تھا تڑپنا باعث آرام بھل ہے نہیں تو سب کینکے مرزا کی کا یہ قاتل ہے</p>	<p>وہ شوخ آئینہ رکھ کر سامنے دینتے پائل ہے چلے آتے ہیں جھوٹے نیند کو گوشت کل ہے نہ کھوئے دست و پا قاتل و لہجہ اس صند خانا تھوہین ملکر میری میر کے ساتھ آؤ</p>
<p>خدا رکھے تراکت کو نہ نکلے شمشیر کین یہ کیا کم ہے ترے سینی چھتہ دست قاتل ہے</p>	
<p>لوگ آ رہے ہیں دیکھو کو دور دور سے تم خود ہی پوچھ بیٹھو دل ناصبور سے نیند آتی ہے جو آئے ہو اکوہ طور سے کام آ پڑا ہو جب کو دل ناصبور سے عبرت نہوتی ہو جسے کہنہ قبور سے کیا کیا ہوئی ہے بحث دل ناصبور سے مطلب یہ نکلیں سے نہ ہم سرور سے</p>	<p>موسیٰ بخیریت جو پھری کوہ طور سے اظہار شوق اپنی زبان سے ہی نکلے شوق میر کے انقلاب پہ بھی اتنا ہے اثر فرقت میں یاد و دست کا لطف اس کو ہے اسکی حیات قابل عبرت ضرور ہے کس لطف سے کٹی ہو شب انتظار و دست ہذا بت عشق اور کہیں لیکے مجھے</p>

نظارہ جمال کی تاشیر دیکھئے	مردہش آ رہا ہے کوئی کوہ طور سے
ایمان و جان کا شمشیر سی میں ضرر نہیں لازم یہ ہے سلام ہون کو ہر دور سے	
<p>وہ صلت محبوب مرنے پر اگر مشروط ہے جانتا ہوں صبح تک یہ دور رہنے کا نہیں تیرے دیوانے کی باتوں پر مہنسی کیونکر نہ لے جذب حسن و عشق کی ادنا کرامت دیکھئے غوش ہوا میں عشق گریہ کا جو یہ دیکھا کمال اُن سے تحریر غم و فرت کا یہ پایا جواب عشق کا یہ رمز سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے کبھی یہ تماشا اور بھی آ نکو ہوا دم غرور</p>	<p>موت کے انسان طے سے پھر بھی تو وہ مضبوط ہے سیکڑوں غم میں شہب قوت میں ل مضبوط ہے بات جو منہ سے نکلتی ہے وہ نامربوط ہے جان دینے سے کسی پر زندگی مشروط ہے اشک غم آلود میں غم جگر مخلوط ہے کہد یا ہنسکر کہ جو فقرہ ہے نامربوط ہے اہل دلی زندگی کیوں ہجر میں مشروط ہے وقت زینت آئینے کا دل بڑا مضبوط ہے</p>
عشق کی دنیا میں جسکو دیکھے مضبوط ہے	محمدرضا حسن سے یہ شے کیا ہیجہ جواب
<p>کھلے تو باعثِ تغیر کیا ہے حرمِ حسن میں جانا ادب سے سمجھتا ہوں خدائی ہاتھ آئی شبِ عہد قیامت ہے یہ الجھن خوشی سے بڑھ رہا ہے چلنِ خون خدا ہی سے مریض غم کو صحت</p>	<p>حضورِ آخر مری تقصیر کیا ہے اے لے دل تری تو قیر کیا ہے مرے پاس آپ کی تصویر کیا ہے نہ جانیں خواہشِ تفتیر کیا ہے کلجے میں کسی کا تیر کیا ہے دو کیا چیز ہے تاشیر کیا ہے</p>

	<p>بڑے وہ اور بڑی بات انکی محشر میں کیا ہوں اور مری توقیر کیا ہے</p>	
<p>بس بسے خامشی کچھ دن تری ایند دیکھینگے قیامت ہوگی چارہ گز حرم تیر دیکھینگے جسے دیکھینگے تیرے حسن کی تصویر دیکھینگے عوض جلوے کے شکل خواہش تقدیر دیکھینگے تمناؤں کی یہ ہے تری تحریر دیکھینگے اگر صحرائے کمان سے چھٹکے تیرا تیر دیکھینگے</p>		<p>غم فرقت میں کیا ہو خواہش تقدیر دیکھینگے جھٹکے دوست کے اسرار کیوں غیروں کا پھر دیکھینگے جس میں پہل ہوں بھڑو نہیں نگت رنگا ہونگی مری پیشینگوئی سنکے مدد سی دلور پر جائیں جو اس خط خلافت امیر کے ہو کچھ نہیں پروا لفظ شکلی پر ہر اور بھڑو دل کام میں لپے</p>
	<p>خدا حافظ ہر محشر داغ دل کا بعد اسکے کلیم اللہ نقطہ تنویر ہی تنویر دیکھینگے</p>	
<p>اٹھائی آتے ہی اس شوق فہمید جانے کی جگہ کیا ڈھونڈتا ہے ناک قاس نشانے کی مثال شمع عادت ہو گئی آنسو ہانے کی ادامین سیکھتے ہیں بے تکلف امیر آنے کی استھادی ایک در در دل کی آسائش ہانے کی اکہی جلد طاقت دہیں آئے ناز اٹھانے کی قیامت مختصر تمہید ہے میرے فسانے کی</p>		<p>کیا کچھ ذکر فرقت سکے نیرنگی زمانے کی سراپا دل بنا ہوں شوق نیکے جرات میں ہمیں کیساں ہر نرم غم ہو یا شادی کی محفل میں شباباگتے ہی جب کھو گھنیں ہر شغل آئینہ مریضانِ محبت کی حیات موت کیساں ہر مریض غم نے فصحت پاتے ہی پھر یہ دعا مانگی شبستانِ عدم کو سوئیوا الوسن کو تم اٹھکے</p>
	<p>سوال دید محشر عورت موسیٰ گنہ کیا ہے مگر لازم یہ ہی دیکھے ہوئے حالت زمانے کی</p>	

<p>جو فرشتے سے نہ وہ طبع انسانی کرے دم نکلنے میں اگر اللہ آسانی کرے اب خدا ہی کچھ علاج در دنیا کرے کیا بھکر کوئی اٹھتا رہ پشانی کرے بیٹھ کر رویے کا غم جو طغیانی کرے کون تکلیف علاج در دنیا کرے رہ در دے دوست کیوں تفریط لانی کرے</p>	<p>بخیل شوق مال عشق نہانی کرے کچھ نہیں بیماری غم کی ترقی کا مال چارہ گرتا حد امکان کام اپنا کر چکے ہو گئی بہیم مزاجی بھی شریک ناز و دست یہ جواب نامہ دلدار آیا حسب من اٹھ گئی قسمت سے تاثیر و امیرے لئے تین حرفوں میں ہر شرح باجرائے صلح و خبر</p>
---	--

محشر شوریدہ سر بھی اٹھ گیا بھونکے بعد
اکہد و وحشت بند رسم چاک امانی کرے

<p>ترقی رستم نارا کو کیا کہئے وہ حال پوچھتے ہیں کسی خیال میں مست خود اپنی عمر کی بیگانہ وار اگر ہو روش یہ کیا کہ جان پہ بن جائے اور اُن نہ کرو شکست رشتہ امید سے بجا ہوا</p>	<p>حضور آپ کے طرز جفا کو کیا کہئے خوشی دل بے مدعا کو کیا کہئے زبان سے پھر کسی نا آشنا کو کیا کہئے تری جفا کو اور اپنی وفا کو کیا کہئے فراق میں دل غم آشنا کو کیا کہئے</p>
--	---

نوید آمد دلبر نے جان لی محشر
خلاف وقت نزول قضا کو کیا کہئے

<p>اشارہ کرتے ہی تسکین ہوگی بمقیرار وکی ہر اک غم دھو گیا دل ہو اگر دم بھر کو جا بیٹھے دہی اچھا ہر پوچھا جس کیس کو تیری جھٹکنے</p>	<p>تری چشم غایت جان ہو امید دار وکی قیامت تک ہے آبا و مہمل بارہ خوار وکی نہ جنت بارہ خوار وکی نہ ہے پرہیزگار وکی</p>
---	--

قیامت تک عذابِ نازہ ہو غلوت پسند و کو مناسب حال کے جو کوئی شے ہر طرف پستی ہو زمانہ اسکا عاشق و مرزا بھی ضروری ہو مقدور کو دعائیں دیکے اٹھے ہر جان سے پس انداز سے تلو اور پیچی اس شکر نے	ازیت دیکھی اہلِ قبر کو صحبتِ ہزاروں کی کسے غم فاقہ خوانی محسوس پر بقیہ اروا کی جگہ نکلے کہانیاں کوئے جانا نہیں ہزاروں کی کسینے بات بھی پر بھی نہ جہاں میدواروں کی فدا ہے ہوئے اٹھ اٹھ کے نظیر جانوں کی
---	--

دل بیار کے فریبِ ارمان پاکے فرصت
اکشاکش سے ہوئی محشرِ رانی غمگزاروں کی

یہی دنیا میں قدر تھی دل کی آپ پہلو سے میرے اٹھ کے چلے صورتِ شمع رنج ہے زرد و مرا ضبط فرما دین کٹی شبِ حب کیون رہا تارے چھڑ کر صبح مست ہیں نہ جوانی سے بڑھتا جاتا ہی طول کیسوی دوست	نہ سنی تم نے ایک بھی دل کی لیجئے موت آگئی دل کی نہیں چھپتی کبھی لگی دل کی شکر ہے بات رہ گئی دل کی دیکھ اچھی نہیں ہنسی دل کی ایکبا خبر ہوا انھیں کسی دل کی اگھٹی جاتی ہے زندگی دل کی
--	---

وہ زمانہ اب آگیا محشر
ہو ہر اک ہر مین ہنسی دل کی

دیتا ہی ہر مین دوست میں دل یہ صدا مجھے موسیقی کو طور کعبہ مبارک حسیل کو نا کامیونہ ہنستے ہیں عالم کے بامراد	او خانانِ خراب ہیں چھوڑ جا مجھے راس آئی کوئے دوست کی آج ہوا مجھے رسولے دہر کرتی ہو میری دعا مجھے
---	--

<p>روز ازل ملا ہے دل بے صدا مجھے الزام دے ہے مین سب اہل فنا مجھے بھر لینے دیجے کوئی آہ رسا مجھے سمجھو چراغ تربت اہل فنا مجھے دیکھا کیا وہ شوخ دم التجا مجھے جذب دلی کہاں سے کہاں لگیا مجھے</p>	<p>جور تباں ہوا ستم چرخ چپ ہون مین مرا بھی میرا اہل جہان کے خلاف ہر پھر دیکھئے گا آئینے مین برہمی زلف شایق ہون زندگان عدم سے وصال کا تصویر شمع بگیا تھا سر سے پاؤں تک موسیٰ تو کوہ طور سے آگے نہ بڑھ سکی</p>
--	--

اُسوقت قدر آئینہ شمشیر ضرور ہو
دکھلائے یار سا جو کوئی دوسرا مجھے

<p>موافق ہے زمانہ آسمان سے نہ راس آ یا نکلتا آشیان سے کہ جیسے نین چشم پاسبان سے مین تو بہ کرتا ہوں اسی نغان سے شب وصل عین نیند آگہاں سے نکالا جاتا ہوں اُن کے مکان سے بڑی قوت تھی قلب ناتوان سے</p>	<p>ضرر پہونچا نہ کچھ میری نغان سے ہوئی بلبیل اسیر دام صیاد ترسے کوچے سے ہم مین اس قدر دور ہزاروں کو سنے پڑتے مین و نرات جو آنکھیں بھر مین جاگی ہوں برون نقدق بکسی ہر اک دم پر سنبھالے کون بکولے غم جبر</p>
---	--

قیامت ہوا اب اٹھنے کا ارادہ
چھٹے بیٹھے مین محشر کا روان سے

<p>اٹھا تھا درد کہاں یہ بھی ہم تباہ سکے غرض یہ کہ کسی عاشق کی روح آہ سکے</p>	<p>براہ موت کا اُفت تک زبان پہ لائے سکے ہر اک کو ہر جان پہ حکم در بانی</p>
--	--

<p>گر آج اکھ سے آنسو اٹھانہ سکے کہ عین وقت پہ تقدیر کچھ بنانہ سکے قرب شمع تنگے بھی اڑکے جانہ سکے سپہ رس رہے نہ تھیں یہ کہ ہم ستانہ سکے وہ ہم سے سن نہ سکے ہم تھیں بنانہ سکے کہ جس سے گڑے ہوئی بارگوانہ سکے</p>	<p>غم فراق میں ہم ناتوان ہوئی ایسے یہ فکر تھی مجھے تدبیر وصل سے پہلے ہجوم دوست کی محفل کا ہم نو دیکھ لیا اثر پذیر جفا دل سے شوق سے لیلو اب اس سر پہ کہ اثر کیا ہو قصہ غم کا زبان کیون ہمیں ایسی عطا ہوئی یار یا</p>
<p>جنون عشق میں سر بھوڑا عمر بھر شہر مگر روشہ تقدیر کو مٹانہ سکے</p>	
<p>کبھی تو پوچھ کسی سے کہ آرزو کیا ہے اب اور لے دل بیتاب جستجو کیا ہے خدا ہی جانے حسینو تمھاری خو کیا ہے یہ بند و بست پے سوزن رو کیا ہے یہ چپکے چپکے نگہبان سے گفتگو کیا ہے کہ تیری تیغ کے آگے رگ گلو کیا ہے</p>	<p>سکوت اوبت ناز آفرین یہ خو کیا ہے نگاہ ناز کا صدقہ ہزار زخم ملے ہماری جان بھی لیکر کبھی نہ کام آئی علاج جوش جنون چاہیے اجسا کو تمھاری نرم سہم خود ہی اٹھ جاتے ہیں نرا کتون کا نہ دل میں خیال کرتاں</p>
<p>کیسی چشم کرم نے جلایا محشر بس اب نہ پوچھے کوئی دلی آرزو کیا ہے</p>	
<p>کبھی اشکبار ہوتے کبھی انتظار کرتے دم گفتگو وہ کیونکر ترا اعتبار کرتے تری بگمانیوں کا ہم اگر شمار کرتے</p>	<p>شب وعدہ یوں علاج دل بیقرار کرتے جنھیں ہو گئی ہے حاصل نگہ ادا شناسی شب وصل دلیں اپنے نہ ساتین آرزوئیں</p>

<p>عوض جواب شکوہ سنیں انکی باتیں کیا کیا بہت اچھے رہتے محشر جو چاہے اختیار کرتے</p>	
<p>حشر میں ہم سے اگر نکلے وہ برہم نہ رہے تم اگر چاہو تو بدلے نہ کبھی رنگِ جہان کھول دین ہاتھ مرے بند کفن سے اجاب اسطرح چاہیے انھارے رموزِ اُلفت</p>	<p>اس قیامت کی خوشی ہو کہ کوئی غم نہ رہے تم اگر چاہو تو عالم کا یہ عالم نہ ہے کہ بعد میں بھی مجھے حسرت ماتم نہ ہے چشمِ دل فرطِ غمِ حیرت سے پر غم نہ ہے</p>
<p>فرقتِ یار میں کیا جبر کیا لے محشر نام تو رہ گیا دنیا میں اگر ہم نہ رہے</p>	
<p>بعدِ مرگ بھی نہ پھان حال زندانہ رہے سب اٹھائے جارہے ہیں آج بزمِ یار سے بزمِ عالم ہی منور تیری شمعِ حسن سے حسنِ طرہ جاتا ہی شیشہ کا شرابِ صاف ہی اسطرح دیکھے اگر دیکھے کوئی رنگِ جہان مرگے ہیں یہ وصیت کر کے دیوانے ترے</p>	<p>قبر اگر اپنی قریب بابِ میخانہ رہے خوف یہ ہی اپنی زمینِ لکڑی نہ بیکانہ رہے کس جگہ جان اپنی لیس کر مجھسا پڑا نہ ہے شوق سے دلیں نگاہ مست جانا نہ رہے باطنِ ہشیار ہنوا ہر مین دیوانہ رہے قبر میں بھی منہ ہمارا سو دیوانہ رہے</p>
<p>تعمیرِ دست کو بھی تدبیر چاہیے نکلے دمانِ زخم سے آوازِ آفرین دل لیکے نہ کہتے ہوئے ہم حضورِ دست مانا اگر مکان نہ سنی قبر ہی سہی</p>	
<p>تھوڑی بہت زبان میں تاثیر چاہیے اتنی جفا میں آپ کو تاخیر چاہیے کیا کوئی تکوینِ قصور چاہیے انسان کے واسطے کوئی تعمیر چاہیے</p>	

کیا چلتی ہو بہار میں حداد کی دوکان	جو ہو وہ کہہ رہا ہے کہ تجھ سے چاہیے
<p>میں ہاں دم بھر کی خاطر دم تن لیں ہیں ہر ہاتھ پر بغیر نگاہیں میرے پھرے کی طرف مجھ کو دربان نے ستم ڈھال کر نکالا اس طرح بعد از ادوی تری الفت نے قیدی کر لیا شہ ق سے مر مر کے طے کر رہا عشق دوست</p>	<p>جو وصلہ وہ بھی نہ کہہ قال جو تیری دل میں ہر یہ نہیں معلوم ہوتا کیا دل قال میں ہر ہر زبان پر ذکر میرا پار کی محفل میں ہر حسرت پر دانتوں سے صیاد کس شکل میں ہر راہرو کی ساری جان اگلی ہر کی منزل میں ہر</p>
<p>جس نے کافی ہو رات فرقت کی سو گوارا اپنی زندگی سے میں ہم عشق و لبتگی کو کہتے ہیں عرض مطلب بہ خاموشی نے تری زندگی کی ہو پھر ہو جس جھکو خون بہا لگ گیا ہمیں قاتل</p>	<p>اس کو دن ہر اندھیری تربت کی زندگی سو گوارا حسرت کی کیا ضرورت ہو اچھی صورت کی بات رکھ لی بہاری قسمت کی وہ کرین اگر زوق قیامت کی جان اب چھوڑ دے ندامت کی</p>
<p>حشر اٹھو گزر گئی شب وصل آؤ اب دیکھو شام فرقت کی</p>	
<p>دو دن کے نکلیں ارمان کچھ ایسی راہ نکلی ڈرتا ہوں دل ہی دلیں عالم کی برہمی سے وہ پہچانتے ہیں حالت یان بہرہ میں آنسو</p>	<p>آئے ادھر سے آؤک یاں منہ سے آنکھ کس طرح منہ سے ذکر حال تباہ نکلی ایسے زخم دلی کے لا کھوں گواہ نکلی</p>

کیون کج کی شب عرش برین کانپا ہے	ایران بھرا دل کوئی مصروف دعا ہے
پھر وعدہ دلدار ہوا وجہ رشتہ	پھر آ کے مقدر سے مجھے کام پڑا ہے
خوش ہو دل غم و دست تجھ جس سے ہر الفت	صد شکر کسے عادت ایجاد حیا ہے
زندہ رہوں گو بھر کی شب مر کے بسر ہو	کیا چارہ کارا سہین یہی حکم قضا ہے

ہم کھد آئینے کی دیکھی جھپکتی نہیں محشر
یوں محو تجسلی رخ یار ہوا ہے

زمین و گردون نے ملے پیسا نہ اٹھے لیکن قدم نہ اٹھے
بڑھایہ جذب فنا کہ آخر کیسے کوچے سے ہم نہ اٹھے
ہزار معنی ہیں ایک چپ میں سمجھنے والے سمجھ لین خود ہی
حقیقت اس دل کی کیا بتاؤں کہ جس سے تیرے ستم نہ اٹھے
وہ دل نہ پاؤں کہ درد ہجر انہیں ضبط خیلوں پہ ہونہ قادر
وہ نفس مجھ کو ملے نہ یارب کہ جس سے فرقت کا غم نہ اٹھے
فغانِ عالم شناس بھلے تو لیکے روح روان کو بھلے
خدا نکر وہ وہ ساعت آئے کہ مجھ سے تیرا ستم نہ اٹھے
اسیر جذب زمین ہوا ہوں فلک کی گردش کا خوف ہی کیا
کہ ہاتھ جینے سے اپنا اٹھے گلی سے انکی قدم نہ اٹھے
وفا کے جذبات نے دکھا دی اثر کی جو کچھ کہ انتہا تھی
قیامت آئی جہاں الٹا مکین کوے صنم نہ اٹھے
جو دیکھنا تھی وہ چشمہ دل سے حقیقت امر دیکھ ڈالی

نظر کو روکین جناب واعظ کہ سوے سقف حرم نہ اٹھے
نگاہ ملتے ہی روح و سپیکر مین ربط باطن رہا نہ باقی
اوائے جانان سے مین خجل ہوں کہ لطف جور و ستم نہ اٹھے
فسانہ افتاد عاشقی کا ہے چشم عبرت کو اک مرتع
کچھ ایسے تھک کر کہین پہ بیٹھے کہ مثل نقش قدم نہ اٹھے
ہزار قانونین صبر کیجے بندھے ہوں تپھر شکم پہ محشر
وہ ناتوانی ہے عین طاقت کی کا بار گرم نہ اٹھے

چھٹے طعجب یا آئے قضا وہ بھی ہوا اور یہ بھی	مری تقدیر کا لکھا ہوا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
پس بہم مزاجی مسکرا دیجے تو شکوہ کیا	شریک جور نہ پانی ادا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
غم فرقت میں بعد وصل کیا حاصل ہو رہی ہے	وفا کہتی ہوں دل کا مدعا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
طلسم حسن و عشق اہل نظر دم بھر اگر دکھیں	قیامت ہر جان مبتلا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
امیدیں دل سے اوجان خنیریں دلیر سے واپس	قیامت ہر اگر دم بھر خفا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
خدیگہ ناز کا دل جگر پر گونہ نہیں کرتا	غرض اتنی ہی مشہور وفادہ بھی ہوا اور یہ بھی
خیال عشق و فکر و نیوی خدائیں باہر مین	کہاں ممکن کہ اپنا مدعا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
حیات و موت ایسی سے خدا یا اہل باطن کو	کہ اک لامل تمنا عشق کا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
شریعت صلت کو سامان مین اللہ سے خون کیا	کہ سو سو مرتبہ دل سے کہا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
بسمہ لینے دو تم اسرارہ ناز حسن کے ہلکے	تو پھر کہنا کہ اب میرا کہا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
مرادین دامن دل مین لی ہوں امرادی بھی	یہ کیونکر کہ سکون وقت دعا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
صنم کو کیا تعلق قدرت و جبرائیل باطن سے	محال عقل پہ محشر خدا وہ بھی ہوا اور یہ بھی

<p>اجل نصیب ہوا اہل جہان سے چھٹ جائے کہا نہ اسکو جگہ دو گے اور حرم والو جاہلیان اٹھیں آئی ہیں سنتے ہی سنتے کہ ہر وہ جائے ستارے ہی چلے تبادلیں بدل قبول نفس ہی ہیں پھر تو مر رہنا</p>	<p>مگر نہ کوئی کسی کا روان سے چھٹ جائے کوئی غریب جو کوئے تباہ سے چھٹ جائے میں سوچتا ہوں کہ قصہ کہاں سے چھٹ جائے اندھیری رات میں جو کاوان سے چھٹ جائے تعلق اپنا اگر آشیان سے چھٹ جائے</p>
--	--

وصال دوست کی محشر پہلی منزل ہو
 کہ جان الفت اہل جہان سے چھٹ جائے

<p>فسانے یوں چھڑی اس شمع سے شکاری کے جلایا انکو جو کشتے تھے درد فرقت کے نگاہ شوق ملی اور دماغ شوریدہ ستم سے اہل وفا کے زرا بھی نہ بچے ہر ایک سانس میں تھی لذت فنا گویا فنا کو زیست بقا کو فنا سمجھتے ہیں اولے ناز کی تصویر میں ہوں رخ دونوں ہنسی ہنسی میں اڑتے ہو جاؤ بھر پایا</p>	<p>کسی جگہ پہ نہ پہلو چھٹے مجھ کے تمہارے چلتے ہوئی فقری میں قیامت کے مرے سر انکھو نہ احسان تری عنایت کے بنے ہوئے ہیں نشانہ نگاہ عبرت کے یہ مختصر ہیں اثر و افعات غربت کے کھلے نہ راز کبھی عاشقوں کی ملت کے ستم کرو مگر انداز ہوں مجھ کے اب کج سے کبھی شاکی نہ ہوں کج قسمت کے</p>
---	---

انکہ ہر غصہ ہی تو رہی پہ اُگلی بل محشر
 گناہ ہو گئے شکوے خود اپنی قسمت کے

<p>لطف جو خلوت میں پایا وہ کہاں جھٹل میں ہو پھر کوئی شاید مٹکھوا یا گیا میری طرح</p>	<p>اک خدائی دل میں ہر وہ کیا ہمارے دل میں ہو آج یہ ہنگامہ کیسا یا رکھی مٹھل میں ہو</p>
---	---

<p>بلد مدت ہو گئیں آنکھیں شناسا لے ادا زندگی دشمن سے وابستہ ہوئی اندر عشق چھپے کیوں ہوئے ہی بنے و حالات بھر ہنے مانا کو سے جانان روکش جنت ہی ڈر رہا ہوں حشر میں کچھ اور ہنگامہ نہو قد رتی جذبات کو دربان رو کے کیا مجال کیوں نہ کھینچ آ یا دل یعقوب بھی شکو کو ساتھ خطرہ بھر محبت ہر جگہ یکسان رہا</p>	<p>ہم تباہ کئے ہیں اب جو کچھ تھا دل میں ہے روح میری یا کہ یہ شجر کھنٹا دل میں ہے بے تکلف ورنہ کہہ گدڑ کا جو کھل میں ہے بھری جھکوا جا کے دیکھا اک ان شکل میں ہے ورنہ او ظالم تباہیوں جو کہ تیرے دل میں ہے ہم میں گھر میں روح لیکن یار کی غل میں ہے کاروان بر باد میر کاروان منزل میں ہے جو توج بیچ دھارے میں ہی ساحل میں ہے</p>
<p>بخود ہی شوق کے جذبات کتنی ہی بڑھیں لب تکانے کی نہیں شجر و حشر دل میں ہے</p>	
<p>کھلتا ہی نہیں یہ کیا ہوا ہے آسان نہیں کسی پہ مرنا اڑ جائیگا رنگ زیت آخر کیونکر جیسے گا مریض الفت باز آئے حیات ہجر سے ہم ہنسنے کا مزا نہ لطف غم کا</p>	<p>ہر وقت مجھے سکوت سا ہے ہر وقت قضا کا سامنا ہے انسان مرقع فنا ہے جو درد اٹھا وہ لانا ہے آخر کوئی عتبہ کی انتہا ہے کیا کیجے دل ہی مر گیا ہے</p>
<p>قربان حیات عشق حشر ہر سانس نتیجہ وفا ہے</p>	
<p>کر بیگہ سبر ترے ظلم پر نغان نہ ہی</p>	<p>ملیکی داد ہیں حشر میں یہاں نہ ہی</p>

کوئی تو ہوں شیدا کا چھپڑنے والا خوشی یہ ہو کہ برائے امید مرگ کہیں ستم میں بھی ہیں مرے ہوا اگر محبت سے دور شوق مری رہ سہری کو کیا کم ہے میان بزم نہ بیٹھیں گے خیر جاتے ہیں	جھائے عشق سہی جو آسمان نہ سہی جو ارکعبہ سہی کو چہستان نہ سہی اجارہ کیا نہ ہوئے آپ مہربان نہ سہی طریق عشق میں ہمراہ کاروان نہ سہی تھمن اگر نہیں منظور میری جان نہ سہی
---	--



رخصت ہوئی جو روح طبیعت سنبھل گئی رونے کا لطف میرے کلچے سے پوچھئے احسان غیر برق تجلی اٹھائے کیا آتنا زمانہ عشق کا تھا حاصل حیات فصل بہار لی گئی سر ہاچھو پہن اسدے شباب میں ناز غور حسن پوچھو نہ کچھ مریض محبت کی خیریت	اک پھانس تھی کہ دل سو ہار نکل گئی دو چار آنسوؤں میں طبیعت سنبھل گئی یہ شمع غور ہی محفل عالم میں جل گئی جسوقت روتے روتے طبیعت سنبھل گئی ایک ایک پتی پتی کی صورت بدل گئی آئینہ دیکھنا تھا کہ چتون بدل گئی مشکل سے دن ٹپکے گا اگر رات ٹپک گئی
---	--



نہروائے شمع تیری آرزو جب نسو نکلیگی سنبھل کر جرم کرنا راز الفت کا نہ کھل جائے حیات عاشقی میں روح گویا وہ تنہا ہے نہ کہہ دیران غافل وسعت گور غریباں کو نہ دے تکلیف عرض دعاے شوق پہنے دو	کہ سر سے پاؤں تک جگہ کہ جنھل سے نکلیگی نکا لوگے جو تیرا نیا فغان بھی دل سے نکلیگی رضائے دوست پا کر جو بہار دل سے نکلیگی قیامت خیز اک دن بھیڑ اسی نثرل سے نکلیگی حضور دوست اذابات بھی مشکل سے نکلیگی
--	---

مٹانے دینوی کا کوئی قصہ دل سے نکلے تو نہ نکلا تیر سینے سے بڑا ہو جذب باطن کا مریض ہجر کو گھیرے ہیں سب تم کو یوں نہیں جلتا	تری بھی آرزو غافل کہف سائل سے نکلی ارے یہ بات اب کیوں نہ کر دل تامل سے نکلی سمجھ لو روح آسانی سے یا مشکل سے نکلی
کسی صورت میں ہو لیکن جواب یا تو موسیٰ کو اثر دے جائیگی جو بات محشر دل سے نکلی	

اور کیا امید رکھیں خیر تنہا ہی سی ہجر میں کچھ شکل بیکاری کا ہونا چاہیے شفقت سے اپنی نہ باز گئے ادا حسن کو اپنی مرضی کا سکھایا کیوں نہ انداز سخن چاہیے تھا لیں ترانی کا یہ موسیٰ کو جواب وعدہ جاناں پہ خوش ہوں وہ وفا ہو یا نہ ہو اہل باطن محفلِ ناصح سے یہ کمر اٹھے آنکھ کھولی بعد مدت کے مریض عشق نے سن تو لیجے خود اثر کہہ دیا کیا ہو کیا نہیں	دیکھ لو بیار غم کو وہ تماشا ہی سی اپنے ہاتھوں پیٹھ کو خون تنہا ہی سی ہم ترے منوں ہو گئے نابینا ہی سی شکر کہ شکوہ سمجھتے ہو تو شکوہ ہی سی تم اگر بردے میں خوش ہو جاؤ وہ ہی سی خیر سے کچھ روز جینے کا سہارا ہی سی عشق اگر اک قسم سودا ہو تو سودا ہی سی چارہ گر کو عید ہے گو وہ منہ کالا ہی سی جو کون میں وہ شکایت باجی ہی سی
--	--

قوت روحانیت سے خود بخود کھل جائیگا لفظ حسن عشق کے محشر معا ہی سی	جلوہ دلدار یوں ہم عمر بھر دیکھا کئے ہجر میں احسان چشم غیر اٹھ سکتا نہیں دل بھی ہلانے کسی صورت سے ہمارے فرق چشم دل سے دیدہ اہل نظر دیکھا کئے اپنی بتیابی کو ہم خود عمر بھر دیکھا کئے ہر نفس انداز لطف چارہ گر دیکھا کئے
---	---

<p>جو کہ پروا توں کا جلتا عمر بھر دیکھا کئے دیر تک منہ اٹکا شتاق اثر دیکھا کئے آنکھ بزم ناز میں ہم بے خبر دیکھا کئے دیکھ ہی لیں گے انھیں کہ ان کو دیکھا کئے اشوق کے پابند سوئے رکھ کر دیکھا کئے سیر عالم کی ترے شوریدہ سر دیکھا کئے</p>	<p>انکے دل سے پوچھیے سوز و فاقہ کی کیفیت کیا قیامت وہ گھڑی تھی حال ان کو کہ بعد کیا خبر تھی پڑ ہی ہو ہم پہ کس کس کی نظر چشم نظارہ کمال مشق کی محتاج ہے کہتی تھی اسید اب آتا ہوا بتا ہے کوئی بچو دی کی چال میں نہان میں انانی کو</p>
--	--

فرز کی چشم و دل پہ اور محشر ہو روز کا مقام
 جو کہ منس منس کر مرزا زخم بگڑ دیکھا کئے

<p>کس قدر شاد ہو رہا ہے کوئی ہنسے کس بات پر خفا ہے کوئی ہنسنے کی آخر انتہا ہے کوئی ان نگاہوں سے دیکھتا ہے کوئی دیکھنا پیرا دیکھتا ہے کوئی جیسے بستر پہ سوز رہا ہے کوئی</p>	<p>اپنی حالت میں بتلا ہے کوئی کس سے پوچھیں بتائے کون آخر دیکھو آنسو نکل نہ آئیں کہین پروں قابو میں دل نہیں رہتا ارے ہشیار مست لفظ سارہ یوں شہید دفن کا دم نکلا</p>
---	---

بیٹھے ہو کیوں میان کوئے عشق
 محشر اٹھو بھی کیا خدا ہے کوئی



پارہ ہائے دل

ہمیں یہ سزا غم فرقتیں آہیں نام کر جائیں
منہ میں شوق کچھ بھی ہو مگر زلفین میں جہاں

خالی گئی تلوار میں تو ہنسی نہ رکی
ہزار ضبط کیا تیسے گرد گدی نہ رکی

سنتے نہیں ہوتے مرے دل کی نہیں سی
بارگراں ہے یہ بھی تو یہ بھی نہیں سی

لے فلک میری شب بھر جو کٹ جائیگی
کیا یہ تقدیر تری ہو کہ اٹل جائیگی

دل میں لوشیاں بچر بن جھلنا تھا نہ بھول
اتنا سا بھی ارمان نکلتا تھا نہ بھول

جل سکی کچھ بھی نہ غمخوار کی بیٹھے بیٹھے
رات گذری ترے بیمار کی بیٹھے بیٹھے

کیا کیا ایک ایک نذر حوادث جو تمنا کی
خدا معلوم ہے اور کیا خواہش ہو دکھ کی

تھم گئے کوچہ بجا انہیں ہم آگے نہ بڑھے
پاؤں پڑے یہ زمین نے قدم کو نہ چڑھے

وفا و سونوائی کا فسانہ اور ہی کچھ ہے
اب انسان اور ہی کچھ نہیں انہ اور ہی کچھ ہے

نمودہ شکل پہ تاثیر و فائدہ دیکھ تو لو دیکھنے والو ماحال زرا دیکھ تو لو

حق ہو یا ناحق مری مد مقابل کیوں کہیں تلو جو کہنا ہو کہہ لو اہل محفل کیوں کہیں

فناک ہو دشمن جان یا زمین عدو ہو جائے نہو گا کچھ بھی اگر ہر بان تو ہو جائے

نقشہ کوئی دیکھ تو مرے دیدہ غم کا دہند لاسا ستارہ ہو یہ شام شب غم کا

میر فیض تھکے خاتمہ پر خوشی ہو تلو پر خوشی ہو عجب زلزلے کا دور آیا ملال گو یا کہ دلگی ہو

دل لیکے یہ تیور ہیں تمہیں مان گئے ہم اب اور جو ہے قصہ وہ پہچان گئے ہم

موٹے آنے میں کیا کیا میں تکلف کرتا توجہ دم بھر مری بالین پہ تو قہقہہ کرتا

دعا کرتے ہیں ہم تاثیر بھر دینا خداوند کا کہ تو ہو حال دل کا جاننے والا خداوند

پیش نظر کہ پردہ دل میں نہاں رہو اے مری بان شاد رہو تم جہاں رہو

بندہ پر در حسن دیکھے پیٹھے ہیں ہم آپکا اے معاذ اللہ وہ چلوہ اور وہ عالم آپکا

لیا تھا دل مگر لینا نہ جانا ہمارا اپنے کہنا نہ مانا

آئینے اور شانے کو ہم نہ بنا چکے اُٹھے حضور گیسوئے برہم بنا چکے

ہجرین حوصلے سے روند سکا مینے جو کچھ کیا وہ ہونہ سکا

پیکان کی شکل سے نگہ آشنا ملی کعبخت دل کو اپنے کئے کی سزا ملی

غمِ فرقت میں دل جو بھر آیا روتے روتے خدا نظر آیا

گردوں کے ستم تیری جفا سے نہیں ٹٹتا ڈرتا ہوں میں اُس سے جو خدا سے نہیں ٹٹتا

ہماں حشر کو فی بات اُن سے ہو جائے خدا کرے کہ ملاقات اُن سے ہو جائے

کیسے پاس سے یوں کوئی بقیہ اٹھا ہزار مرتبہ بیٹھا ہزار بار اٹھا

ہم اپنے سوزِ محبت سے آپ جلنے لگے کہ ایک اک بن ہو سے دھوین نکھلنے لگے

اُٹھے کے مرتبہ کے بار تیری ناتوان مٹھے چلے جا ہٹکے پہلو سے یہاں مٹھے وہاں مٹھے

ابن یون دل کا داغ جلتا ہے جیسے اندھا چراغ جلتا ہے

اٹھا ہون کو بچہ و لدا ر سے کہ ہر جاؤں قبول کرے اگر لے زمین تو مر جاؤں

لبوں پر اشک آنسو بہ رہی ہیں ہم اُسے دل کی حالت کہہ رہی ہیں

کھول کر آنکھ راہ چل کچھ بھی اگر فہم نہ لیت کا ایک ایک پہل مرحلہ عظیم ہو

اٹھے ہیں کسی بزم سے اچھا ہو جو چائیں کتک کھڑے سو جا کرین جائیں تو کدھائیں

میاں بخانہ شیخ متا نہ جانے اُدھین کیا بھکے اگر اب ہی گئی تو بیٹھیں فراسی پی دین بھکے

سلاش دوستا میں چاہتے ہیں کو بھوکھرا کہ جیسے جوش سودا سوز گون میں بھوکھرا

میں اُسکے حال پہ وہ میری حال پہ رویا تمام رات نہ سویا ہو نہیں نہ دل سویا

عشق میں نہ کو کیا رات کبھی رات کا دن کوئی نکلا نہ مگر تیری ملاقات کا دن

حضر سید دل سمجھے اپنا دے کا کہنے کو بہن تم بنا سکتے ہو کچھ آخر یہ کیا کہنے کو بہن

بل ابرو نیچہ اور نگہ پر جفا خفا اٹھا ہو کچی نیند سے کوئی خفت خفا

شام سے دھڑکے کی شب سو گئی سو نیا لے رولین جی کھول کو تقدیر کو رو نہ لے

بہمنے تیرے ستم پہ صبر کیا جو کسی سے نہ وہ جبر کیا

جلد ایدل عشق میں برباد ہو پھر خدا معلوم کیا افتاد ہو

کیا ملا ہو کج حجب میں روکے آدمی سیکھتا ہے کچھ کھوکے

ٹھہر کے وقت ملاقات میری سنتے جاؤ خدا کے واسطے ایک بات میری سنتے جاؤ

دیکھئے کیا غم فرقت مجھے دکھلاتا ہے اب تو ہر سانس میں دل بھوکہ کھنچا آتا ہے

منتظر بیٹھا بہنیں عمر و ان کے فوت کا آمد و رفت نفس اک سلسلہ ہی موت کا

دکھائی دیگی نہ صورت تو نور دکھیں گے کسی طرح سے تجھیں ہم ضرور دکھیں گے

جانے بھی دو جو میری جان حزن میں جاتی ہو تم تو جی کھول کے ہنس لو جی ہنسی آتی ہو

دل عشق تباہ بین مہستلا ہو ہر شائش قضا کا سامن ہو

❖

نشہ مے کیوں نہ ترے سر چڑھے پھول وہی ہو چو میسر چڑھے

❖

دل جگر تھپیہ فدا ہو گئے باری باری آئی اب انکھ ناز بھاری باری

❖

جب قصد کیا ہنسنے کا آئینہ کل گئے جائیگا نہ یہ روگ بغیر از اجل گئے

❖

اگر مر جاؤں تم ہر گز نہ رونا برا بر ہے مرا ہونا نہ ہونا

❖

روح نکلی فراق دہرے اک بلا تھی کہ ٹل گئی سر سے

❖

ہمنے ماں احشر میں تم بنکے دیوانے گئے سچ کہو کیا ہو گالے محشر چہ بچانے گئے

❖

ضعف کے ہاتھوں زمین کے ہو گئے جس جگہ بیٹھے زمین کے ہو گئے

❖

آئے ہر عیادت کو تو جان لے جاؤ بیار محبت کا کچھ کام کئے جاؤ

❖

بہر قدم سوز چشتیں ہوں دل مگر سر دہری جذب خالص ہو تو کوئی دوست کتنی دوری

عارض روشن سے زلفا اُنکی سر کر گئی راکو آنکھوں میں بجلی سی چمک کر رہ گئی

وہ غمِ فرقت وہ وصلت کی خوشی جاتی رہی دل کے مرجانے سے محشر دنگی جاتی رہی

یہ بھی سمجھ میں آگئی وہ بھی سمجھ گئے چتون سے کیفیت تری دلی سمجھ گئے

نو قوت روزِ ہجر نہ فرقت کی رات پر آفسو کل رہے ہیں مری بات بات پر

کیا ہو خونِ لطفِ خاص سے جوشِ تنہا کہا تک روئے روزا کیسے نہ سبیا کا

مقابل تیرا تو دلِ ربا کے دل نہ لیجا ا جویجا نا بھی اے محشرِ محفل نہ لیجا نا

جو نقشِ مٹ گئی آنکھ اُبھارتے جاؤ لہر کے سرے ہو دنگو پکارتے جاؤ

مالِ مفلس کا نہ کوئی آپ ہو نہ تول ہو دل کی قیمت کچھ نہ پوچھو کوڑیوں کے مول ہو

مریضِ عشق کو دردِ گلابِ یون ستا ہو نہ لیٹے چین آتا ہے نہ بیٹھے چین آتا ہو

سامنے اُنکے چپ رہا نہ گیا سب کا پھر بھی کچھ کسا نہ گیا

تم بڑے ہو امید قضا ہی حسین کوئی اس درد کی عالم میں دوا ہی نہیں کوئی

تھا مگر آدہ یوں وہ ظلم پر پہلے رہتا تھا شکارِ تقدیر اتنا زور و اثر پہلے نہ تھا

بیٹھا تھا یں دم بھر تراکاشانہ سمجھ کے دربان نے اٹھوا دیا دیوانہ سمجھ کے

وہ آگ بھڑکے دھواں کوہ طور سے نکلتے قحان جو میرے دل کا صبور سے نکلتے

طلب میں دلی اس جانب آفت کا قضا کر جو کہنے کچھ تو کہتے ہیں محبت کا قضا سا کر

سوزِ غم سے یوں لگی آگ آستین جلنے لگی چشمِ غم کا جو گرا آنسو زمین جلنے لگی

بات بھی پوچھی نہ جائیگی جان جائیگے ہم بزمِ جانان سے اگر اٹھے کہاں جائیگے ہم

کبھی گرتا نہ کبھی اٹھ کے سنبھلتا ہو کوئی صبح کو یوں تری محفل سے نکلتا ہو کوئی

اُسکے دنیا کی طرَن ربطا کہن سے چھٹ گیا کیوں نہ مر جاؤں کہ اپنی انجمن سے چھٹ گیا

کعبۂ اسلام میں جھین کہ سکون دیر ہو دوست کو یوں بھی نہ پائیں ہم تو اچھی پہچان

دم مجھ پر تھین منظور نہیں جو رسی بار خاطر ہو اگر یہ بھی تو کچھ اور سی

دار فقا میں آ کے گذر نیسے کیوں ٹرین مرنے ہی کو نہیں ہیں تو مرنیسے کیوں ٹرین

بات جو تم نہ سنو اسکا نہ کہنا اچھا ایسے کہنے سے تو خاموش ہی رہنا اچھا

رونا آتا ہی ہمیں اب نہ ہنسی آتی ہو سانس لیتے ہیں اگر دم پہ نہی جاتی ہو

ہم جو ناصح کا پاس کرتے ہیں صاف یہ ہے خدا سے ڈرتے ہیں

ہجرین روئے پھر بھی رو نہ سکے ہم جد چاہیں کبھی وہ ہونہ سکے

نہ پھر عشق کی منزل پہ احیات چلے تمام دن چلے محشر تمام رات چلے

فراق درست میں جب تک جُئیں گے شب دروزا پناغون دل سُئیں گے

دشت عشق میں مجنون سر مکان چھوٹ گیا ایسے دیوے انہری ہم کہ جہان چھوٹ گیا

دم نکلا جائے نہ ایدل دم فریاد سنہل دیکھ کیا کرتا ہے اور کشتہ بیدار سنہل

بیمار وفا غش میں ہو دامن کی ہوادو سمجھو نہ اگر دوسری زلف سنگھما دو



ہمارا حوصلہ لطف جفا سے اور بڑھتا ہے کہ طول زندگی ذکر قضا سے اور بڑھتا ہے



بگڑو نہ تو چھین ہین اک بائین شک ہے تم ظلم میں بکتا ہو مری جان کہ فلک اس ہی



ہمیں جو اذن سیر دیدیگا خدا اسکو جزا بخشیدیگا



کہتی ہو انکی چوں ہر وقت ہمسو ڈرنا طرز غضب ڈرنا شان کرم سے ڈرنا



ماہر ایک بات مری جھوٹ ہی سہی بہتر ہی خیر تم جو کہو بس وہی سہی



کسی کی ندم سیوین بھر کاہ سرد اٹھے کہ چوٹ کھائے ہوئے دلمین جیسے در اٹھے



خطا کی ہم اگر محفل میں آئے کہو جو کچھ تمہارے دل میں آئے



وہ اپنی جذب روحانی سو پورا کام لیتی ہیں کسی گرتے ہوئے کو دیکھ کر جو ٹھام لیتے ہیں



کلیم کی صورت طور پر محشر جلوہ بھی کہ نظارہ بھی ہوا دیکھو انداز نکاح بھی

دل پر شوق سے تیری نہ محبت چھوٹی اتنی سی جان پہ کیا کیا نہ قیامت ٹھٹھی

حالت بیمارِ فرقت کیا سو کیا ہوتی رہی تم سرِ بالین جو تھے صدقے قضا ہوتی رہی

زندگانی ہے دل جو زندہ ہے ایک ہی دم کا سب ظہور ہے

انگوٹھم ہو چھوڑ نہ دینا بھٹا کوئی مر جائیگی تو یا دکر وگے کہ تھا کوئی

کیا کہیں کس سے کہیں چپکے پڑا ہو پالا لیگیا دل کو چرا کر کوئی آپس والا

فریبِ حسن سے عالمِ تمہارا اور ہی کچھ ہو ادا کچھ اور کتنی ہو اشنا اور ہی کچھ ہو

خدا رکھے ترقی دی ہو جسے سوزِ فرقت کو وہی روکے بھی اچھوٹے دلِ سیما بھٹکا

لے بھٹیا رہو غافل کہنا تک دھن جانی کی لکھی جاتی ہے ایک ایک لمحہ حالتِ زندگانی کی

میاںِ فصل گل بے یارِ دلمین ہو کر اٹھتی ہو میری فریاد پر گلشنِ مین کوئل کوئل ٹھٹھی ہو

مثلِ بھٹیا رہو نہ کہ تھا یا عالمِ مستی میں تھا کوئی شے میں بھی کبھی معمور و مستی میں تھا

دل پر نظر اُنکی ہو تو ہم کس لئے روئیں
لٹا ہو جو گنجینہ غم کس لئے روئیں

※

شدت درد جگر میں دم نکل ہی جائیگا
جی سنہلنے والا ہوگا تو سنہل ہی جائیگا

※

کسی بیمارِ وقت کی مصیبت اور طرہتی ہو
ادھر شام آئی آٹا زہ قیامت اور طرہتی ہو

※

نظر سے حالت باطن سمجھ لی اہلِ محفل نے
مجھے بیٹھے بٹھائے کرو یا رسولِ مرید نے

※

اُنکی جانب سے جو اظہارِ تاسف ہوتا
کون تھا پھر جسے مرنے میں تکلف ہوتا

※

بیانِ حال کے جملے اثر دکھلاؤ جاتے ہیں
وجہِ سنتی میں دل سے کچھ نہ کچھ نہ ستر تو جاتے ہیں

※

ہنسنے تو جی پھیل کے ہجر کا ماجرا کسا
کہہ چکے تھے بولے وہ پھر سے کہہ کیا کسا

※

تم بگڑے ہو امیدِ قضا ہی نہیں کوئی
اس درد کی عالم میں دوا ہی نہیں کوئی



خیالاتِ پریشان

اپنی محفل سے ہمیں تم نہ اٹھانے دینا کوئی کتنا ہی ستائے تو ستانے دینا
ہمنے یہ مان لیا کہ یہ شکون بد ہے شمع تربت پہ اگر آئے تو آنے دینا



ظاہر عشق میں جیتا ہوں مگر جان نہیں زندگی کا مجھے ہر چند کچھ ارمان نہیں
جاگنے والے کی ہر سانس کراہت دیکھی صبح کرنا شب غم کا کوئی آسان نہیں
ہنگامہ ہیں تیرے کتا ہوں میں بھی شربل جائے اب مرے دل میں کوئی ادا نہیں



ہجر میں کچھ بھی مجھ سے ہونہ سکا چاہتا تھا کہ روزوں رو نہ سکا
مرنے والے کا پوچھہ لیتے مزاج جاؤ اتنا ابھی تم سے ہونہ سکا



ہر ایک سانس میں سو بار تیرا نام آئے زبان وہ دے مجھے یا رب جو میرے کام آئے
امید وعدہ جانان میں اُف ری بیتیابی دعاؤں پر ہیں دعائیں کہ جلا شام آئے
کلیم طوریہ جاتے ہیں کون سمجھائے گر ان کی سیکو نہ ہو منہ پر وہ کلام آئے
ہمارے دل کو خدا رکھے بہتی دنیا تک بنے جو تجھے تنہا کہ منہ پر نام آئے



لطفِ ایام جو انی کچھ نہیں تم نہیں تو زندگی کچھ نہیں
سب کچھ انکا شکوہ درد دوسری میری فرقت کی کہانی کچھ نہیں

لکھتے جاؤ دلیر جو منہ سے کہو
ورنہ اقرار زبانی کچھ نہیں



ہمیشہ عشق میں بے حرم پر الزام ہوتا ہے
علاج در وقت ہم کو دیکھا ہی تو یہ دیکھا
نہ رو کو مبتلا سے غم اگر فریا د کرتے ہیں
ہم اپنی زندگی کو دیکھتے ہیں جستم عبرت سے
خطا کرتی ہیں آنکھیں مفت دل نام ہوتا ہے
نکل لیتے ہیں چار آنسو تو کچھ آرام ہوتا ہے
بڑا کیا ہو جو عالم میں تھا نام ہوتا ہے
ہو سے گل اگر کوئی چراغ شام ہوتا ہے



مغرور دغا لے دل خود کام نہ ہونا
رسوا کیوں سے عشق میں کیونکر بچے کوئی
ارباب نظر میں کہیں بدنام نہ ہونا
الزام ہو یہ بھی کوئی الزام نہ ہونا



دم بتیابی وقت کلیجہ تھام لینا ہے
مڑ پ لینے سے امید سکون جی کھو لکر مکو
ہمیں ہاتھوں سے اتنا مختصر سا کام لینا ہے
پھر آنکھیں بند کر کے دلوں آرام لینا ہے



موت میں اسے خوبی تقدیر کتنی دیر ہے
پوچھتے ہیں ہر نفس کس شبِ فرقت میں تم
عشق کی بنیاد میں تصویر کتنی دیر ہے
زور و شور نالہ شکیبائی کتنی دیر ہے



فریبِ لب میں دل چنپس گیا قیامت ہے
بیان سے چھوٹک سی مردہ دلوں میں نہ رہ
ذرا سی بات کا یہ طول کیا قیامت ہے
شہیدانہ کا بھی صاحبِ قیامت ہے



صبح کرو تیرے سبب اترے روتے روتے
 آکھ کھل جاتی سب جبات کو سوتے سوتے
 بزم ہستی میں کوئی کام کئے جا اوشیح
 نام بھی ہو سیکا صبح کے ہوتے ہوتے



مانا کہ سب طرف ہو تھا جسے حسن دوست
 لائیں کہاں سے تا بکشاے حسن دوست
 پہونچے کلیم طور پہ اندھیری رات میں
 اندر سے عروج تنہاے حسن دوست



زمانے بھر کے غم اپنے لئے ہیں
 نہ جانے کیا کس نہ ہنسنے کے ہیں
 ملے گی آپ ہی سے داؤاں کی
 جن امید و نہی ہم اتناک جئے ہیں



دور و پہراب ہوشمیں آیا نہیں جاتا
 دلیں ہے کہاں درو تبا یا نہیں جاتا
 پہلے ہی شکوہ تھا وہ سنتے نہیں احوال
 اب سننے جو میٹھے تو سنا یا نہیں جاتا



بیا عشق ہوں مری حالت تو پوچھ لو
 سائے ہنسنے والو حال مصیبت تو پوچھ لو
 دل بچنے ہم آئے ہیں بازار حسن میں
 سودا ہوا نہ ہو کوئی قیمت تو پوچھ لو
 گونا امید یوں سے نہیں فرصت نغان
 خاموش کس لئے ہوں یہ حالت تو پوچھ لو
 ہر چند راز عشق کے ناگفتنی سہی
 ناگفتنی ہیں کیوں یہ حقیقت تو پوچھ لو



فرق اور بے اثر نہ یاد یہ کیا
 یہ کیا ہے لے دل ناشاد یہ کیا
 ہم اور اُس شوخ سے بیانِ وصلت
 امید امر بے بنیاد یہ کیا

غم فراق میں جمی سے گزر گیا ہوتا خدا نے فضل کیا ورنہ مر گیا ہوتا
شب فراق میں شور و فغان بہا ہوتا ستم ہوا تھا وہ سوتے میں طور گیا ہوتا
دل و جگر کی کوئی یاد کار رہ جاتی اہو میں ناوک جانان جو بھر گیا ہوتا
نگاہ شوق کی گری کی روکتا نہ اگر حضور آپ کا چہرہ اتر گیا ہوتا



دل بہت غمخیز ہو تو رونا چاہیے آپ سے باہر نہ ہونا چاہیے
جب میں کتابوں خفا کیوں میں حضور ناز سے کہتے ہیں ہونا چاہیے



دل اور دل میں اُنکی تمنا لے ہوئے سوئے عدم چلا ہونین کیا کیا لے ہوئے
دل توڑنے کا لطف ہو چلا وہ خدا نہ پہلو کسی طرح سے جگر کا لے ہوئے



بچ سے یا کہ دلگی سے کہو تمھیں کہنا ہو جو خوشی سے کہو
جو کہو تم مرے سر آنکھوں پر دوستی سے کہ دشمنی سے کہو



فکر و صل دوست میں یوں عمر بھر بیٹھو ہے اپنی ہستی و عدم سے بے خبر بیٹھے رہے
بات کر نیک کسی بہرہ سے کس کو داغ درتوں رکھے ہوئے زانو پر سر بیٹھے رہے



دل مجھے اور دل کو خدا مل گیا جذب محبت کا سلاسل گیا
پھیری نظر خونِ تنہا ہوا بندہ نواز آپ کو کیا مل گیا

مرتے ہیں نہ کبھی قید آزاد مرتے ہیں
 اویں مشق ستم اور مشق غم کو مبارک
 دل اپنا نکھیں اپنی اشک اپنے جوش غوٹا
 اسیر عشق ملول اندگی کو بیٹھ مروتے ہیں
 اویں ہی چلے آتے ہیں آفتاب روتے ہیں
 کیس کا کیا بکرتا ہو جو ہم فوجت میں روتے ہیں

دن کٹا شام ہوئی مرغ پیارے نکلے
 ہو گئی عید واد و نکو دم عرض سوال
 مرنے والو نکلی ترے خاک کریں دھڑکا
 اہل دل داد ستم حشر میں پائیں کیونکر
 اونکی ہر سانس صید ہے ہر زبانی جیتا
 ڈھکاٹے نہ ارمان ہمارے نکلے
 خاموشی سے تری کیا کیا نہ آتے نکلے
 بننے دیکھا جھپٹیں وہ گور کٹا نکلے
 جنکو دیکھا وہ طرفدار تمہارے نکلے
 جو کہ مرنے پہ گنہگار تمہارے نکلے

یہی قائدہ بعد قاتر مت میں جاتے
 تین چاہا تمہارے ہو گا بچھینا گیا
 نظر ملتے ہی شام وصل دم رگ گت کھینچا
 کھنٹی ہستی ہیں بکھینچیں مرض کی نیند
 مبارک ہو میں ترک تعلق اکٹا نیت
 مناسب تھا نہ آتا ہی تمہارا ایسے آیت

زمانے کا وہ بیت خدا ہو رہا ہے
 کوئی ہنس رہا ہو اولے ستم ہو رہا ہے
 خدا یا یہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے
 کوئی دل ہی دل میں خفا ہو رہا ہے

میں بنوں میں جبکہ تھک کر کوی ایٹھرا
 نہ لال بیوقائی نہ وفا کی داد چاہی
 وہ ہوا میں ٹھنڈی ٹھنڈی بقیار کھرا
 وہ مر شاعر کھرا یہ ترا شاعر کھرا

مرحبان چھوڑنا صبر میں قیام بھی ہون تو کیا اور
غم عاشقی کے قابل دل بے قرار پھر

میں ہمت دل خانہ خراب کے صدقے
بلائیں یستی بہن چشمِ امید کی نظر
کہ ہو گیا ترے حسنِ شباب کے صدقے
دکھا دے شکلِ اداسے حجاب کے صدقے

اس سمجھ پر میں تصدق نہ کیسی سمجھے
جانِ جان کہنے پہ بگڑے تو کیا قتل مجھے
بات سب سے سنی کبھی کوئی تو اٹھی سمجھے
واہ کیا خوب ہر مری بات کے معنی سمجھے

پھیر کر نظریں جو وہ ہم سے خفا ہوئی گئے
دوست کی ناراضگی کا اس طرح دینگے جواب
ایک پل میں ہشتانا آستانہ ہوئی گئے
ہم بھی اپنی زندگی سے خفا ہوئی گئے

جو نقطہ سے گر گیا ہوا و سکی پھر اوقات کیا
صبح سے تا شام فرقت میں ہوا جو کچھ ہوا
آپ کے نزدیک ہم کیا ہیں ہاں ہی بات کیا
دکھینا ہے اب کہ دکھلاتی ہیں ہر کوئی کیا
تیرے وحشی کا ہر اک موسم میں کیسا ناچ
سردی گرمی کسے کہتے ہیں اور برسات کیا

چھٹے وہ پڑ گئے جینے کے لالے
کوئی اہل نظر لائیں کہاں سے
خدا ہی اب ہمارا دل سنبھالے
دکھائیں کہ کس کو اپنے دل کو بھالے
غم و شادی کی ہیں تصویرِ دونوں
قیامت ہو قیامتِ دُور
تمہارے تھکے اور میرے نالے
خدا یا ہم کو دیتا ہے اور کھالے

بہار محبت کی حبیب کوئی خبر پانا
غیر دن کی طرح تم بھی دم بھر کو چلے آنا
وادی محبت سے پھس کر جو وطن آئے
غیر دن کا بیان کیا ہوا بنوں نے نہ پہچانا
روئے ہی ہوئے آئے روئے ہی ہوئے
عبرت گرہ عالم میں اپنا ہے یہ افسانا

❖

آپ جتنا کہ شاد ہوتے ہیں
اور بھی روئے والے روئے ہیں
کچھ نہ پوچھو حیاتِ سحر کا حال
صبح روئے ہیں شام روئے ہیں

❖

لبوں چابن ہو فرقت کا غم نہیں ٹھتا
خطا معاف ہوا تو ستم نہیں اٹھتا
اوٹھو نہ اوڑھکے چلا جاؤں کوئی جانتا
مگر میں کیا کروں نا صبح قدم نہیں اٹھتا

❖

جب اہل عشق تیرا نام لیں گے
زبان و دل سے یکساں کام لیں گے
فنا سے دل نہو نا چوٹ کھا کر
ابھی تجھ سے بہت کچھ کام لیں گے

❖

بہت دنوں میں جیا ہونے ڈر کے
ہوا ہون کا فدائی خدا سے ڈر کے
کیا ہو عرض تنہا کا حوصلہ آسان
حضور کے ستم نادر سے ڈر کے
چلا ہوں محفلِ دلدار میں الہی خبر
قدم قدم دل نا آشنا سے ڈر کے
حیاتِ عشق بسر کی ہو سطحِ میں نے
تری جفا سے اور اپنی وقاسے ڈر کے
روانہ جس کو ستائے تو کچھ نہیں پروا
نڈر ہوا ہوں کسی کی جفا سے ڈر کے
اوٹھا تو اب تھیرنا زک مر جیاں سحر
بگاری عادتِ دل ابتدا سے ڈر کے

2915714

DUE DATE	

195 A915 2214
(RE)
2214.

Date	No.	Date	No.
------	-----	------	-----